باسمہ سبحانہٗ

تاریخ اجودھیا

جسمین

حالات باہرات سلطان کونین شہنشاہ دارین مہاراج سری رامچندر

ونیز راجگان ومہاراجگان اجودھیا مندرج ہین

مصنفہٗ

مسند نشین ایوان ریاست متکی ارایک دولت و امارت کنور درگا پرشاد صاحب بہادر

تعلقدار ریاست سروین بڑاگانون وعطیہ دار علاقہ سرسوا ورئیس اعظم

وانزیری مجسٹریٹ سندیلہ المتخلص بمہر

جسکو

مصنف معزی الیہ نے نہایت توجہات وسخت عرق ریزی سے کتب ہاے مقدسہ

ونسخہ ہاے معتبرہ سے تحقیق وتصدیق فرماکر مع اکثر حالات بچشم دیدہ مدوّن فرمایا

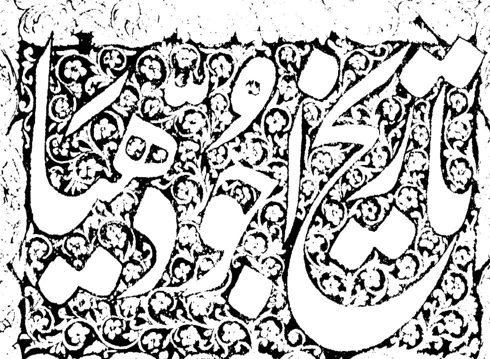
حسب فرمایش حضرت مصنف معزی الیہ بار اول

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی

سنہ ۱۹۰۲ء

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

این کتاب نادر و لاجواب و این نسخه بے مثل و نایاب که هر لفظ بمثالش
کارنامهٔ الیست بزرگی شهسواران عرصهٔ شجاعت و مردانگی و هر حرف دلپذیرش
حجت تامهٔ الیست بجهت بادیه پیمایان منازل دانش و فرزانگی موسوم به



تاریخ اجودھیا

متضمن احوال فیض اشتمال سلطان عرش نشین شہنشاہ [illegible] سری رام چندر و دیگر راجگان و مہاراجگان و دیگر
از تصانیف [illegible] دولت [illegible] پرشاد صاحب بہادر
[illegible] ریاست [illegible] قانون [illegible] مجسٹریٹ سندیلہ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوئی

فہرست مضامین کتاب تاریخ اجودھیا

صفحہ	مضمون

نوٹ+ - تاریخ پیدائش مہاراجہ مان سنگھ بہادر بعد طبع کتاب ہٰذا معلوم ہوئی لہٰذا اس جگہ ایزاد کی گئی ۱۲

فہرست تصاویر کتاب تاریخ اجودھیا



RAJA DURGA PERSHAD SAHEB.
RAIS SANDILA.



انسانی طبیعتون مین حکیم مطلق نے جو جو خواص اور مزاج عطا کیے ہین
اُن مین ایک بہت پیارا اور با اثر مادہ سپاس گزاری کا ہے۔ اسی مادہ کا
دوسرا نام بندگی اور وفاداری ہو سکتا ہے جس کے ذریعہ سے انسان
اشرف المخلوقات کہلایا گیا ہے۔ خدا کی عبادت خاص شکر اُس کے
احسانات عام کا ہے سلطان وقت پر رعایا کی جان نثاری بادشاہ کی
مہربانیون کی نادر سپاس گزاری ہے۔

یہ سپاس کبھی تنہا ہو کے نہین رہا ہے نہ رہتا ہے بلکہ احسان خود اُسکا
ساتھ دینے کو تیار ہو جاتا ہے۔

رحمت اگر اسکا استقبال کرتی ہے تو محبت اس کو اپنی جگہ تک پہونچا جاتی ہے وہی خوش نصیب انسان کہا جا سکتا ہے۔ جسکو یہ دولت فراوانی کے ساتھ قسام ازل نے عطا کی ہو۔ جریدۂ روزگار پر اُسی کا نام سنہرے حرفون سے دوام قیام پذیر دکھلائی دیتا ہے۔ جو اس نعمت ربّانی کو بجا صرف کرنے پر تیار رہتا ہے۔

میری اس تمہید مختصر کا یہ نتیجہ ہوگا کہ ہر برگزیدہ نفس اپنے پاک پروردگار کا سجدۂ شکر بجالاتے اور اپنے سلطان وقت کی راہ محبت مین جان نثارانہ قدم رکھتے ہوئے۔ اپنے ہمسرون کے بھی احسانات شمار کرنے کو نہین بھولتا ہے۔ بلکہ اُسکے اظہار سے سچی انسانیت کا اظہار اور قدر شناسی قدرت پروردگار کی کرتا ہے۔ چنانچہ معزز طبقۂ تعلقداران اودھ نے جن کے آسمان امیدون کا آفتاب عالمتاب سر مہاراجہ مان سنگھ بہادر قائم جنگ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ گذر گیا ہے۔ بمقتضاے اُسکی کمال احسانمندی اور بہ نتیجۂ خاص خاص اُسکی جانفشانیون کے بالاتفاق خیال کیا کہ اُسکی ایک یادگار شبیہ سنگی سے قائم کر کے کسی قدر اُسکے بیحد و پایان احسانات کا شکریہ بجا لائین اور اپنے تئین اُسکی راہ محبت مین راسخ دم اور ثابت قدم

ثابت کرین۔ اس موقع مین میدان وسیع پاکر سمند خامہ بھی جولانیون پر آمادہ ہوگیا۔ زمین تاریخ سے بخارات آنکھون کے سامنے متواتر اور پیہم اُٹھ اُٹھکر دھوان دھار بادل بن چلے چمکیلے معانی اور الفاظ کی بجلیان سچے واقعات کی گھنگھور گھٹاؤن مین دل کھولکر تڑپنے لگین میری تاریخ پسند طبیعت کو مرحوم ومغفور کی دیرینہ محبت اور گذشتہ یکجائی نے یہ جوش دلایا کہ اپنی اُس معزز جماعت کا ساتھ دینے کے بعد پھر مین علحدہ ہوکر بھی اُس میدان یادگار مین مرد میدان ہوکر نکلون اور ایک تحریری تصویر اپنے دست و قلم سے کھینچکر اُس تصویر کے برابر رکھون۔ وہ تصویر سنگی اگر ہمارا جبر کی بہادرانہ صورت ظاہری کا نقشہ دکھلاوے۔ تو یہ تصویر تحریری اُس کی اندرونی ہمتون کا فوٹو کھینچے۔ وہ تصویر اگر چشم و ابرو کی نوک پلک کا جادو دلون پر ڈالتی ہوئی نظر آوے۔ تو یہ تصویر اُسکی پاکیزہ سیرت کی بجلیان خرمن صبر و شکیب پر گراتی ہوئی دکھلائی دے۔

جس مکان مین ہون مقابل ٹھہر یہ دونون شبیہ +	
	ہے یقین دیکھا کرے تصویر بھی تصویر کو +

اب خم در خم پہلو ہائے مضامین کی صورتین آنکھون کے نیچے پھرنے لگین

تمہید ون کے ہزار در ہزار پہلو گوشۂ قلب سے نکل نکل کر مسند معانی کو
دبا کر بیٹھ گئے ۔ بے شمار نسبتین اپنا اپنا دعوی پیش کرنے لگین ۔ لاتعد
استحقاق سے اپنے اپنے اسناد کھول چلے ۔ اس ہجوم مین عقل منتشر ہو گئی
کہ کس کا ہاتھ پکڑے کس کا دامن چھوڑے ۔ امتیاز درماندہ کہ کس کو نظرون مین
چڑھاوے کس کو دل سے اُتارے ۔ اسی کشمکش مین پاک زمین اجودھیا کا
خیال مضمون الہامی کی طرح وارد ہو گیا ۔ سب سے بہتر یہی پہلو پسند ہوا
کہ تاریخ اجودھیا کے نام سے ایک کتاب تیار ہو اور اُس دلپذیر تصویر کے
دو پہلو ہون ۔ ایک حصّہ قدرت ہاے مالکِ دوجہان پدید آرندۂ زمین
و آسمان سری راجہ رامچندر مہاراج اوتار خالق کون و مکان کا نمونہ بنے ۔
دوسرے پہلو کا حصّہ مہاراجہ کے حالات اور اُسکے خاندانی کارنامون کا
آئینہ ہو پچھلا رخ بھی اُس تصویر کا اپنی خوش نصیبی سے سادہ نہین رہ سکتا
آنریبل سر مہاراجہ پرتاب نراین سنگھ صاحب بہادر کے ۔ سی ۔ آئی ۔
ای ۔ مہاراجہ موصوف الصدر کا ایسا جانشین موجود ہے جو آج والی اجودھیا
لکھا جاتا ہے ۔ بلکہ سرزمین اجودھیا کو اس وقت اُسی کی ذات بابرکات سے
روز بہ ترقی اور فخر کرنے کا موقع حاصل ہے ۔ لہذا اُس کے حالات بطور ضمیمہ

سے لکھے جاوین اِس راے صواب آمیز سے خاطرِ مشتاق نے کُلّی اتفاق کیا اور جوش وخروش کے ساتھ سمند خامہ نے اِس وادیِ دشوار گذار کو طے کرنا شروع کردیا ہرچند کہ عدیم الفرصتی ساعت بساعت مانع کار تھی و مہمات ریاست قدم قدم پر سدِّ راہ تھے لیکن محض بفضل وکرم ایزد کارسا یہ سخت مرحلہ بہت جلد طے ہوگیا اور آج یہ عروس ہرہفت کردۂ سخن پردۂ اختفا سے نکلکر جلوہ افروز دیدۂ مشتاقان ہوئی۔

امید کہ این نامہ گرامی گردد	مطبوع جہان بدوستکامی گردد
از میمنتِ قبول ارباب خرد	نامے ماند چنان کہ نامی گردد

اس تاریخ کی ترتیب وتہذیب مین جن تواریخ اور کاغذات سے مجکو مدد ملی ہے وہ درج ذیل ہین۔

۱	تاریخ فیض آباد	مرتبۂ بی کارنیگی سی-ایس-آئی ڈپٹی کمشنر فیض آباد
۲	قیصر التواریخ	مولفۂ کمال الدین حیدر حسینی المعروف سید محمد میر
۳	آئین اکبری	مصنفۂ مؤتمن الدولہ شیخ ابوالفضل علامی

۴	سلطان الحکایات	مصنفہ منشی لالجی متوطن کرڑہ اخبار نویس رزیڈنسی
۵	سفر نامہ	سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ لکھنؤ
۶	طلسم ہند	مصنفہ منشی طوطارام شایان لکھنوی
۷	کاغذات ریاست	مہاراجہ صاحب بہادر اجودھیا
۸	کاغذات ریاست	نامہ نگار



خطۂ پاک اجودھیا کے فضائل بیان کرنا یا قلم سے لکھنا چھوٹا منھ بڑی بات ہے،
لیکن قلم وقائع نگار اِس قدر لکھنے پر ایک اختصار کے ساتھ آمادہ ہوتا ہے،
کہ جس وقت خالق کون ومکان اور پیدا آرندۂ زمین وآسمان نے دنیا کی پیدایش
بذریعہ سری برمھا فرمائی تو پہلے اجودھیا کو جسے اودھ بھی کہتے ہین آباد کیا
اور اپنے لڑکے منو کو رہنے اور دارالسلطنت بنانے کو عطا فرمایا۔

دریاے سرجو جو اس خطۂ پاک کے پائین گذر رہا ہے اُس کی پیدایش
پورانون مین اس طرح پر تحریر ہے۔ کہ آغاز آفرینش مین نارائن کی ناف سے
ایک کنول کا پھول نکلا جس سے سری برمھا پیدا ہوے ہزار برس تک عبادت

حق سبحانہ تعالیٰ کرتے رہے نارائن نے خوش ہوکر نہایت جوشِ دل سے
برمھا کو دعا دی اُس وقت نارائن کے اس دعا کی حالت مین آنکھون سے
آنسو نکل پڑے برمھا نے اُن آنسوؤن کو اپنی ہتھیلی پر لے لیا اور پھر اپنے
کمنڈل[1] مین اُنکو رکھکر نہایت عزت اور حرمت کرنے لگے جب منو پہلا
راجہ اجودھیا کا ہوا تو اُسکے بیٹے اکشواکو نے برمھا کی عبادت کرکے درخواست
کی کہ مجھے ایک دریا مرحمت کیجیے برمھا نے خوش ہوکر وہی آنسو اپنے
کمنڈل سے نکالکر مرحمت کیے جو اب بنام سرجو وہ دریا جاری ہے۔

وضح رہے کہ سات مقام متبرک ملکر جسم نارائن کہا گیا ہے

لیکن اجودھیا کو نارائن کا سر خیال کرتے ہین پورانون سے ثابت ہے کہ اجودھیا
سے زیادہ کوئی مقام متبرک نہین ہے۔ اس شہر کے باشندے تمام گناہون سے
پاک ہین جو شخص یہان آکر درشن کرتا ہے یا یہان آنے کا ارادہ اپنے دل
مین کرلیتا ہے تو اُسکو اور اُسکے بزرگون کو دولت نجات حاصل ہوتی ہے
اور جو کوئی اس سفر کے لیے کسی کو زر نقد یا سواری دیتا ہے تو اُسکو جگ سمید
کا ثواب ملتا ہے اور نیز بوقت مرگ کے وہ اور تمام اُسکی اولاد بیوان پر

[1] کمنڈل فقیرون کے پاس ایک ظرف ہوتا ہے جو لوکی یا لکڑی سے بنتا ہے۔

چڑھکر بہشت کو جاتی ہے۔ان جملہ فضائل سے یہ فضیلت کیا کم ہے کہ اِسی سرزمین
مینو آئین مین سری رامچندر مہاراج نے اوتار لیکر تمام عالم کو بار گناہون سے
سبکبار کردیا چنانچہ ذرہ ذرہ اس خطہ کا نجات بخش عاصیان عالم اور
قطرہ قطرہ اس دریا کا گناہگارون کے لیے ابر رحمت ہے۔

طوطیای چشم سازم دمبدم		آرزو دارم کہ خاکِ آن قدم

قدیم زمانہ مین اس اجودھیا کا رقبہ ۱۲ اجوجن یعنی ۴۸ کوس کا تھا راجہ منو سے
۵۷ پشت کے بعد مہاراجہ رامچندر کا اوتار ہوا اور راجہ سمترا پر جا کر یہ
سلسلہ ختم ہو گیا ۱۱۸ پشتین اس خاندان مین حکمران رہین ان خاندان کے
راجاؤن نے ست جگ ترتیا دواپر اور دو ہزار سال تک کلجگ مین
سلطنت کی گریفتس صاحب مینونسپل بنارس کالج نے نہایت خوبی کے
ساتھ راماین بالمیکی کا ترجمہ کیا ہے چنانچہ اُس مین اجودھیا کے حالات
یون تحریر فرماتے ہین۔

کہ اجودھیا کی سڑکین نہایت عمدگی سے طیار کی گئی تھین اور اُن مین نہرین
بنی ہوئی تھین تاکہ خوشبودار پھول جو سڑکون پر برسائے جاتے تھے
تروتازہ رہین صدہا مکانات شاہی ایک قطار مین ہموار زمین پر بنے ہوئے تھے

مندرون اور پھاٹکون اور قلعون پر پھرہرے اوڑرہے تھے مطلا گنبد زمین سرسبز و شاداب پر نہایت بلند بنے تھے اور بیچ مین انبہ کے باغ اور پھولون کی دلکش کیاریان تھین پھاٹکون پر پہرے والے تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوے نہایت ہوشیاری سے پہرہ دیتے تھے۔ اجودھیا بالکل کان جواہر تھی اور لچھمین یعنی دولت کا مسکن تھا رنگ رنگ کے صدہا فوارے جاری تھے عورتین اپنے حسن و جمال و قد و قامت اور خوش گلوئی مین بے مثل تھین اور شرم و حیا اور صداقت اُنکا زیور تھا اُنکے شوہر وفادار عقلمند مہربان اور شجاع تھے لڑائی مین اگرچہ اُنکی جان تک کام آوے مگر مُنھ نہین موڑتے تھے ہر ایک راسخ الاعتقاد اور اپنی عورت سے محبت کرنے والا تھا اسکے صلہ مین اُنکی اولاد بکثرت ہوتی تھی اور نیز مہاراجہ رامچندر کی نسبت لکھتے ہین۔ کہ ذات آپکی مبرا از عیب تھی۔ راجہ دسرت کو آپ کے ایسے فرزند پر نہایت فخر تھا کیونکہ رامچندر بہادر خوبصورت اور طاقتور تھے آپکے دل مین کبھی بُرائی نہین آتی تھی لڑکون اور جوانون سے یکسان برتاؤ رکھتے تھے اور نہ کبھی کسی شخص سے سخت گفتگو کرتے تھے بڈھون اور عاقلون کی عزت کرتے تھے شام کو جب لڑائی سے فرصت ہوتی تھی تو بیٹھکر اُن کی

بہادری کے قصے کہانیاں سنا کرتے تھے منصف مزاج عقلمند ہر دل عزیز تھے
جھوٹ کے دشمن سچائی کے دوست تھے غصہ بہت دیر مین آتا تھا اور
دوسرے کے رنج و تکلیف دور کرنے مین ہر وقت مستعد رہتے تھے اپنی
رعایا کے بہی خواہ تھے اور رعایا بھی وفادار و ہوا خواہ تھی اپنے فرایض قومی
ادا کرنے مین فخر کرتے تھے خوش تقریری مین مشتری آپ کے مقابلہ سے
عاجز تھی کسی شخص نے رامچندر کی آواز جھگڑون مین یانے موقع نہین سنی تھی
جو محنت طلبا کو کرنا چاہیے تھی وید اور جملہ کتب مذہبی کے ملاحظہ مین وہی
محنت کرتے تھے اور اپنے باپ کے تیراندازون سے نشانہ بازی مین سبقت
لے گئے تھے - اس شہر اجودھیا کی نسبت کتب قدیمہ ہنود سے روایت ہے کہ
یہ شہر زمین پر آباد نہین ہے بلکہ برمھا کی رتھ پر آباد ہے اور یہ رتھ ہمیشہ قائم رہیگا
اجودھیا کی مشابہت ایک مچھلی سے دی گئی ہے جس کا سر گپتار گھاٹ ہے
اور جسم اُسکا پُرانا شہر اور مشرقی پرگنہ اُسکی دُم ہے - مادہ لفظ اجُودھیا کا
سنسکرت مین لفظ اجودہ ہے اور اجودہ کے معنی نامغلوب کے ہین اور نیز
اج نام برمھا کا ہے لہذا اجودھیا کے معنی یہ ہوئے یعنی (خالق کا نامغلوب شہر)
اور اجودھیا کو اودھ بھی کہتے ہین اودھ کے معنی سنسکرت مین وعدہ کے ہین

چونکہ مہاراج رامچندر نے ۱۴ سال جلاوطنی اختیار کی تھی اور ۱۴ برس کے بعد واپس آنے کا وعدہ کیا تھا لہذا اس وجہ سے اودھ کہا جاتا ہے۔ ڈاکٹر وِلسن صاحب بمبئی کہتے ہین کہ اِسکا مادہ جُدھ ہے جسکے معنی جنگ کے ہوتے ہین اور یہ شہر بہادر چھتریون کی جگہ ہے لہذا اِس نام سے موسوم ہوا۔ واضح رہے کہ بعد اختتام خاندان مہاراجہ رامچندر اجودھیا بالکل اوجاڑ ہوگئی تھی۔ اس خاندان سے راجگان جے پور۔ جودھپور۔ اودیپور۔ وجمو وغیرہ ہین۔ اجودھیا تباہی کی حالت مین بھی بہشت سے متشابہ تھی ہرطرف کیوڑے کا جنگل تھا کہ جس سے مشام اہل عالم معطر او رمعنبر ہورہے تھے اور اب بھی یہان کیوڑا بکثرت ہوتا ہے۔ راجہ بکرماجیت نے اس شہر کو ازسرنو آباد کیا۔ سوا دریاے سرجو اور رہانیشرناتھ کے کوئی نشان باقی نرہا تھا۔ یہ مقامات بودھ مذہب کے حملہ سے معدوم ہوگئے تھے اور اِنھین دونون موجودہ نشانون سے۔ مہاراجہ بکرماجیت نے ہرایک مقامات کا پتہ لگا کراور کتب قدیمہ سے مقابلہ کرکے ۳۶۰ مندر مہاراجہ رامچندر کے متعلق تعمیر کراے۔ اب مین بعضے مقامات کا ذکر کرتا ہون۔ جو اس وقت تک زیارت گاہ ہین۔

رام کوٹ یہ مہاراجہ رامچندر کا قلعہ ہے۔ عمارت اِسکی بہت وسیع تھی

کتب ہاے قدیمہ سے معلوم ہوا ہے کہ اُسکے گردبیس برج تھے اور رامچندر کے مشہور سردارون کے نام سے منسوب و متعلق تھے۔ ہنومان[1]۔ سگریون[2]۔ انگد[3]۔ دباده[4]۔ نل[5]۔ نیل[6]۔ سکھن[7]۔ کوبیر[8]۔ گواج[9]۔ دوده[10] بکتر۔ کیتسر[11]۔ لنده[12] بهون۔ منید[13] راکہج[14]۔ سرمبها[15]۔ بهبهیکهن[16]۔ پنڈارک[17]۔ مت[18] بجیدر۔ جام ونت[19]۔ کیسری[20]۔ قلعہ کے اندر محل راجہ دسرت اور اُنکی رانیون اور رام چندر کے مکانات تھے۔

جنم بھوم وہ مقام ہے جہان مہاراجہ سری رامچندر کی ولادت باسعادت واقع ہوئی ہے سودی چیت کو رام نومی کا میلہ عظیم الشان ہوتا ہے۔ جو شخص اس مقام کی زیارت کرتا ہے اُسکو اواگون سے نجات حاصل ہوتی ہے اسی مقام پر محمد ظہیر الدین بابر شاہ نے ایک بہت بڑی مسجد ۱۵۲۸ عیسوی مطابق سنہ ۹۳۵ ہجری مین تیار کرائی ہے جو ابتک موجود ہے۔ کہتے ہین کہ وقت فتحیابی اہل اسلام تین مندر یعنی جنم استھان۔ سرگدوار عرف رام دربار اور تریتا کے ٹھاکر کا باقی تھا بابر نے جنم استھان کو منہدم کرکے مسجد بنوائی اور اُسی جنم استھان کا پتھر جو سنگ کسوٹی کا نہایت منقش اور قیمتی بنا ہوا تھا اپنی مسجد مین لگایا جو ابتک موجود ہے کوئی تعمیر اُس پر آج تک نہین ہوئی ہے اُسی چبوترے پر ٹھاکر کی مورتین لوہے کی سائبان کے نیچے

رکھتے ہین پنڈے بیٹھ کر درشن کراتے ہین ۱۸۵۵ء مین مسلمانون اور ہندوون کے درمیان مین ایک بہت بڑا ہنگامہ شہر مین ہوا اُس وقت جنم استھان کے مقام مین بھی جنگ عظیم واقع ہوئی بہت مسلمان کام آئے چنانچہ ۷۵ مسلمان ایک جگہ پر دروازہ جنم استھان مین مدفون ہین جسکو گنج شہیدان کہتے ہین سیتا کی رسوئین اسی کے قریب ہے اور اُسکے پاس کیکئی کا مکان ہے جسمین بھرت جی پیدا ہوے تھے دوسری جانب سمترا کا مکان ہے جس مین لچھمن اور سترہن پیدا ہوسے تھے۔

منی پربت اسکی نسبت روایت ہے کہ جس وقت مہاراجہ رامچندر نے لنکا پر چڑھائی کی اور وہان پر لڑائی مین اندرجیت کے ہاتھ سے لچھمن جی سخت زخمی ہوئے کوئی امید زیست کی باقی نتھی مہاراجہ رامچندر اُس وقت سخت غم و اندوہ مین مبتلا ہوگئے آخر سکھنیا بید کو طلب کیا اُسنے سجیون نام بوٹی بتائی اور یہ کہا کہ اگر صبح ہونے تک یہ بوٹی پہونچ جاے تو البتہ زندگی لچھمن جی کی ہوسکتی ہے چنانچہ اس بہادرانہ کام کو ہنونت نے اپنے ذمے لیا اور دوناگر پہاڑ پر جاکر شناخت بوٹی سے بازرہا بالآخر اُس پہاڑ کو اُٹھا کر لنکا کیطرف لایا کہ بید خود بوٹی کی شناخت کر لے گا چنانچہ اُسی پہاڑ کا ایک ٹکڑا ٹوٹ کر اجودھیا مین گر پڑا

وہی منی پربت کہلاتا ہے۔ جنرل کننگھم صاحب نے اس کی اونچائی ۶۵ فٹ کی لکھی ہے۔

سرگدوار دریاے سرجو پر ۱۸۰۲ گز تک محدود ہے یہ مقام دنیا بھر سے متبرک ہے جو شخص یہان مرتا ہے ہزار جنم کے گناہ اُسکے معاف ہوجاتے ہین اور اُسکو اواگون سے نجات ملجاتی ہے۔ راجہ بختاور سنگھ بہادر نے اِس مقام پر دھرم سالہ اور مندر تعمیر کیا ہے جو اب تک موجود ہے۔ روایت ہے کہ سرگدوار مین سات ہار ہین۔ گپت ہار۔ چندر ہار۔ چکر ہار۔ شیو ہار۔ دھرم ہار۔ بلمان ہار۔ بن ہار۔ بشن جی نے چند ہار کو چندر مان یعنی ماہتاب کے نام سے مشہور کیا ہے یہ وہ مقام ہے کہ جہان چندر مان نے جاترا ختم کر کے دعا مانگی تھی جو شخص ماہ جیٹھ پورنماشی کو یہان پر سر مُنڈاتا ہے یا برت رکھتا ہے یا اشنان کرتا ہے اُسکے گناہ کبیرہ معاف ہوجاتے ہین اور بہشت کو جاتا ہے۔

دھرم ہار زیادہ مشہور ہے ان دونون ہارون کے درمیان مین ناگیشر ناتھ ہے جسکے حالات یہ ہین کہ کُش فرزند ارجمند مہاراجہ سری رامچندر ایک دن سرجو مین نہا رہے تھے۔ کمودنی سکن کی بہن سرجو مین رہتی تھی کُش پر عاشق ہوئی اور نشانی کی غرض سے اُنکا کنگن چورالیا کُش کو یہ کنگن بہت

عزیز تھا لہذا اُسکے جانے سے بہت پُرغضب ہوا اور آتشی تیر کو اپنی کمان پہ
رکھکر چاہا کہ سرجو کو خشک کردے سرجو نے بہت خوشامد کی اور اصل مجرم کا
پتہ بتلا دیا کُس نے ایک منتر پڑھکر مارا سانپ مع اپنی بہن کمودنی کے نکلا
بعد عذرخواہی زیور واپس دیا۔ وہ سانپ مہادیو کا بھگت اور پرستش کنندہ تھا
لہذا مہادیوجی اُس موقع پر اپنے خادم کے بچانے کے لیئے موجود ہوے
اور کُس سے وعدہ کیا کہ جو تمھاری خواہش ہوگی ہم پوری کرینگے بشرطیکہ
سانپ معاف کردیا جاوے کُس نے مہادیوجی سے یہ خواہش ظاہر کی کہ
آپ ہمیشہ اس مقام پر رہین۔ اور جو شخص سرگدوارمین ناگیسرناتھ مہادیو کی
پوجا کرے اُسکی خواہش پوری ہو اور اُسکی جاترا کا پھل اچھا ملے۔
دھرم ہار ناگیسرناتھ کے جنوب و مشرق مین واقع ہے اور نیکی اور انصاف کے
دیوتہ کے نام سے مشہور ہے۔ دھرم نے مہادیو کے اُستت یعنی تعریف
کی تھی جس پر مہادیو نے فرمایا کہ یہ مقام دھرم اور مہادیو کے نام سے مشہور ہوگا
اور جو کوئی سرجو مین نہاکر اس استت کو پڑھے گا اُسکو خدا دولت اور عزت عطا
کریگا۔ اساڑھ سُدی ایکادشی کو اس مین نہانے سے بہت پھل ہوتا ہے۔
دھرم ہار کے مقابل پر جانکی گھاٹ ہے جہان ساون سدی تیج کو نہان کا

پھل ہے اور اسی کے متصل رام گھاٹ ہے اسی جگہ پر سرگدوار ختم ہوا ہے
رآم گھاٹ کے عقب مین رام سبھا ہے جہان رامچندر تخت نشین ہوئے
تھے اسکے دکھن مین دھون کنڈ ہے یہان چیت سدی نومی کو اشنان
کرنے سے انسان کا غرور جاتا رہتا ہے۔

گپتار گھاٹ وہ مقام ہے جہان پر مہاراجہ سری رامچندر نے دنیا چھوڑی ہے
اور یہین سے سرگ لوک کو روانہ ہوے ہین یہ مقام متبرک سمجھا جاتا ہے
جو شخص یہان اشنان و پوجا کرتا ہے گو کیسے ہی اُسکے گناہ ہون معاف
ہو جاتے ہین۔ یہان لوگ کاتک اور کنوار کی پندرھوین تاریخ کو اشنان کے
لیئے آتے ہین۔ سورج کنڈ بھی مقام متبرک ہے۔ راجہ درشن سنگھ سلطنت بہادر نے
اُسکو اپنے عہد حکومت مین از سر نو تعمیر کیا ہے۔

ہنومان گڈھی۔ یہ ایک مقام بہت نامی گرامی ہے اُسکے حالات یہ ہین۔
کہ بعد فتح لنکا سری مہاراج رامچندر نے اپنے سردارون کے متعلق ایک
ایک مقام کیا تھا چنانچہ یہ مقام ہنومان جی کے متعلق ہوا جو قلعہ کا پھاٹک تھا
لیکن خرابی اجودھیا کے بعد صرف اس قدر نشان باقی رہا کہ اِس مقام پر ایک
املی تھی اُسی کے نیچے ہنومان جی کی پوجا ہوتی تھی نواب منصور علی خان

صفدر جنگ کے وقت مین ابھے رام بہت بڑا فقیر کامل تھا ہنومان جی نے
اُس کو خواب مین اپنے درشن دیئے اور تعمیر مندر کے لیئے ہدایت کی اُنھین دنون
مین نواب صاحب سخت بیمار ہوئے اور ابھے رام سے رجوع لائے اُسنے
دعا کی اور دعا کی برکت سے نواب صحت پاکر نہایت مشکور ہوے اور ابھے رام
نے مندر ہنومان جی کا طیار کرایا جو اسوقت موجود ہے مشہور ہے کہ اِس مندر کی
تعمیر مین نواب صاحب نے بہت مدد فرمائی لیکن وقتاً فوقتاً اُسکی تعمیر مین
بہت تغیر و تبدل واقع ہوا ۱۸۵۵ء مین اس مندر کے متعلق بہت جھگڑا ہندو
اور مسلمانون مین ہوا اہل اسلام بدعوی اس امر کے کہ ہندؤن نے شکستہ مسجد
داخل تعمیرات ہنومان گڈھی کر لی ہے آمادۂ فساد ہوے اور بہت کشت و خون
ہنومان گڈھی سے تا جنم استھان واقع ہوا۔ مہا راجہ مان سنگھ قائم جنگ
کی جمعیت اور فوج نے اس ہنگامہ مین ثابت قدمی کر کے اہل اسلام کو
ہٹا کر جملہ منادر کو اُنکی دست برد سے بچایا اُس درمیان مین مولوی امیر علی
ساکن امیٹھی نے پیشوا بنکر علم جہاد بلند کیا صاحب رزیڈنٹ نے حضرت
سلطان عالم واجد علی شاہ بادشاہ کو اِس کے تدارک اور انسداد فساد
کے لیئے متوجہ فرمایا بادشاہ نے اول بذریعۂ امناء معتبر و بعدازان

بذریعہ مرزا آغا علی[۱] خان ناظم کے تحقیقات مقدمہ کی فرمائی چنانچہ ان سب کی
تحقیقات سے ثابت ہوا کہ دعوی اہل اسلام باطل ہے اور اُس مقام پر کوئی
مسجد نہین تھی لیکن مولوی امیر علی باوجود فہمایش وزیر اعظم نواب علی نقی خان
اپنے ارادے سے باز نہ آئے اور روانہ اجودھیا ہوے بادشاہ نے علماء عصر سے
استفتا طلب کیا سب نے بالاتفاق لکھدیا کہ بغیر حکم بادشاہ جہاد روا نہین ہے اور اسکے
بعد ایک جماعت علما نے بحکم بادشاہ لشکر مسلمانون مین جاکر وعظین کہین اور
جانے سے روکا لیکن سوائے چند آدمیون کے سب بلا خیال انجام کار روانہ
اجودھیا ہوئے بارلو صاحب افسر فوج مع چند ضرب توپ بحکم بادشاہ
روانہ ہوا بانسہ کے مقام پر صاحب نے آگے جانے سے ممانعت کی
اُسی جگہ پر لڑائی واقع ہوئی اہل اسلام جرأت کرکے بارلو صاحب پر حملہ آور
ہوے اور ایک توپ شاہی چھین لی اس موقع پر راجہ شیر بہادر سنگھ تعلقدار کمیار
مع جمعیت کثیر پہونچ گیا جنگ عظیم واقع ہوئی آخر مولوی صاحب قتل ہوئے
اور بہت سے ساتھیون نے اُنکا ساتھ دیا اور بقیہ لوگ مفرور ہوکر اپنے

---

[۱] مرزا آغا علی خان بہادر ناظم نے چند سال ہوے کہ وفات پائی مرزا محمد عباس علیخان بہادر ناظم صاحب کے فرزند و یادگار معقول ہین
پہلے عہدہ اسسٹنٹی پر ممتاز رہے پھر قائم مقامی ڈپٹی کمشنری پر سرفرازی حاصل کی اب مستعفی ہوکر اپنی ریاست کے کارفرما ہین۔

ماامن وملجا کو سدھارے گو اُس وقت میری عمر بہت کم تھی لیکن مجھکو یہ ہنگامہ
بہت اچھی طرح سے یاد ہے اور یہ خیال ہے کہ اسکا اثر نہ تنہا اجودھیا پر تھا بلکہ
ہر ہر مقام پر جوش تعصب مثل سیلاب کے پھیل رہا تھا لیکن امر واقعی یہ ہے کہ
حضرت بادشاہ نے اس معاملے مین نہایت انصاف کو دخل دیا اور اندک تعصب
اور اپنے مذہب کی طرفداری نہ کی میرا خیال ہے کہ اگر اُسوقت مولوی امیر علی
اپنے ارادے پر کامیاب ہوجاتے تو ایک آتشِ فساد درمیان اہل ہنود
واہل اسلام ایسی بلند ہوتی کہ جس سے برسون کے تعلقات اور مراسم باہمی
منقطع ہوکر ہر دو فریق ایک دوسرے کے تشنۂ خون ہوجاتے لیکن خدا کو ایسا
منظور نہ تھا لہذا یہ معاملہ یہین تک چلکر ختم ہوگیا اور مُلک اودھ فتنہ و فساد سے
پاک وصاف ہوکر مہد امن وامان بنگیا۔ نروانی فرقے کے بیراگی اس
ہنومان گڈھی مین رہتے ہین چھ سو کے قریب ہین منجملہ اُسکے تین چار سو کے
قریب ہر وقت موجود رہتے ہین۔ جنکو دوپہر کے وقت کھانا تقسیم ہوتا ہے
اور ان بیراگی فقیرون مین کئی درجے ہین۔ اولاً سب اقوام کے لوگ شریک
ہین۔ جو اپنے تعلقات دنیوی قطع نہین کرتے اور صرف مُرید ہوجاتے ہین۔
دوسرے وہ لوگ ہین کہ جو دنیوی تعلقات بنظر فوائد عقبیٰ ترک کرکے فقیرون مین

شریک ہوجاتے ہین - جو چھتری یا برہمن ہین قبل شرکت خدمات سے مستثنےٰ
رہتے ہین اور کھانا پکانے یا جھاڑو دینے کا کام کم درجے کے لوگ کرتے ہین
تیسری قسم کے فقیر چند روز تک امیدوار رہتے ہین اور معمولی کام کیا کرتے ہین
بعد ازان انکو تیرتھ مثل دوارکا جگناتھ - گیا - وغیرہ وغیرہ جانا فرض ہوتا ہے اور
وہ واپس آکر شریک کیئے جاتے ہین ۔ برہمن - چھتری - بلا قید عمر شریک ہو سکتے
ہین لیکن دیگر اقوام سولہ سال سے کم کی عمر مین نہین شریک کیے جاتے ہین تاکہ
اصول بخوبی سمجھ سکین شادی کی ممانعت سب کو رہتی ہے ان سب پر مہنت افسر
ہوتا ہے اور اُسکے حکم کی تعمیل سب پر لازم گردانی گئی ہے باقی اجودھیا مین اسقدر
مقامات متبرکہ ہین کہ اگر کوئی شخص سال بھر تک ہر روزہ درشن کرے تو بھی غیر ممکن
ہے کہ سبکے درشنون سے کامیاب ہوسکے ہر ایک واقعات مہاراجہ رامچندر اور
اُنکے بھائیون اور رانیون اور مصاحبون اور سردارون کے متعلق نشانات اور مقامات
قائم و موجود ہین جس وقت سے کہ خاندان سنگلدیپی یعنی مہاراجہ مان سنگھ بہادر
قائم جنگ کا فروغ ہوا تو اُس وقت سے اس اجودھیا کی بہت بڑی رونق ہوگئی اسواسطے
کہ اسوقت تک بہت تعمیرات خود اس خاندان کے موجود ہین جنکا ذکر اپنے اپنے
موقع پر آچکا ہے اور بحالت تحریر کتاب ہذا جہان تک مین خیال کرتا ہون وزیر

تعمیرات جدید مندر اور ٹھاکر دوارون سے رونق روز بہ ہوتی جاتی ہے خاندان
مہاراجہ مان سنگھ بہادر قائم جنگ کا اول دارالحکومت شاہ گنج تھا جسکے قلعہ کی
بہت بڑی عمارت عظیم الشان اس موقع پر واقع ہے لیکن اب آنریبل سر مہاراجہ
پرتاب نرائن سنگھ بہادر کے سی-آئی-ای نے خاص اپنا دارالحکومت
بمقام اجودھیا قرار دیا اور بموجب حکم گورنمنٹ آپ کی ریاست اجودھیا کے نام سے
منسوب کی گئی اُس وقت سے اور بھی اس مقام متبرک کی رونق ہوتی جاتی ہے۔
اسکے علاوہ اور بھی جدید مندر اور مکانات مہاراجگان و راجگان و تعلقداران و
دیگر اہل دول نے تعمیر کیے ہین اور برابر بناتے جاتے ہین چنانچہ سالگذشتہ مین
ہمارے معزز دوست آنریبل رائے بہادر بابو سر رام ایم-اے تعلقدار و وکیل ہائی کورٹ نے
علاوہ اپنے قدیم و جدید مندرونکے نہایت علو ہمتی سے ایک شفاخانۂ انگریزی کی تعمیر شروع
کی ہے جسکی سخت ضرورت اس مقام پر تھی اور تا حالت تحریر کتاب ہذا زیر تعمیر ہے امید ہے
کہ جلد سرانجام پر پہونچکر فیض رسان متوطنان شہر اجودھیا ہو-تاریخ سے ثابت ہے کہ
اگلے زمانہ مین بودھ مت اور جین مت کا (جو قریب قریب ایک ہی ہین) یہان پر
بہت زور رہا-ہندوون کے پرانے مندرون کو انھین کے ہاتھ سے گزند عظیم
پہونچا اکثر پرانے ڈیہون اور ٹیلون پر مورتین ان دونون مذاہب کی برآمد ہوئی ہین

اوراب بھی اس وقت کئی جینی مندر یہان پر موجود ہین۔

علاوہ ان مقامات متذکرۂ بالا کے بہت سے اہل اسلام کے مقامات متبرک یہان موجود ہین از انجملہ مسجد بابری کا ذکر صفحہ گذشتہ مین ہوچکا ہے اورنگ زیب عالمگیر کی مسجد گرد وار موجود ہے جو بالکل منہدم ہوگئی ہے شیثؑ اور ایوبؑ کی دو قبرین منی پربت کے قریب ہین پہلی قبر ۱۷ فٹ دوسری قبر ۱۲ فٹ لمبی اور نوحؑ کی قبر قریب اسکے ہے۔

حصۂ دوم صفحہ ۱۴۵ ۔ کتاب آئین اکبری ابوالفضل مین اس شہر اور نیز ان دونون قبرون کی بابت اس طور پر لکھا ہے۔

آودھ از بزرگ شہرہاے ہندست طول صد و ہیزدہ درجہ و شش دقیقہ و عرض بست و ہشت درجہ و بست و ہشت دقیقہ پیشین زمان بدرازی چہل و ہشت کروہ و پہنائی سی و شش آباد بود از گزین معابد باستانی برشمارند بسوا د شہر خاک بیزی کنند و طلا برگیرند بنگاہ راجہ رامچند بود در دور تریتا فرمانرواے معنی را بر تخت نشینی صوری فراہم داشت یک کروہی شہر دریاے گھگر بدریاے سرو پیوستہ پایان قلعہ بگذرد نزد این شہر دو قبر بزرگ ساختہ اند شش و ہفت گزی عامہ برخوانند خوابگاہ شیثؑ و ایوبؑ پندارند و دیوافسانہا برخوانند۔

مسٹر پی کارنیگی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر فیض آباد اپنی تاریخ فیض آباد مین تحریر فرماتے ہین

کہ آیوبؑ و شیثؑ کی قبرین ایک دوسرے سے متصل ہین مگر نوحؑ کی قبر فاصلے پر ہے شاید یہ
چار سو برس سے زیادہ پُرانی ہو۔ اور یہ تینون شخص نوحؑ ایوبؑ شیثؑ ہندوون کے مقابلے
مارے گئے اس وجہ سے شہید کہے جاتے ہین مگر جو شخص یہان مقرر ہے بخیال اسکے کہ جہلا کی
نگاہون مین قدر ہو بیان کرتا ہے کہ نوحؑ اور آیوبؑ اور شیثؑ پیغمبرون کی قبرین ہین
جس زمانے مین یہ اودھ کا دارالحکومت تھا نواب شجاع الدولہ بہادر نے اجودھیا
کے متصل بلکہ اسکی زمین پر فیض آباد شہر آباد کیا اور عمدہ عمدہ عمارتین اور باغات اپنے
لیئے اور اپنے متوسلین کے واسطے بنوائے اب بھی اس مقام پر ضلع اور کمشنری ہے
اور حکام ذوی الاحترام بھی وہین پر قیام فرماتے ہین۔
گلاب باڑی کی نہایت عمدہ عمارت ہے جسمین نواب شجاع الدولہ بہادر مدفون ہین۔
مقبرہ بہو بیگم صاحبہ بہت عالی شان ہے۔ بہت بڑا وثیقہ اُسکے اور گلاب باڑی
کے خرچ کے لیئے قائم ہے۔ بہو بیگم صاحبہ نے جو نواب شجاع الدولہ بہادر کی بیگم تھین
اپنی بلند ہمتی سے علاوہ دیگر نیک کامون کے بڑا کام یہ کیا ہے۔ کہ ایک بڑا
وثیقہ اپنے اعزا و اقربا اور ملازمین اور متوسلین کے لیئے اپنا یادگار چھوڑا ہے جو
اَب تک جاری ہے اور بہت لوگون کو اُس سے فیض پہونچتا ہے۔



آغاز داستان

راویان اخبار و ناقلان آثار سے منقول ہے کہ دورِ آخر تریتا مین اکشواکو راجہ سورج بنسی کی نسل سے راجہ دسرت شہر اجودھیا مین فرمانرواے عظیم الشان تھا۔ اُسکی صولت و عظمت سے تمام بادشاہانِ روے زمین مثل بید کے کانپتے تھے اور اُسکے در دولت کی جبہہ سائی طرۂ دستار سعادت سمجھتے تھے۔ رعایا شاد ملک آباد اُسکے بہار عدل سے تمام تختۂ عالم رشک بہشت برین تھا اور نام جور و ستم کا صفحۂ عالم سے جاتا رہا تھا۔

عجب عہدے ہمہ در کامرانی	بہر خانہ نشاط و شادمانی
نہ کس دادی کمندِ کینہ را تاب	نہ کس دیدی خیالِ فتنہ در خواب

لیکن کاشانۂ دولت اور ایوان سلطنت مین کوئی چراغ نتھا اس لیئے ہمیشہ افسردہ خاطری سے اُسکے ایام زندگی گذرتے اور اِس غم جانکاہ سے اُسکی حالت سخت تباہ تھی۔

چنانچہ ہردم درگاہ جناب باری تعالیٰ سے اولاد کے لیئے بخشوع وخضوع دعا کرتا اور حالت بیقراری مین زار زار روتا تھا۔

باخاطر زار و آرزومند	میخواست ز کردگار فرزند
بودش غرض آنکہ درمیانہ	تا مش نشود گم از میانہ
ز انس کہ نماند یادگاری	تا یدپس مرگ در شماری

آخر وزیران سلطنت اور اعیان مملکت کی صلاح اور صوابدید سے شرنگی رکھ کو بڑی فکر و تدبیر سے بلایا اور اپنی استدعا نہایت ادب کے ساتھ پیش کی اُس مقبول بارگاہ ایزدی سے باتفاق بششٹ من وغیرہ رکھیشرون کے راجہ کے لیئے جگ شروع کی۔

چنانچہ اُس ہوم کی آگ سے ایک شخص نورانی صورت ہاتھ مین ظرف شیر برنج لیے ہوئے ظاہر ہوا اور راجہ دسرت کو دیکر غائب ہوگیا راجہ نے بایماے شرنگی رکھ اپنی دورانیون کوسلا اور کیکئی کو وہ خوان نعمت نصف نصف عطا کیا۔

اُس وقت سومترا تیسری رانی بھی پہونچ گئی چنانچہ ان دونون سے تھوڑا تھوڑا حصہ اُس رانی کو بھی دلایا - آخر یہ تینون رانیان اُس نعمت غیر مترقبہ کو نوشجان کر کے راجہ سے حاملہ ہوئین - اور بعد ایام معینہ کو نسلا سے سری رامچندر اور کیکئی سے بھرت اور سومترا سے لچھمن و سترگھن پیدا ہوئے - راجہ کو ان ولادت باسعادت سے زندگی جاودانی حاصل ہوئی اور بند کلفت اور غم سے آزادی ملی -

دولت کوئی دنیا مین پسر سے نہین بہتر	راحت کوئی آرام جگر سے نہین بہتر
لذت کوئی پاکیزہ ثمر سے نہین بہتر	نکہت کوئی بوے گل تر سے نہین بہتر
صدمون مین علاج دل مجروح یہی ہے	ریحان ہے یہی روح یہی روح یہی ہے

ایسے باپ کی یاوری بخت و دولت اور اُس سلطنت کی شوکت و عظمت کا کیا بیان ہوسکتا ہے کہ جسمین خود پروردگار عالم نے اوتار لیا ہو اور دنیا کی معصیت دور کرنے اور ظالمون کے مارنے اور عقیدت کیشون کی عقیدت بڑھانے کے لیئے اپنے جمال و جلال سے شبستان عالم کو روشن کر دیا ہو -

اے آفتاب آئینہ دار جمال تو	مشک سیاہ مجمرہ گردان خال تو
صحن خیال دیدہ بشستم ولی چہ سود	کاین گوشہ نیست درخور خیل خیال تو

دیوتاؤن نے آسمان سے پھول برسائے ہوا سے نقارہ و نفیر کی آواز بلند ہوئی

تمام تختۂ عالم اُس ابر رحمت سے شاداب ہوگیا اور دلِ افسردگانِ روزگار اُس شمیم مسرت خیز سے شگفتہ اور باغ باغ ہوگئے راجہ دسرت کا فرط خوشی سے یہ حال تھا کہ اپنے جامہ مین پھولا نہ سماتا۔ اور دم بدم اور ساعت بساعت شکر خالق برحق بجالاتا چنانچہ اس جوشِ مسرت اور مزید نشاط اور انبساط مین درہاے خزائن کھولدیئے اور محتاجانِ عالم اور تہیدستانِ روزگار کے دامن تمنا کو پُر از نقود مراد کر دیا۔

جز این شادیِ برخردمند نیست	کہ شادی چو شادیِ فرزند نیست
چراغ نظر را ازو روغن ست	حریم دل از روی او روشن ست

اب یہ نونہالانِ گلشن اقبال و سرورانِ جو بار جاہ و جلال مہد ناز و نعم مین پرورش پانے لگے اور مثل اپنے جلال و جمال کے روز بروز بڑھنے لگے۔ تھوڑے دنون کے بعد معلمان فلاطون فطنت اور ادیبان ارسطو سیرت کی تعلیم سے ہر علم و فن مین یگانۂ روزگار ہو گئے۔ خصوصًا سری رامچندر نے ہر ایک علوم و فنون مین وہ پایہ حاصل کیا کہ جسکی کوئی نظیر نہین تھی اور ہر ایک بات مین وہ کمال پیدا کیا کہ جسکی مثال معدوم تھی۔

چنان کامل سخن شد در معانی	کہ بحرے گشت در گوہر فشانی
فصیحے کو سخن چون آب گفتی	سخن با او در اصطرلاب گفتی

مذکور ہے کہ ایک روز راجہ دسرت ایوانِ سلطنت مین مہمات مملکت کے سرانجام پر متوجہ تھا اور ارکین دولت و اعیان سلطنت پایہ بپایہ کھڑے انتظار احکامات سلطانی کر رہے تھے۔

شہنشہ بر اورنگ شاہنشہی	بسر تاجِ اقبال ظل اللٰہی
بیک سو وزیرانِ دانش پذیر	بہ تدبیر بر عقل کل نکتہ گیر
بیک سو حکیمانِ حکمت اساس	صطرلاب دانان و اختر شناس
بیک سو ندیمانِ شیرین سخن	چو طوطی شکر ریز و شکر شکن
ہمہ ملک و ملت ازو بانسق	برونش بخلق و درونش بحق

ناگاہ بسوامتر رکھیشر کہ جسکے فضائل مثل آفتاب نصف النہار عالم پر روشن و ہویدا ہین تشریف فرماے دولتخانۂ بادشاہی ہوے۔ راجہ دسرت نے اُٹھکر مراتب تعظیم و تکریم ادا کرکے برابر اپنے تخت زرین پر بٹھلایا اور بعد مزاج پرسی سبب تشریف آوری اور قدم رنجہ فرمائی کا دریافت کیا۔

مرحبا طائر فرخ رخ و فرخندہ پیام	خیر مقدم چہ خبر یار کجا دیدہ کدام
یارب این قافلہ را لطفِ ازل بدرقہ باد	کہ ازو خصم بدام آید و معشوق بدام

بشوامتر نے کہا کہ یہ امر اے رزین پر مبرہن ہے کہ طبقۂ سلاطین محافظ جان

وہان بنی آدم ہے اور اسی لیئے خالق برحق نے بادشاہون کو روے زمین پر
پیدا کیا ہے کہ ہر درد رسیدہ کے درد کو دور کرین اور ہر غمدیدہ کی غمخواری سے
اظہار مرحمت بادشاہانہ فرماوین مین نے دنیا اور سلطنت چھوڑکر فقیری اختیار کی
ہے۔ عبادت حق سبحانہ تعالیٰ مین انفاس زندگانی گذراتا ہون لیکن دیوان
خونخوار وعفریتان تبہ کردار مجھے ستاتے ہین اور میری عبادت اور یاد الٰہی مین
خلل انداز ہین۔ لہذا چاہتا ہون کہ سری رامچندر جی کو جنکے جلائل وفضائل
مبرّا از اظہار بیان ہین اپنے کرم شاہانہ سے آپ میرے ساتھ کردین تاکہ اِس
جماعت دل آزار کو قتل کرکے مجھے اور دیگر رکھیشرون کو موقع عبادت کا
عطا فرماوین۔ راجہ دسرت یہ سنتے ہی سرد ہو گیا پردہ ہاے غفلت جو آنکھون
پر پڑے تھے اُسنے راجہ کے خیال کو امر حقیقت کی طرف متوجہ ہونے ندیا
پس راجہ نے بشوامتر سے کہا کہ میری حالت آپ سے پوشیدہ نہین ہے کہ
اس پیرانہ سالی مین مجھے خدا نے یہ اولاد دی ہے اسکی کم عمری و ناتجربہ کاری
کو دیکھیئے اور مجھے اِس امر سے بمزید لطف وکرم معاف فرمایئے مین بذات خود
بجمعیت لشکر و فوج تیار ہون کہ آپ کے ساتھ چل کر اُن شیاطین بدکردار کو
جلد واصل جہنم کرون بششٹ جی نے فی الفور عرض کی کہ اے شاہِ شاہان

ہفت اقلیم وا اے برگزیدۂ الطاف رب کریم آپ اس معاملہ مین خوشنودی خاطر بشوامتر ملحوظ خاطر فرمائین اور بلا خوف و خطر و اندیشہ ضرر سری رامچندر جی کو بشوامتر کے ساتھ کردین اِس لیئے کہ یہ خاص پروردگار عالم کا اوتار ہے زہے بخت و زہے نصیب کہ آپکے شبستانِ دولت مین خالق برحق نے اوتار لیا راجہ دسرت نے یہ سنکر اُسی وقت حکم دیا کہ سری رامچندر ہمراہ بشوامتر جائین اور بتوجہ کامل استیصال جماعت شیاطین سے سرمایۂ خوشنودی بشوامتر حاصل کرین سری رام چندر یہ حکم پاکر تیار ہو گئے تیر و کمان ہاتھ مین لیئے بشوامتر کے ساتھ ہوئے لچھمن برادر سوم نے ازراہ محبت قلبی و بمقتضاے لطف باطنی رفاقت اختیار کی چنانچہ یہ دونون سرورانِ گلشن اقبال و مہر سپہر جاہ و جلال ہمراہ بشوامتر مقام مقررہ پر پہونچے دیوانِ خونخوار مقابلہ پر آئے اور اُس ہزبر نیستان شجاعت کے خدنگ ہاے شرر افشان و ضرب شمشیر ہاے بران سے قتل ہو کر واصل جہنم ہوئے وہین پر بشوامتر کے فرمانے سے یہ امر مسموع سمع مبارک ہوا کہ راجہ جنک مرزبان ترہت کی دختر نیک اختر کا سوئمبر ہے جسکے حسن و جمال کی صفت حیطۂ تحریر و تقریر سے باہر ہے۔

زکوثر خلد را حسرت در آغوشش		گل اندامی کہ دارد چشمۂ نوشش

جهنده نرگسش آهوی بی قید
کمندِ طرّه دامِ آسمان صید

تنش را پیرہن عریان ندیده
چو جان اندر تن و تن جان ندیده

بهر خاکے کز و سایه فتاده
بنائے قبلۂ عصمت نهاده

درونِ پردۂ شرم آن بتِ دیر
چو در جانِ کریمان نیتِ خیر

سری رام چندر اس قصۂ حیرت اندوز کو سنکر از حد مشتاق ہو گئے اور عنانِ صبر و قرار ہاتھ سے کھو بیٹھے ۔

نه تنها عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد

درآید جلوۂ حُسن از درِ گوش
ز تن آرام برباید ز جان ہوش

بشوامتر یہ حالت سری رامچندر کی دیکھکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُن کو ساتھ لیکر ترہت کی طرف چلے اور بعد طے منازل و مراحل مقام سوسبر مین پہونچے رجہ جنک نے اِنکا خیر مقدم کرکے بڑے اعزاز و اکرام سے مراتب مہمانداری ادا فرمائے آخر وہ وقت سوسبر کا آپہونچا شاہانِ نامدار و سلاطینِ بلند اقتدار ہر ایک اُس کمان کے اُٹھانے اور توڑنے مین قسمت آزمائی کرنے لگے لیکن کمان کو اندک جنبش نہوئی آخر سب لوگ شرمندہ اور ندامت زدہ ہوکر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اُسوقت ایک عجب جمال و جلال کے ساتھ سری رامچندر جی اُٹھے اور اُس کمان

سخت کو مثل پر کاہ ہاتھ سے اُٹھا کر دو ٹکڑے کر دیئے نعرۂ احسنت و آفرین
ہر طرف سے بلند ہوا ہنگامہ واہ واہ فلک ہفتمین تک پہونچا۔

کمان بشکست و تیرش بر ہدف خورد	چو مردان گوی از میدان بدر برد
کمان بشکست بہر عقد بستن	زہے بستن کہ رو داد از شکستن

سیتا جی نے فوراً مالائے مروارید سری رامچندر کی گردن مین ڈالدیا اُسوقت
اِنکا نیازمندانہ اُس ہدیہ معشوق کو گردن جھکا کر قبول کرنا ایک عجیب دلکش معاملہ
اور طرفہ سمان تھا راجہ جنک کی حالت انبساط کیا بیان کیجاوے کہ فرط نشاط سے
بیخود تھا اُسی وقت پیک صبا رفتار باطلاع مژدۂ جانفزا اور استدعاے قدوم
راجہ دسرت کے حضور مین روانہ ہوا راجہ دسرت اس خبر مسرت اثر سے باخبر ہوکر
بجمعیت شاہانہ و شوکت بادشاہانہ اجودھیا سے چلا اور بعد طے مراحل و منازل
داخل ترہت ہوا راجہ جنک مراسم استقبال شاہانہ بجالایا اور وقت محمود و
ساعت مسعود پر سیتا جی کا عقد سری رام چندر کے ساتھ کر کے دل ہاے عالم کو
باغ باغ کر دیا اور دوسری اپنی دختر نیک اختر لچھمن کے ساتھ بیاہ دی اور
دو بھتیجیون کو بھرت اور سترگھن کے ساتھ منعقد کر کے چارون پایہ ہاے
سلطنت کو مضبوط اور مستحکم کیا۔

بیک شب کرد آن ہر چار شادی		بہ نخلِ بخشش آمد بار شادی
زہر جانب مبارکباد برخاست		زاہلِ نغمہ ہم فریاد برخاست

چند روز کے بعد راجہ جنک نے جہیز شاہانہ اور سامان بادشاہانہ دیکر سب کو رخصت کیا شہر اجودھیا کو کارکنانِ سلطنت نے قبل از ورود راجہ دسرت ہر اقسام کی آراستگی سے نمونۂ باغ جنت بنا رکھا تھا ہر طرف سے صداے مسرتؔ و انبساط و نواے سور و سرور بلند ہو رہی تھی کہ اِس درمیان مین بہ آوان حمید و زمان سعید راجہ دسرت مع فرزندانِ سعادت خصال و پردگیان سرادق اقبال داخل شہر اجودھیا ہوا اہل اجودھیا کی طبیعتین شاد و بشاش ہو گئین غنچہ ہاے خاطر ہواے عیش و نشاط سے شگفتہ و خندان ہو گئے ہر شخص خوشی سے باغ باغ تھا اور ہر دل اِس روز مسرت اندوز سے سرمست بادۂ انبساط ہو رہا تھا۔ راجہ دسرت نے درہاے خزائن کھولدیئے اور اپنے دست سخا پرور سے دامانِ تمنا کو نقد مراد سے مالامال کردیا۔

زیک طرف زر وازیک طرف گوہر می ریخت		گہر طبق طبق و زر سپر سپر می ریخت

مدتون تک یہ خوشی روز افزون رہی اور بجز عیش و نشاط کے دوسرا شغل عالم مین نہ تھا بالآخر فلک ناتوان بین ان خوشیون کو نہ دیکھ سکا اور اُسکی

طبع فتنہ پرداز مائل فتنۂ تازہ ہوئی۔

نیش عقرب نہ از پئے کین ست		مقتضائے طبیعتش این ست

مین اپنے ناظرین کتاب کو دکھلاتا ہون کہ گردش چرخ دوّار نے دفعتًا کیسی
کروٹ بدلی اور بلا خیال و بغیر وہم و گمان کے وہ انقلاب پیدا کرکے دکھلادیا
کہ جسکی طرف کسی کے پیک خیال کا بھی گذر نہ تھا۔
کہتے ہین کہ ایک روز راجہ دسرت نے خیال کیا کہ اب ایام پیری قریب پہونچے
اور ضعف و ناتوانی طبل رحیل بجارہی ہے مجھے مناسب ہے کہ سریر سلطنت پر رامچندر
کو بٹھلاکر گوشہ مین عبادت الٰہی کرون اور تعلقات دُنیاوی سے بالکل دُور
دُور رہون جملہ اراکین سلطنت نے اس راے سے اتفاق کیا اور کلمات
تحسین و مرحبا عرض کیئے اُسی وقت بحکم راجہ دسرت تاریخ تخت نشینی مقرر
ہوکر تیاری جشن سلطنت ہونے لگی کارپردازان مملکت و پیرایہ بندان کارخانۂ
سلطنت بڑی خوشی کے ساتھ اپنے اپنے کام اور اہتمام مین مصروف ہوئے
جس صبح کو کہ ساعت تخت نشینی قرار پائی تھی اُسی رات کو کیکئی رانی دوم
راجہ دسرت کا مزاج دفعتًا درہم و برہم ہوگیا اور منشار خاطر اُس وارفتہ مزاج کا
اِس پر مائل ہوا کہ بھرت میرا فرزند سریر آراے سلطنت ہوا اور رام چندر

اس دولت سے محروم رہین -

روایت ہے کہ ایک بار کسی حسن خدمت کے عوض مین راجہ دسرت نے اس اپنی رانی سے وعدہ کیا تھا کہ جو خواہش تمھاری کسی امر پر مرجوع ہوگی فی الفور اُسکو منظور کرونگا چنانچہ اُس وقت کیکئی نے اُسی وعدہ سابقہ کی یاد دلا کر اور پھر تازہ قسم لیکر خواہش اپنی ظاہر کی کہ بھرت میرا فرزند تخت نشین سلطنت ہو اور رامچند ر چودہ سال تک جنگل اور بیابان مین بسر کرین راجہ دسرت یہ سنتے ہی بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا اور تن و بدن کا اصلا اُسکو ہوش نرہا ایک ہنگامہ قیامت برپا ہوگیا اور دلون پر بدلی غم و الم کی چھا گئی رامچند ر نے اندرون محل کے جاکر حالت پدر کی ایسی خراب دیکھی کہ جو نہ دیکھنے کے قابل اور نہ سننے کے لائق تھی کیکئی سے پوچھا کہ یہ کیا حالت ہے اُس مادر نا مہربان نے کہا کہ مین نے راجہ سے ایفاے وعدے مین بھرت کے لیے تخت نشینی اور تمھارے لیے چودہ سال تک بیابان گردی قبول کروالی ہے اُسی رنج و غم مین راجہ کی یہ حالت ہوگئی ہے - اس درمیان مین راجہ کو ہوش آیا دیکھا کہ نور چشم بلند اقبال مہر سپہر جاہ و جلال سرھانے کھڑا ہے فرط ندامت سے آنکھین نیچی کرلین اور شدت غم و الم سے یہ کہا کہ اے فرزند سعادتمند تجھکو معلوم ہے کہ باقتضاے

پیرانہ سالی مین اس عورت نے وفا کے پنجہ مکر مین گرفتار ہوگیا ہون جس سے میرا اندک اختیار باقی نرہا اب تجھکو مناسب ہے کہ مجھ پیر آشفتہ دماغ کو پا بزنجیر کر کے بزور خود سریر آرائے سلطنت ہو کہ اس سے بہتر بہبود سلطنت کے لیئے کوئی امر نہین ہے

رامچندر نے عرض کی کہ اے پدر نامدار روائے شہنشاہ فلک اقتدار زہے میری سعادت کہ مین آپکے قول کا نباہ کرون اور اُسکی پابندی کے ساتھ جنگل و بیابان مین رہکر سعادت دوجہانی سے کامیاب ہون آپ اندک خاطر مقدس کو آزردہ و پریشان نہ کرین اور مجھ نادان ہیچمیرز کے لیئے اس قدر غم والم دل پر نہ اُٹھائین انشاءاللہ تعالیٰ یہ چودہ سال دشت و بیابان مین گذرانکر پھر دولت قدمبوسیِ حضور حاصل کرونگا۔

پسر برخورد از رضای پدر	بدولت رسد از دعای پدر
کسی کوس دولت بہ نہ بام زد	کہ دائم بگامِ پدر گام زد

یہ کہکر سری رامچندر نے باپ کے قدمون پر سر رکھدیا اور وہان سے نکلکر اپنی مان کونسلا کے پاس آئے اور بعد عرض حالات مختصر خواہان رخصت ہوئے کونسلا کی وہ حالت بیقراری اورصورت نوحہ وزاری کیونکر بیان کی جاوے کہ نہ قلم کو طاقت تحریر ہے اور نہ زبان کو یارائے تقریر مہارانی سیتا کی اُن سے بتر

حالت تھی نہ دل پر اختیار نہ زبان مین طاقت گفتار آخر وہ خاتون عصمت شرست
وبانوے سراپردہ حیا باقتضاے وفاداری اُس سفر پرخطر مین رفیق حال شوہر ہوئی
لچھمن نے بھی اس وادی مین قدم اپنا پیچھے نہ ہٹایا سب دولت ونعمت چھوڑ
اور عیش وعشرت دنیاوی سے مُنہ موڑ اپنے برادر معظم کی رفاقت اختیار کی
اب یہ ہر سہ نوباوگان بوستان بادشاہی فقیرانہ لباس مین شہر اجودھیا سے
باہر ہوے۔ اس واقعۂ جانکاہ سے تمام سلطنت خصوصًا دار الخلافت اجودھیا
مین ایک ہنگامۂ محشر برپا تھا ہر صغیر وکبیر کو اس مصیبت اتفاقیہ سے زندگی
تلخ تھی آخر یہ کاروان مصیبت زدگان چلتے چلتے قریب دریاے گنگ پہونچا
نکھا د شرف قدمبوسی وزیارت جمالِ باکمال سے مشرف ہوا اور عقیدت کے
ساتھ کشتی شاہانہ پر سوار کراکے پراگ پہونچایا۔ وہان سے بعد زیارت بالمیک و
سیر دیگر مقامات متبرکہ داخل چترکوٹ ہوے اور اُس مقام عشرت افزا کو پسند فرماکر
اُس سرزمین کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا۔
اب مین اس قصہ کو یہین پر چھوڑتا ہون اور حالات اجودھیا سے اپنے ناظرین
کتاب کو آگہی دیتا ہون کہ اس ماجراے عبرت افزا سے اہل عالم اور خصوصًا
ساکنان اجودھیا کی حالت خراب اور ابتر ہوئی اور ہر دل اور ہر طبیعت پر

بدلی غم والم کی چھاگئی۔ راجہ دسرت ہنوز بستر ناتوانی و بیتابی پر پڑا تڑپ رہا تھا
اور حالت اُسکی حالت نزع سے بدتر تھی کہ دفعتاً اُسکے کانون تک خبر پہونچی کہ وہ تینون
سرو روانِ گلشن شاہی اور نونہالانِ بوستانِ سلطنت پناہی دارالخلافت کو چھوڑ
اور ملک و دولت سے مُنھ موڑ بلباس سناسیان روانۂ صحرا ہوے یہ سنتے ہی راجہ نے
ایک آہ سرد کھینچی جسکے ساتھ ہی مرغ روح اُسکا قفس عنصری سے پرواز کرگیا اِس واقعہ
سے تمام محلات مین کہرام مچا ہرطرف سے نالہ وزاری کی صدائین بلند ہوئین دلہائے
صغیر وکبیر پر کوہ غم والم پھٹ پڑا۔

زین درد کزان یگانہ برخاست	طوفان غم از زمانہ برخاست
غم سوخت درون یگان یگان را	ماتم کدہ شد جہان جہان را

آخر وزیران سلطنت نے سواران باد رفتار کشمیر بھیجکر بھرت اور ستر گھن کو طلب کیا
اور تا آنے اِن شہزادگانِ والاتبار کے نعش راجہ دسرت کی کشتی روغن مین کھدی
گئی۔ بھرت تحریر پاتے ہی باتفاق ستر گھن بایلغار تمام داخل دارالخلافت اجودھیا
ہوا یہان کے حالات نادیدنی دیکھ دیکھکر اور واقعات ناشنیدنی سُن سُنکر ایک
سخت غم واندوہ مین گرفتار ہوگیا بار بار اپنی مان بدکردار پر لعنت بھیجتا اور کونسلا
کے حضور مین ہزارون طرح سے معذرت کرتا تھا آخر بصلاح وصوابدید بشسٹ منی

نعش راجہ دسرت کی روغن سے نکالکر بعد تجہیز و تکفین بشوکت و حشمت شاہانہ دریاے سرجو پر لیجاکر جلائی اور مراسم تعزیت و لوازم عزاداری ادا فرماے اور بذل و ایثار اور داد و دہش سے فقیرون اور محتاجون کو مستغنی کردیا اِس فراغت کے بعد وزیرانِ سلطنت و اعیانِ مملکت نے بھرت کے حضور مین استدعاے تخت نشینی پیش کی اِس برادر وفا پرور نے روکر جواب دیا کہ یہ امر عالم پر روشن و ہویدا ہے کہ مستحق امر سلطنت مہاراج سری رامچندر ہین مجھے سلطنت کی ہوس نہین اور نہ دولت کی آرزو ہے صرف غلامی و کفش بر داری اُس ذات مقدس کی میرے لیئے طرۂ دستار عزت ہے۔ پس یہ خیال تم لوگ اپنے دل سے دور کرو اور اس بات کی اصلا مجھسے امید نہ رکھو مین چاہتا ہون کہ سری رامچندر کے حضور مین حاضر ہوکر معذرت کرون اور اُس سلطان کونین اور شہنشاہ دارین کو بمنت و سماجت واپس لاکر تخت سلطنت پر بٹھلاؤن اِس بات پر سب حاضرینِ خدمت بھرت کی ہمت اور نیت پر تحسین و آفرین کرنے لگے اور دلہاے خیر خواہانِ مملکت شگفتہ و باغ باغ ہوگئے آخر بھرت باتفاق مشیرانِ سلطنت و کارپردازانِ مملکت و مادرانِ معظم و خاتونانِ مکرم بڑے تزک و احتشام سے روانہ ہوا اور چلتے چلتے چترکوٹ مین پہونچا جس وقت آمد آمد بھرت کی خبر گرم ہوئی تو اُس وقت لچھمن کا خیال اس طرف رجوع ہوا کہ بھرت بغرض کینہ خواہی حشم و خدم کے

ساتھ آرہا ہے اِس خیال سے تیر وکمان لیکر اُٹھا اور اپنے برادر معظم کو بھی خبر دی
کہ ہوشیار ہو جیسے فوجِ مخالف قریب پہونچ گئی ہے بھرت نے یہ حالت بھی ہماری
پسند نہ کی اور یہان تک تعاقب کرتا ہوا ہمارے پیچھے آتا ہے رامچندر نے ہنسکر
جواب دیا کہ اے برادر عزیز یہ خیال تمھارا محض خلاف ہے بھرت میرا دوست اور
طالب صادق ہے میرے ملنے کو آتا ہے یہ باتین ہوتی ہی تھین کہ بھرت دور سے
پیادہ ہر ہر قدم پر سجدات کرتے ہوئے دکھلائی دیا رامچندر نے دوڑکر آغوش مین
اُٹھا لیا اور چھاتی سے لگایا بھرت نے قدمون پر سر رکھدیا اور زار زار رونے لگا
اور اُسی حالت بیقراری مین حال رحلت پدر اور بربادی شہر بیان کر کے ایسا رویا کہ
ہچکیان لگ گئین - رامچندر باقتضاے بشریت غم وفات پدر مین نہایت اندوہگین
ہوئے اور دیر تک اس غم مین لطف سایۂ پدری کا ماتم کرتے رہے آخر اپنی
تینون ماؤن سے ملکر اور ہر ایک کو تسکین دیکر پھر بستر ناتوانی پر بیٹھے اُس وقت بھرت
نے دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کی کہ اے شہنشاہ فلک اقتدار و اے جہاندار
والا تبار اب آپ اپنے قدوم میمنت لزوم سے شہر اجودھیا کو رونق بخشین
اور تخت پدری پر متمکن ہو کر ہم برادرون اور تمام اپنے فرمان بردارون کو
سایۂ عاطفت مین لین -

مرا وہم ترا دست پدر ربود	بدولت بر سر ما تاج سر بود
برہنہ ماند زان افسر مرا سر	کنون خواہم پدر باشد برادر

سری رامچندر نے اسکے جواب مین اپنی زبان مبارک سے یون ارشاد فرمایا کہ اے برادر عزیز اب اس معاملہ مین ہرگز ہرگز اصرار نکرنا تا وقتیکہ چودہ سال نہ گذر جائین اندر شہر کے مجھے آنا اور خلافِ عہد پدر کرنا حرام ہے تم کو چاہیے کہ تا میری واپسی کار و بار سلطنت کو سرانجام دو اور اپنے عدل و داد سے رعایاے مملکت کو شاد و آباد رکھو۔ آخر بھرت ناچار ہوکر رخصت ہوا اور نعلین چوبی سری رامچندر کی سر پر رکھ کے اجودھیا واپس آیا چنانچہ ہر روز اُس نعلین کو تخت سلطنت پر رکھتا اور خود مع وزیرانِ مملکت دست بستہ کھڑے ہوکر امورات دولت کو سرانجام دیتا اور چند لقمہ نباتات کے کھا کر زندگی بسر کرتا۔

بہجر رام از بس مبتلا بود	طعامش بی نمک برگِ گیا بود
زمین خواب شب کندیدہ خفتے	بنزدیکان خود این راز گفتے
کہ ہرگہ رام را خاک ست بالین	مرا باید از و خوابید پائین
ازان سازم مغاک این خوابگہ را	کہ نتوانم برابر خفت شہ را
بدینسان می شدی بود و غنودش	ہزاران آفرین بر ماند و بودش

اب یہان سے سری رامچندرجی کے حالات کی طرف متوجہ ہوتا ہون کہ بعد
مراجعت بھرت کے اس برگزیدۂ کونین نے خیال کیا کہ بسبب قربت ملک اودھ چترکوٹ
مین قیام غیر مصلحت ہے لہذا اُس مقام کو چھوڑ کر سرزمین پنچ بٹی کو اپنے قدوم مبارک
سے مشرف فرمایا اور وہان پر امکنۂ فرحت افزا و نشیمن ہاے دلکشا گھاس پھوس سے
بنا کر فرحت کے ساتھ رہنے لگے اِس مدت قیام مین کبھی رکھیشرون کی صحبت سے
لطف خاطر حاصل فرماتے گاہ گاہ شکار سے تفریح خاطر کرتے ایک روز سپنکھا خواہر
راون کا گذر اُس مقام پُر فضا مین ہوا ان دونون مہر و ماہ سپہر شاہی کے جمال باکمال
کو دیکھکر شیدا ہوگئی فی الفور ایک عورت حسین کی صورت و لباس مین منتقل ہوکر
سری رامچندر کے پاس آئی اور اظہار عشق و محبت کے بعد اپنا شوق خاطر ظاہر کیا
سری رامچندر نے ہنسکر جواب دیا کہ تو جانتی ہے کہ میرے شبستان دولت مین سیتا
ایسی مہارانی موجود ہے پس مجھسے تجھکو ایسی امید رکھنا لاحاصل ہے لچھمن البتہ مرد
مجرد ہے یقین ہے کہ تیری خواہش کو وہ پوری کرے سپنکھا اس طرف سے مایوس
ہوکر جانب لچھمن متوجہ ہوئی اور اپنی نیازمندی اور دلبستگی کے کلمات کہکر آغوش
شوق کو ہم آغوشی کے لیئے کھولا لچھمن نے چین بجبین ہوکر اور کلمات دورباش
کہکر اُسکو روبرو سے ہٹایا اب دیونی کو سواے اسکے کچھ بن نہ آیا کہ مہارانی سیتا پر

حملۂ مخالفانہ کرے بمجرد اس ارادے کے لچھمن نے لپک کر اُسکی ناک کاٹ لی
پھینکھا اس واقعۂ شرمناک سے شرمندہ اور ندامت زدہ بھاگ کر کھر و دوکھن اپنے
بھائیون کے پاس آئی اور ان حالات سے مطلع کر کے اُنکو مع لشکر دیوان خونخوار
ساتھ لائی ان دونون ہزبر بیشان شجاعت نے خدنگ ہاے آتش فشان و شمشیر ہاے
بران سے اعدا کو مغلوب و منکوب کیا آخر کھر و دوکھن مارے گئے اور وہ عورت
نابکار اُن بھائیون کو بستر مرگ پر لٹا کر راون کے پاس گئی راون ملک لنکا کا بادشاہ
تھا دس سر اور بیس بازو رکھتا تھا اُسنے سخت سخت عبادتین کر کے مہادیوجی سے
بردان لیا تھا کہ سواے آدمی و بندر کے مجھے عالم مین کوئی نہ مار سکے اور مین
سب پر غالب رہون چنانچہ سری مہادیو نے اُسکی خواہش کو منظور کیا اُسوقت سے
اُس نے مظالم شروع کیئے نخوت و تکبّر کی ہوا اُسکے دماغ مین ایسی پہونچی کہ تمام
عالم کو آزار پہونچانے پر اُسنے کمر حیست باندھی آدم اور بندر کی نسبت ہمیشہ اُسکا
یہی خیال تھا کہ یہ کیا چیز ہین ان سے مجھے نقصان پہونچنے کا کیا خوف ہے تمام
عالم پر اُسکی حکومت تھی ملک الموت کو گرفتار کر کے زندان خانہ مین قید کر رکھا تھا
ماہ و آفتاب سب اُسکے فرمان مین چلتے تھے چنانچہ مسیح اصفہانی نے جو راماین
بعہد حضرت نورالدین جہانگیر بادشاہ فارسی مین نہایت آب و تاب سے

ساتھ لکھی اُسمین پر اون کے ذکر مین یہ فرماتے ہین۔

بلنکا شاہ دیوان بود راون	بدن دیو و پری جان بود راون
عناصر تابع فرمان او بود	اجل محبوس در زندان او بود
بامرش سکہ زد تاثیر اجرام	بہ نہیبش از تجسس عزل او ہام
ملایک پاسبانش گشتہ در خواب	درش را ابر نیسان می زدے آب
نسیم صبحدم میرفتی جاے	چو حوران زہرہ شیش کوفتی پاے
بخوردی چاشت بعد از جام جمشید	طعامی پختہ از گرمے خورشید
بشاشش ماہ بودی شمع ایوان	بہ صبحش مہر زرین گوی چوگان
چنین دولت شنیدم واقعے بود	بہ طبعم شاعری را کار فرمود
عجب نبود ز بخشش ہاے یزدان	کہ دیوان را دہد ملک سلیمان

سپنکھا نے اپنا احوال زار اور صورت قتل کھرودوکھن بحضور راون بیان کی اور اُسکے ساتھ ہی حُسن و جمال سیتا کی حقیقت مشروحی ظاہر کر کے کلمات ترغیب اور تحریص عرض کیئے راون اِس قصہ حُسن و عشق کو سُنکر بے اختیار اُٹھ کھڑا ہوا اور مارِیچ دیو کو ساتھ لیکر بقصد گرفتاری سیتا روانہ منزل مقصود ہوا مارِیچ ایک آہوے زرین بنکر سیتا جی کے سامنے شوخی و طنازی دکھانے لگا سیتا نے

رامچندر سے یہ خواہش ظاہر کی کہ مثل اس ہرن کے میری نظر سے آج تک کوئی
دوسرا ہرن نہین گذرا ہے نے اختیار میرا دل اُس پر مائل ہے جس طرح ہو اُسکو
شکار کرو کہ اسکا مرگ چھالا خوب ہوگا سری رامچندر باوجود شرف ہمہ دانی معشوقۂ
دلربا کے کہنے سے ہرن کے پیچھے دوڑے لچھمن کو محافظت سیتا مین چھوڑا اور
تاکید سخت فرمائی کہ اسوقت دشمنون کا ہجوم اور دوستون کی قلت ہے چاہیئے کہ
سیتا کے پاس سے ایک لحظہ جدائی اور مفارقت گوارا ے خاطر نہ کرو کہ اس سرزمین
پر قدم قدم پر ایک بلا ہے یہ کہکر رامچندر تیر وکمان ہاتھ مین لیکر ہرن کے پیچھے
چلے ہرن تھوڑی دیر دکھلائی دیا پھر نظر سے غائب ہوگیا آخر اس قدر انداز تیر قضا
نے مثل پیک اجل بیخود ہوکر ایسا خدنگ جانستان اپنی کمان پُرزور سے چھوڑا کہ فوراً
ہرن ہلاک ہوکر گر پڑا گرتے وقت اُسنے لچھمن کا نام پکارا سیتا نے یہ آواز جسوقت
سنی لچھمن کو مجبور کیا کہ جلد بیخود ہوکر اپنے برادر معظم کی خبر لے ہر چند اِس دانائے روزگار نے
انکار کیا لیکن سیتا کے اصرار غیر معمولی سے سخت مجبور ہوکر روانہ ہوا جیسے ہی لچھمن اُدھر
چلا ویسے ہی راون بصورت برہمن سیتا کے روبرو آگیا۔ سیتا اُس برہمن کو مہمان
سمجھکر تعظیم و تکریم کے ساتھ پیش آئی راون نے اُس کو مخاطب پاکر یون کہنا شروع کیا
کہ تجھے معلوم ہو کہ مین راون دیوون کا بادشاہ ہون تمام دیو جن و انسان میرے

تابع فرمان ہین میری صولت و عظمت تمام عالم پر مثل آفتاب روشن و ہویدا ہے
مجھے افسوس ہے کہ تیری ایسی خاتون مقدس اور حسین ایک مرد فقیر آزاد رامچندر کے
ساتھ جنگلون جنگلون پھرے اور ہر طرح کی تکلیفین برداشت کرے میری خواہش ہے کہ تجھے
لنکا کو لیچلون اور اپنی جملہ خاتونان عصمت سرشت پر تجھے افسری دون مناسب ہے کہ تو
میرے ساتھ اپنی نسبت کو باعث افتخار اور موجب صد ہزار عظمت و احتشام تصور کر سیتا
یہ سنتے ہی سرد ہو گئی اور اندیشہ و خوف کی حالت مین عجیب پریشانی اُسکے چہرۂ
پر نور پر چھا گئی مجبوراً اُسکو سختی کے ساتھ جواب دینا پڑا کہ اے راون اس خیال محال
کو تو اپنے دل مین جگہ نہ دے اور اس آرزوے خام سے قطع امید کر ورنہ تیری یہ حرکت بیجا
باعث تیرے استیصال کی ہوگی راون یہ تقریر مخالف سُنکر آگ بگولا ہو گیا اور فوراً سیتا
کو اُٹھا کر اور اپنی رتھ پر بٹھلا کر لیچلا سیتا روتی چلاتی نالہ ہاے جانگزا اور نوحہ ہاے
حسرت افزا کرتی چلی جاتی تھی جٹائی نام گدھ ایک بڑا قوی ہیکل جانور تھا یہ حالت
وہ سیتا کی دیکھکر راون پر حملہ آور ہوا دونون مین خوب جنگ و جدل ہوئی جٹائی
نے اپنی چونچ اور چنگل سے راون کو زخمی کیا بالآخر راون نے بضرب تیر ہاے
جگر دوز اُس جانور وفادار کو مار کر زمین پر گرا دیا اور سیتا کو پھر رتھ پر بٹھا کر لنکا کو پہونچا
اور ایک مقام لطیف اور جاے پُر فضا مین اُس خاتون عفت سرشت کو ٹھہرا کر

بہت سی خدمتی دیونیان مقرر کین آپ ہر روز صبح وشام اُسکی خدمت مین آتا اور کبھی غمخواری ودلداری کبھی تہدید وچشم نمائی سے اپنی طرف اُسکو مائل کرتا لیکن وہ خاتون عصمت مآب اُس کو سخت سخت جواب دیتی اور مفارقت دلدار مین اپنی حالت تباہ کرتی۔

بدوری کے بود دل را صبوری	کہ دشمن را مبادا از دوست دوری
مثل گر چوب و گر سنگ ست و فولاد	شود گاہِ جُدا کردن بفریاد

یہان تو سیتا کی یہ حالت تھی اُس طرف کا حال ناظرین کتاب ملاحظہ فرمائین کہ جس وقت رامچندر ہرن کو مار کر لوٹے اثنا راہ مین لچھمن سے ملاقات ہوئی تعجبانہ پوچھا کہ سیتا کو چھوڑ کر تم کیسے چلے آئے مجھے خوف ہے کہ اس سرزمین فتنہ خیز مین مبادا بحالت تنہائی سیتا کسی آفت مین نہ مبتلا ہوئی ہو لچھمن نے حالت واقعی اور اپنی بیگناہی ومجبوری اس معاملہ مین بیان کی سری رامچندر یہ سنکر فوراً جلد جلد مقام قیام کی طرف چلے وہان جا کر کیا دیکھتے ہین کہ معشوقۂ دلربا سے کاشانۂ دولت خالی ہے اور وہ گلشن عشرت افزا ایک ہو کا مقام ہو رہا ہے پتہ پتہ اُس جنگل کا اِس خاتون عصمت مآب کے غم مین ماتم کرتا ہے اور ذرہ ذرہ اُس جگہ کا اِس مہر سپہر حسن وجمال کی مفارقت مین زمین پر تڑپ رہا ہے۔

جانم بسوخت مرہم داغ کہ بودہ		امشب تو یار چشم و چراغ کہ بودہ
ای سرو نو رسیدہ بباغ کہ بودہ		ای باغ نو شگفتہ کجا رفتہ چو ابر

سری رامچندر کی حالت مفارقت جانان مین نہایت غیر تھی بار بار حالت
بیہوشی طاری ہوتی جب ہوش آتا نالہ ہاے جانگزا و نوحہ ہاے غم افزا سے حالت
اپنی تباہ کرتے اور ہر برگ و بار اور کوہ و بیابان کو اپنی حالت پریشان سے رُلاتے تھے
آخر کار تجسس محبوبہ دلربا مین آگے چلے تھوڑی دور چلکر کیا دیکھتے ہین کہ ایک طرف
زرہ اور تاج اور رتھ شکستہ راون کا پڑا ہے اور دوسری طرف زیور سیتا جی کا
زمین پر گرا ہوا مثل آفتاب کے چمک رہا ہے اور جٹائی گدھ زخمی نیمجان خاک و
خون مین پڑا ہوا رام کا نام لے رہا ہے جٹائی کی یہ حالت دیکھکر سری رامچندر نے
حالات پوچھے اُسنے جملہ کیفیت بیان کی کہ سیتا کو راون لیئے جاتا تھا مین نے
اُس سے لڑکر زرہ اُسکی پارہ پارہ کر ڈالی اور چار تاج چار سرون سے اُسکے اُتار لیئے
اور سیتا کو بھی چھین لیا لیکن آخر اُس نے مجھے ہتھیارون سے زخمی کر کے نیمجان
کر دیا اب میرا وقت آخر ہے زہے میرے بخت بلند کہ مرتے وقت آپ کی
زیارت جمال سے مشرف ہو کر سفر آخرت اختیار کرتا ہون یہ کہکر جٹائی نے
انتقال کیا سری رامچندر افسوس کے ساتھ اُسکی نعش کو جلا کر آگے چلے ہر کوہ و دشت

و بیابان مین تلاش جانان کرتے ہوے رکھ موکھ پہاڑ پر پہونچے اُس پہاڑ پر سگریون بندرون کا بادشاہ رہتا تھا اور ہنونت نام بندر اُسکا مصاحب خاص تھا جسکی فراست اور طاقت بی مثل و بے نظیر تھی سگریون نے ان دونون مہر و ماہ سپہر دولت کو آتے دیکھکر کہا کہ یہ حضرات جو تیر و کمان ہاتھ مین لیئے سامنے سے آتے دکھلائی دیتے ہین اِنکے جمال و جلال سے مجھپر اِسوقت خاص اثر پڑ رہا ہے اور خوف و ہیبت طاری ہے جا کر دریافت کرو کہ کون ہین اور کہان سے آتے ہین۔

یارب این شمع شب افروز زکاشانۂ کیست	جان من سوخت بپرسید کہ جانانۂ کیست

ہنونت یہ سنکر چلا اور قریب پہونچکر دیکھا کہ اِنکے چہرہ ہاے پرنور سے نشان شاہی عیان اور طرز گفتار و طریق رفتار سے علامات شاہنشاہی ہویدا ہین پہلے مراتب زمین بوس ادا کیئے بعد اسکے دست بستہ عرض کی کہ اے یادگار شاہان نامدار و اے دُرۃ التاج سلاطین بلند اقتدار آپ براہ بندہ پروری اِس بندۂ کہتر کو آگاہ فرمائین کہ آپ کس خاتم شاہی کے نگین ہین اور کس لیئے اس سرزمین کو آپ نے اپنے قدوم مبارک سے مشرف فرمایا ہے۔

چہ نامی کہ مولاے نام توام	بدرم ناخریدہ غلام توام

لچھمن نے جواب دیا کہ ہم دونون اجودھیا کے راجہ دسرت بادشاہ اودھ کے نور نظر اور لخت

جگر ہین اور یہ سری رامچندر ہمارے بڑے بھائی اور خاص اوتار خالق ہین جن کے
نام لینے سے گناہ انسان کے دور ہوتے ہین زہے سرزمین اُس مملکت کی جہان
یہ قدوم جائین اور سبحان اللہ کیسے وہ لوگ خوش نصیب ہین کہ جو آپکی زیارت قدوم
سے فیوضات دوجہانی حاصل کرین ہنونت یہ سنتے ہی قدمون پر گر پڑا اور بڑی عقیدت
کے ساتھ ستایش ونیایش کرنے لگا بالآخر یہ کہا کہ مین چاہتا ہون کہ درمیان حضور
والا اور ہمارے بادشاہ سگریون کے واسطۂ دوستی قائم ہو تاکہ ہم لوگون کو بھی اظہار
عقیدت اور فدویت کا موقع ملے اور آپکی خدمتگزاری سے ہم کو شرف دوجہانی
حاصل ہو سری رامچندر نے اس امر کو بخوشی منظور کیا ہنونت نے جاکر جملہ حالات
سگریون سے عرض کیئے اور ساتھ لیجاکر شرف ملازمت سے مشرف کرایا سگریون
ہزار جان سے بندۂ درم ناخریدہ ہوکر آپ کو اپنے مقام پر لایا اور اپنے
بخت سعید پر وجد کرنے لگا۔

ہمایون منزلی کان خانہ را ماہی چنین باشد	
	مبارک کشوری کان عرصہ را شاہی چنین باشد

آخر سری رام چندر نے سگریون سے سب اپنے حالات آوارگی و صحرانوردی
اور سیتا کی مفارقت بیان کرکے اُس کے ذاتی حالات دریافت فرمائے

سگریون نے عرض کی کہ مین اور بال دو بھائی حقیقی تھا بال تخت بادشاہی پر
متمکن ہوا اور مین نے اسکی وزارت کا کام اپنے ہاتھ مین لیا اتفاقًا ایک دیو کی لڑائی
مین بال روانہ ہوا اور عرصہ تک واپس نہ آیا جب اُسکے آنے کی امید باقی نرہی
تو وزرا سلطنت نے مجھے تخت نشین کیا چندروز کے بعد بال دشمن پر فتحیاب
ہوکر آیا اور مجھے تخت نشین پا کر تشنۂ خون ہوگیا ہر چند مین اپنی بے قصوری کا
اظہار اور اطاعت اور فدویت کو ثابت کرتا رہا لیکن اُسنے کچھ نہ سُنا آخر مین وہان
سے بھاگا اور یہان آکر مقیم ہوا بال نے نہ تنہا میرے مال و دولت پر تصرف کیا
بلکہ میری عورت کو بھی اپنے حرم سرا مین داخل کر لیا پس مین دست بستہ آپکے
حضور مین ملتجی ہون کہ مجھے اپنے لطف و کرم سے منزل مقصود پر پہونچایئے
اس عنایت اور مرحمت کے بدلے مین مَین مہارانی سیتا کو جس طرح ہوگا تلاش
کر کے حاضر خدمت والا کرونگا اور اس قدر اپنی علمیت اس معاملے مین بیان
کرتا ہون کہ مین ایک روز اِسی مقام پر تفریح کر رہا تھا دفعتًا دیکھا کہ سیتا کو راون
اپنی رتھ پر سوار کیئے لیئے جاتا ہے چنانچہ سیتا نے ایک اپنا مالا مروارید و
مقنعۂ زعفرانی پھینک دیا وہ میرے پاس موجود ہے ملاحظہ فرمایئے یہ کہکر دونون
چیزین سری رامچندر کے پاس حاضر کین سری رامچندر نشانیان معشوقۂ دلربا کی

پاکر اسقدر زار زار روئے کہ تمام ساکنین کوہ کے دل بھر آئے اور وہ بھی اس بیقراری اور بیتابی مین شریک ہوئے۔

خوش آنکہ تو باز آے و من پاے تو بوسم	در سجدہ فتم خاک قدمہاے تو بوسم
جائیکہ تو روزے نفسے جاے گرفتی	آنجا روم و گریہ کنان جاے تو بوسم

سگریون نے کلمات تشفی آمیز و سخنان فرحت انگیز سے اُس خدیو صوری و معنوی کو آشناے تسکین کیا آخر دریاے مرحمت شاہی جوش مین آیا اور باتفاق سگریون بال کی تادیب کی جانب توجہ عالی مصروف ہوئی سگریون نے جاکر بال کو آواز دی کہ اے برادر نامہربان باہر نکلکر دیکھ کہ مین تیری جنگ کے لیئے آپہونچا ہون اگر ہمت و جرأت ہے تو۔

ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گوے

بال غصہ مین ہوکر نکلا سری رامچندر نے چاہا کہ اپنے خدنگ بیخطا سے اُس خاطی کو روانۂ مُلک عدم کرے لیکن چونکہ ہر دو برادر باہم متشابہ تھے لہذا سری رامچندر نے تیر کو روک لیا اور بال نے ایک ایسا گھونسا سگریون کے مُنھ پر مارا کہ سگریون بیکار و بیتاب ہوکر گر پڑا اور بال فوراً پھر پلٹ گیا سگریون نے بحالت بے اختیاری سری رامچندر سے طعن آمیز باتین کرنا شروع کین کہ آپ نے مجھے دشمن کے ہاتھ مین

دیدیا اور میرے بچانے اور بال کے مارنے کی اندک فکر نہ کی رام چندر نے فورًا
ایک پھولون کا مالا تیار کرکے سگریون کی گردن مین ڈالدیا کہ بوقت جنگ سگریون
کی شناخت رہے اِسکے بعد سگریون نے پھر جاکر غار پر آواز دی جیسے ہی غار کے
اندر سے بال نکلا اور چاہتا تھا کہ سگریون پر حملہ کرے ناگاہ سری رامچندر نے اپنی
کمان سے ایسا تیر جگر دوز بال کے مارا کہ بال بے پر و بال ہوکر زمین پر گر پڑا اور کہنے
لگا کہ اے سری رام چندر آپ کا یہی انصاف عام مین مشہور ہے مجھ نے گناہ اور
نے خطا کو نے فائدہ آپ نے ہلاک کیا سری رامچندر نے فرمایا کہ تجھسے زیادہ خاطی
اور گنہگار عالم مین کون ہے کہ اپنے بھائی کی عورت کو اپنے تصرف مین لایا اور اپنے
برادر عزیز کے حقوق کو طاق پر رکھکر اُسکو آوارہ کوہ و صحرا کیا تیرے لیئے شکر کا مقام
ہے کہ میرے ہاتھ سے قتل ہوکر تجھے نجات حاصل ہوئی اور تمام گناہون سے
پاک و صاف ہوگیا چنانچہ مسیح رامائن مین کہتے ہین۔

زخوف او برآشفت آن خردمند	کہ اے وحشی بہ آدم میدہی پند
زن کہتر برادر ہست دختر	ترا با او زنا کردن چہ درخور
چہ شد سرمست با این روسیاہی	زنی بیہودہ لاف بیگناہی
بجنب این گنہ کشتم یقین دان	چنین کشتن بود بہتر ز احسان

ترا پاک از گنہ کردم پس از دیر	بشستم نامۂ تو زاب شمشیر
چنین مردن بہ از جانِ سلامت	بکن شکر و مترسان از قیامت

بالی یہ سُنکر خوش ہوا اور سری رامچندر کا شکریہ ہزار ہزار زبان سے ادا کیا اور کہا کہ واقعی مجھ عاصی اور گنہگار کو آپ کے طفیل سے نجات ہوگئی ایسا دن بڑے بڑے زاہدون اور عابدون کو نصیب نہین ہوتا ہے اور مین اسوقت حالت نزع مین آپکے جمال و جلال کی زیارت کر رہا ہون اس گفتگو کے بعد وصایا کر کے راہی ملک بقا ہوا سری رامچندر نے سگریون کو سریر سلطنت پر متمکن کیا اور بالی کے فرزند انگد کو منصب ولیعہدی سگریون کا عطا فرمایا سگریون اس مرحمت شاہی سے باغ باغ ہوگیا اور شکریۂ انصاف و مرحمت بادشاہی ادا کرنے لگا۔

کہ گر ہر موے تن گردد زبانے	وزو رانم بہر یک داستانے
نیارم گوہرِ شکرِ تو سُفتن	سر موئے ز احسانِ تو گفتن

اس درمیان مین فصل برسات آگئی ابر رحمت دیدہ ہاے عشّاق کی طرح اشکبار ہوکر ناسور ہاے کہن کو تازہ کرنے لگے اور دلہاے عشاق فراق دیدہ نے بستر بیتابی پر مثل سیماب تڑپنا شروع کیا۔

فصلِ بہار آمد و او در کنار نیست	دردا کہ خاطرم بہ شکیب و قرار نیست

زاہد مرا بہ تیغ ملامت مکن فگار	این خاطر جنون زدہ در اختیار نیست

یہ موسم خوشگوار سری رامچندر پر سخت مصیبت سے گذرا ہر دم مہاجرت جانان سے برق بیتابی خرمن دل پر گرتی تھی اور ہر ساعت خیال وصل گذشتہ سے ایک تصویر حسرت سامنے کھڑی رہتی تھی نہ دل کو چین نہ خاطر کو آرام ہر دم نالہ ہاے جگر سوز و نوحہ ہاے حسرت اندوز سے کام تھا۔

زبانِ خامہ ندارد سرِ بیان فراق	وگرنہ شرح دہم با تو داستانِ فراق
رفیق خیل خیالیم و ہمرکاب شکیب	قرین محنت و اندوہ و ہمقرانِ فراق
دریغ مدت عمرم کہ بر امید وصال	بسر رسید و نیامد بسر زمان فراق
بسے نماند کہ کشتی عمر غرق شود	ز موج شوق تو در بحر بیکران فراق

آخر ایک روز درد فراق کی حالت مین بیتاب ہو کر لچھمن سے فرمایا کہ سگریون سے جا کر کہو کہ ابتک تو نے کچھ اپنے ایفاے وعدہ کی طرف توجہ نہ کی اور ہماری حالت زار و فراق دلدار پر اصلا اپنے خیال کو مصروف نہ کیا یہ تیرا اغماض بیوفائی و بد عہدی پر دلالت صریح کر رہا ہے اگر درحقیقت یہ امر صریحا تجھسے واقع ہوا ہے تو ابھی خدنگ آتش فشان سے تیرا خرمن ہستی جلا کر خاکستر کرتا ہون لچھمن نے جا کر ابلاغ پیغام کیا سگریون نہایت مضمحل اور سراسیمہ ہو کر حضور مین حاضر ہوا اور دست بستہ

التماس کی کہ یہ بندۂ درگاہ فکر فراہمی افواج کر رہا تھا اور نیز انتظار اس امر کا بھی کرتا تھا کہ ایام برسات گذر جائین تا کہ حرکت موکب فیروزی اثر مین کچھ دقت اور صعوبت واقع نہو اب لشکر اور فوج تیار اور بندۂ جان نثار جان نثاری پر حاضر ہے ساعت سعید و اوان حمید پر دشمن سیہ رو کے استیصال کے لیئے نہضت فرمائیے۔

جہانت بکام و فلک یار باد	جہان آفرینت نگہدار باد

لیکن میری راے ناقص اس پر مقتضی ہے کہ اول جاسوسون کو بھیجکر خبر منگواؤن کہ وہ شمع شب افروز عصمت کس شبستان مملکت مین جلوہ افروز ہے اور اُس سرو روان ریاض عفت کا کون سا بوستان فرحت افزا جاے قیام ہے۔

در اقلیم فرنگ و زنگ و بربر	خبر پرسیم زان گم گشتہ اختر
نہان پرسیم از کبکان کہسار	نشان مہ روے کبک رفتار

سری رامچندر نے خوش ہوکر اُسکی راے کی تحسین کی اور اُسی دن چند بندر قوی ہیکل ادراک حال اور تجسس احوال کے لیئے مقرر ہوے چنانچہ یہ سب کوہ و بیابان دشت و صحرا مین تلاش کرتے پھرے لیکن کسی نے منزل مقصود کا پتہ نپایا اور ناکامی کے ساتھ واپس آکر زخم ہاے کہن کو تازہ کر دیا آخر ہنومنت نے یہ کام اپنے دوش ہمت پہ لیا اور نہایت مردانگی اور دردمندی کے ساتھ بجانب لنکا روانہ ہوا اور سمندر کو

پھاند کر لنکا مین پہونچا پہلے بھبیکھن سے ملا وہان سے پتہ پا کر اُس باغ و مقام مین آیا جہان مہارانی سیتا گرفتار زنجیر بلا تھین وہان پر ہنونت کیا دیکھتا ہے کہ سیتا کی حالت فراق سری رامچندر مین زار و نزار ہوگئی ہے نہ تن مین توان نہ بدن مین طاقت بستر غم پر پڑی ازار رو رہی ہے اپنی زندگی سے تنگ اختر خفتہ سے بر سر جنگ ہے۔

جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہو	یہ درد وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہو

اُسی حالت مین راون بڑے جوش و خروش سے آ پہونچا اور قریب سیتا کے جا کر بیٹھا اور باظہار نیازمندی و دلبستگی استدعاے مواصلت کرنے لگا چنانچہ مسیح اصفہانی اس موقع پر رامائن مین کہتے ہین۔

بعشقِ آن پریرو ماہ رخسار	نشستہ اہرمن آمد بگفتار
کہ دل دادم بعشقت اے پریروے	شدم بیچارہ از غم چارہ ام جوے
علاجِ درد بیدرمانِ من باش	بلطف آرزوے جانِ من باش
ترا چندین چہ در دل مہرِ رام ست	بہ بین آخر چو من شاہ ست غلام ست
ز دولت بہرہ گیر اندر جوانے	وبالِ خود مشو در زندگانے
ترا از جان گرفتم دلبرِ خویش	نہم بر پاے خود ہر دو سرِ خویش
ز مژگانِ تو تیرِ رام خوردم	بہ تیرِ غمزہ بسمل کن کہ مردم

شکارِ خویش کم سازند مُردار		حلالم کن کہ صیادان پرکار

سیتا نے ایک تنکے کو آڑ مین کر کے نہایت سختی کے ساتھ جواب دیا کہ اے تبہ کار بدکردار یہ تیرے خیالات خام اور یہ تیری ہوس ناتمام ہے انسان سے دیو کی کیا نسبت ہے مجھے اسی حال مین چھوڑ دے اور اسی قدر مظالم پر کفایت کر کہ اپنے وطن سے دور عزیزون سے مہجور گرفتار زنجیر بلا مبتلائے آفات بیم ورجا نیم جان اِس گوشے مین پڑی ہون -

	ہما با بوم چون دمساز گردد		پری با دیو چون ہمراز گردد
	نہ گرد حور رضوان جفت ابلیس		اگرچہ دست یازد مکر وتلبیس
	کہ بلقیس ست بانوی سلیمان		چہ یارا اہرمن را در شبستان

راون یہ سُنکر مثل آتش برافروختہ ہوا اور اُٹھکر کہنے لگا کہ تجھکو دو ماہ کی اور مہلت دیتا ہون اگران ایام مین میرے آتش فراق کو آب مواصلت سے تو نے فرو کیا تو یہ تاج سلطنت تیرے قدوم پر نثار ہے ورنہ یہ شہنشاہ دشمن فگن سخت آزار اور سیاست پر ہر طرح سے تیرے واسطے آمادہ ہوگا یہ کہکر وہ برگشتہ بخت اپنے مقام بدانجام کو پلٹ گیا اِس طرف دیونیان مہارانی کو دق اور پریشان کرنے لگین تھوڑی دیر کے بعد جب وہ ہٹ ہٹ گئین ہنونت نے موقع پاکر انگشتری

سری رامچندر کی درخت کے اوپر سے پھینک دی سیتا نے دوڑکر فوراً اُٹھالی دیکھا کہ دست جانان کی خاتم ہے اور نقش محبت اُسپر کندہ ہے یہ دیکھکر اُسکی اور بھی بیقراری بڑھی اور خیالات چند در چند نے اُسکی طبع نازک کو اور بھی مبتلاے رنج وغم کردیا ہنونت نے جب سیتا کی ایسی حالت خراب دیکھی تو فوراً درخت سے اُترکر نیچے آیا اور سامنے آکر سجدہ اداکیا اور عرض کی کہ مین قاصد اور فرستادہ سری رامچندر ہون آپکی تلاش اور تجسس مین کوہ وبیابان باغ وبوستان پھرتا ہوا آپ کے قدم تک پہونچا ہون اور مطلع کرتا ہون کہ آپ کے ایام مصیبت اور زمان مفارقت قریب الانقضا ہین سری رامچندر لشکر جرار کے ساتھ عنقریب آتے ہین سیتا کی آتش بیقراری اس بات سے اور بھی بھڑک اُٹھی اور یاد صحبت جانان اور شدت درد ہجران سے بیتاب ہوکر زار زار رونے لگی۔

آتش شوق تیز تر گردد	وعدۂ وصل چون شود نزدیک

ہنونت کلمات تسکین افزا سے تسلی بخش خاطر محزون ہوا اور عرض کی کہ مین نہایت گرسنہ ہون اگر اجازت دیجئے تو اِس باغ کے پھلون سے اپنا شکم سیر کرون سیتا نے کہا کہ اِسکے محافظ بڑے بڑے دیو خونخوار ہین اُن سے تیری جانبری مشکل ہوگی اُس وقت ہنونت نے اپنی اصلی صورت اور حالت قوت کو ظاہر کیا

اور اجازت لیکر باغ مین آیا پھل توڑنے اور کھانے لگا اور محافظون کو مار
مار کر زمین پر گرا دیا راون نے خبر پاکر لشکر جرار مقابلے کو بھیجا ہنونت نے
مقابلہ و مجادلہ کر کے سب کو مع اُسکے فرزند کے قتل کیا آخر اندرجیت پسر کلان
راون مقابلہ پر آیا اُس نے بھی بہت کچھ زور آزمائی کے بعد شکست کھائی
تب مجبور ہو کر اُس نے کمند برمھا کی ہنونت پر چھوڑی اُس وقت ہنونت نے
بجہت تعظیم کمند برمھا اپنے آپ کو گرفتار کرا دیا راون اُسکی گرفتاری سے بہت
خوش ہوا اور حکم دیا کہ اُسکی دُم مین کپڑا باندھ کر آگ لگا دو چنانچہ ہزارون لاکھون
گز کپڑا جمع کر کے اُسکی دُم مین باندھا گیا اور تیل سے تر کر کے آگ لگا دی گئی
اُس وقت ہنونت نے زور کر کے دیوٴن کے پنجے سے اپنے آپ کو چھڑایا اور
کود کود کر مکانات اور محلات اور شہر کو جلانا شروع کیا چنانچہ دم بھر مین تمام لنکا
کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور وہان سے دریاے سمندر پر جا گرا اور دُم اپنی بجھا کر
سیتا کے حضور مین رخصت کے لیئے آیا سیتا نے اُسکی جراٴت اور ہمت پر آفرین کی
اور جعد مشکین سے لعل گران بہا کھول کر سری رامچندر کے لیئے نشان محبت دیا
ہنونت سیتا سے رخصت ہو کر مثل پیک صبا بحضور سری رامچندر پہونچا اور مژدہ صحت
و سلامتی سیتا عرض کر کے تحفہٴ دلربا پیش کیا سری رامچندر نے اِس ہدیہٴ دلکش کو لیکر

بوسہ دیا اور فراق جانان سے سخت بیقرار ہوکر زار زار رونے لگے مسیح اصفہانی

چو دید آن لعل را در گریہ افتاد	بیادِ لعل بوسیش بوسہ ہا داد
گہش بر رخ گہے بر دیدہ سودے	بہر دم گریۂ دیگر نمودے
دو بیدل بود یک تن ز آشنائی	دو پارہ گشت از تیغِ جدائی
ز مژگان خونفشان شد بر سرِ لعل	کہ در غم تازہ شد زین اخگرِ لعل

اب دوسرے روز تیاری لنکا کے لیئے شروع ہوئی اور بروز دسہرہ نشان نہضت بلند ہوا لشکر جرار ریچھون اور بندرون کا مثل سیل دریا بڑے تزک اور احتشام سے روانہ ہوا اور نقارہ کوچ کا ہر طرف سے بجنے لگا مسیح اصفہانی

بعزمِ رزم در روزِ دسہرہ	روان شد آفتاب برشیر زہرہ
سپہ انگیختہ شیرِ قوی جنگ	ز میمونان و خرسان شد جہان تنگ
فراوان نعرہ زن رومئینہ تن شیر	ز دندان خنجر از ناخن چو شمشیر

بعد طے مراحل و منازل لشکر ظفر پیکر دریاے سمندر پر پہونچا سمندر نے بصورت برہمن حاضر ہوکر پُل باندھنے کی اجازت دی چنانچہ ریچھون اور بندرون نے فی الفور بڑے بڑے پتھر پہاڑون سے اُٹھا اُٹھا کر پل باندھ دیا جو اب تک موجود اور سیت بندر امیشر کے نام سے زیارت گاہ خلائق ہے سری رامچندر لشکر جرار کے

ساتھ بڑے تزک اور احتشام سے داخل لنکا ہوئے اور آنگد کو سفارت پر راون کے
پاس بھیجا جس نے وہان پہونچکر عمدہ طور سے ادائے سفارت کی اور بہت سمجھایا
کہ سیتا کو لیکر اگر حاضر درِ دولت فلک رفعت ہوگا تو ہمارا شہنشاہ جرم بخش عذر پذیر
تمھاری خطاؤن کو معاف کریگا لیکن اُس برگشتہ بخت کا کہان ایسا دماغ تھا
کہ ان مصلحتون پر غور کرتا یا اپنے انجام کار پر نظر ڈالتا اور مشیت ایزدی بھی کچھ
اور تھی کارکنان قضا و قدر کو اُسکا استیصال منظور تھا لہذا اُس کی عقل
اور ادراک کے آلے سب بیکار ہو گئے تھے چنانچہ اُس مغرور کے دل پر کچھ اُسکا
اثر نہوا انگد وہان سے رخصت ہوا نہ تنہا اُس نے مردانگی اور جرأت کے
ساتھ یہ سفارت ادا کی بلکہ سر دربار ہمت خداداد اور شجاعت ذاتی سے راون
کے سر سے تاج اُتار لیا اور یہان آکر قدوم میمنت لزوم سری رامچندر پر رکھدیا
مقربان خدمت و منتسبان دولت اِس امر کو فال نیک تصور کر کے تسلیمات
مبارکباد بجالائے اور نقارۂ شادمانی کو بلند آوازہ کیا اُدھر راون نے اپنے
بھائیون کو جمع کر کے اس لڑائی کی بابت مین ہر ایک سے مشورہ لیا بھبھیکھن اُسکے
چھوٹے بھائی نے بہت کچھ نصائح دلپذیر کر کے کہا کہ ایک عورت کے لیئے
غیر مناسب ہے کہ اسباب و مال و نکال جمع کیئے جاوین اور خونریزی خلائق اور کشت و

خونِ عالم گوارا ے خاطر فرمایا جاوے مناسب حال یہ ہے کہ سیتا کو عزت وحرمت
کے ساتھ روانۂ لشکر سری رامچندر کیجیئے اور باعتراف قصورات اُس شہنشاہ کونین
بادشاہ دارین سے صفائی کرکے سعادت ابدی حاصل فرمائیے مسیح اصفہانی ۔

بھبھیکھن بود دانائے خردمند	جوابش داد از دلسوزیِ چند
کہ شاہا از برائے عشق یک زن	چہ گیری خون یک عالم بگردن
تراچندین بتان اندر شبستان	چہ حرص ست این چہ حرص ای پیرِ نادان
کہ آوردی بدزدی دلبرِ رام	ندانستی کہ دارد دانہ اش دام
مرادے کان ترا حاصل نگردد	ہمان بہتر کہ گردِ دل نگردد
زبہرِ او مدہ جان وجہان را	شناسا باش ہر سود و زیان را

راون یہ سنتے ہی آگ ہوگیا اور بہت سختی کے ساتھ بھبھیکھن سے پیش آیا بھبھیکھن اپنے
برادر نامہربان کی مہربانیوں سے ناامید ہوکر فوراً اپنے چند مصاحبوں اور وزیروں کے ساتھ
بحضور سری رامچندر حاضر ہوا اُس شہنشاہ دشمن فگن نے بڑے اعزاز و احترام سے اُس کا
خیر مقدم کیا اور اُسکی عقیدت اور فدویت سے شادان ہوکر زبان مبارک سے فرمایا کہ
ہم نے سلطنت لنکا تمکو ہمیشہ کے لیئے عطا فرمائی بھبھیکھن اُس عنایت شاہانہ اور مرحمت
بادشاہانہ سے گران بار منّت ہوکر ہر موے تن سے شکریہ ادا کرنے لگا اِسکے بعد راون
سے لڑائی شروع ہوئی اور سخت سخت معرکے پیش آئے اور جملہ اُسکے بھائی برادر فرزند اور عزیز

مع لشکر جرار قتل ہوئے بالآخر راون زندگانی سے ناامید جینے سے بیزار ہوکر شکستہ دلی کے ساتھ مقابلہ پر آیا اور حرکت مذبوحی کرنے لگا سری رامچندر نے اپنے خدنگ آتش فشان سے راون کا سر قلم کرکے اُسکے وجود ناسعود سے تختۂ زمین کو پاک کیا صدائے فتح و نصرت ہر طرف سے بلند ہوئی نقارۂ شادمانی اور کوس کامرانی ہر طرف سے بجنے لگے دیوتاؤن نے آسمان سے پھول برسائے گندھرپون اور چھپون نے گانے خوشی کے گائے بھبھیکھن نے دست بستہ عرض کی کہ اے بادشاہ دشمن گداز و اے شہنشاہ دوست نواز شہر مینو سواد لنکا کی اب آپ سیر فرمائین اور اِس دارالسلطنت کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے گلشن جنت بنائین سری رامچندر نے ہنسکر جواب دیا کہ قبل از فتح لنکا مین نے یہ مملکت تم کو بخشدی ہے اب اُس پر مجھے نگاہ ڈالنا حرام ہے وہ ملک اور وہ دولت تم کو مبارک ہو مسیح اصفہانی ۔

جواب این سخن رام گھر بار	تبسم کردہ دادہ با پرستار
کہ چشم ہمتم زین سیر سیر است	ترا بخشیدہ ام این قلعہ دیر ست
چو بخشیدم نہ اکنون زآن ام ست	نظر کردن برو دانم حرام ست
تعالی اللہ چہ خوش بود آن زمانہ	درو مردان جوانمرد و یگانہ
چہل فرسنگ بود آن شہر زرتاب	مرصع از جواہر ہائے شب تاب

بدم بخشید وزانِ دیگرے کرد	دگر رہ بر زبان نامش نیاورد
کنون کس را اگر بخشند یک خس	ستانند این خسان ہر بار واپس

آخر بھبھیکھن کے اصرار سے لچھمن کو لنکا بھیجا حسب ایماے برادر والاقدر لچھمن نے بھبھیکھن کو
تخت سلطنت لنکا پر بٹھلا کر اپنے دست مبارک سے تاج اُسکے سر پر رکھا اور وہ ملک
زرخیز جسکو سخت محنتون اور کوششون سے فتح کیا تھا بلا تامل بھبھیکھن کو بخشدیا اِسکے
بعد سری رامچندر کا خیال اس طرف رجوع ہوا کہ آج چودھوان سال آخر ہے اگر مین اپنے
وعدہ پر اجودھیا نہ پہونچا تو یہ امر خلاف عہد واقع ہوگا دوسرے یہ بھی احتمال ہے کہ
مبادا بھرت میرے فراق مین ہلاک ہوجاوے اس خیال سے اُسی وقت بِبان پر
معہ لچھمن و سیتا و ہنونت و بھبھیکھن وغیرہ سوار ہوکر اجودھیا کی طرف علم نہضت بلند
کیا اور مثل پیک وہم وخیال داخل سواد اجودھیا ہوے ہنونت نے جاکر بھرت کو اس
مژدۂ جانفزا سے خبر دی اُس برادر عقیدت شعار کے تن افسردہ مین روح تازہ
آگئی فرط نشاط و انبساط سے بیخود ہوگیا شترگھن کو ساتھ لیکر بڑے جوش وخروش کے
ساتھ استقبال کو چلا تمام اہل شہر اور اہل فوج چھوٹے بڑے ساتھ تھے عجب طرح کا
دلون پر جوش تھا کثرت حشم وہجوم خدم اور لشکر اور افواج سے گذر مور دشوار تھا
آخر زیارت جمال عدیم المثال سری رامچندر سے مشرف ہوکر قدمون پر سر رکھدیا

بھائی بھائی ایسے جوش و خروش سے ملے کہ دیکھنے والون کی آنکھون سے دریاے اشک جاری ہو گئے سری رامچندر نے ایوانِ سلطنت مین جاکر پہلے اپنی ماؤن کی قدمبوسی حاصل کی اور بساعت سعید اور اوانِ حمید تخت سلطنت پر بڑے تزک و احتشام کے ساتھ متمکن ہو کر اُس گلشنِ خزان رسیدہ کو بہار قدوم سے سرسبز و شاداب کر دیا دل ہاے ناشاد شاد ہو گئے ہر ناکام اپنی مراد و مقصد سے کامیاب ہوا عیش و عشرت کی بازار گرم ہوئی اور غنچہ ہاے خاطر غمزدگان روزگار ہواے عیش و نشاط سے شگفتہ ہو گئے نسیم عشرت کے جھونکے ہر طرف سے چلتے تھے مژدہ ہاے تازہ بتازہ غم ہاے دیرینہ کو دور کرتے تھے۔

گُل کرد نشاط بار دیگر	بگرفت جہان نگار دیگر
آسودہ جہان بدولتِ او	افروخت نظر بطلعتِ او
جنبید صبا بگلفشانی	برخاست زمین بآسمانی
عالم رہ و رسم تازہ دریافت	آفاق طراوتے دگر یافت

چند روز کے بعد مہارانی سیتا حاملہ ہوئین اس مسرت تازہ سے اور بھی حالت مسرت خیز بڑھ گئی امیدون کا دریا موجزن ہونے لگا افسوس ہزار افسوس کہ فلک ناتوان بین یہ عیش و عشرت اپنی چشم حسرت بین سے نہ دیکھ سکا اور ایسے

گلشن نشاط وانبساط سے ہزارون خار اُسکے سینے مین چبھنے لگے دفعتًا اُس نے پھر اپنی کروٹ بدلی اور اس مجلس سور و سرور کو یکایک درہم و برہم کردیا۔

دوران کہ بصد طلسم سازیست
در پردۂ او ہزار بازیست

از پردۂ این طلسم خانہ
صد رنگ برآورد زمانہ

این بادہ کہ روزگار دارد
یک مستی و صد خمار دارد

روایت ہے کہ ایک روز سری رامچندر بستر عیش و راحت پر سرگرم آرام تھے مہارانی سیتا نے عین حالت نشاط و اختلاط مین اپنی خواہش ظاہر کی کہ میرے وضع حمل کے ایام اب نزدیک رہے ہین چاہتی ہون کہ قبل اسکے معابد متبرکہ و مقامات مقدسہ کی زیارت حاصل کرون اور چند روز رکھیشرون کی خدمت مین وقت گذرانون سری رامچندر نے اسکا جواب دوسرے وقت پر منحصر فرمایا چنانچہ دوسرے روز بوقت شب ایک خلوت خاص مین اپنے مصاحبان دمساز و انیسان ہمراز سے دریافت کیا کہ عام لوگون کے خیالات میری نسبت کیا ہین اور سیتا کے معاملے مین خاص و عام کیا رائے زنی کرتے ہین مصاحبان بلند فطرت نے اسکے جواب مین عرض کی کہ تمامی رعایائے مملکت آپکے ان کارنامہ ہائے شگرف سے شاد و خرم ہے اور سیتا کی عصمت و عفت اور آپکی داد و معدلت کا ہر صغیر و کبیر ثنا خوان

ہے اس جواب باصواب سے مزاج والا کی تسکین نہوئی اِس درمیان مین
بھدر افسر جاسوس نے اُٹھکر دست بستہ عرض کی کہ اَے بادشاہ فلک اقتدار و اَے
شہنشاہ حشمت شعار کل شب کو گشت کے لیئے فدوی شہر مین جا رہا تھا دفعتاً
ایک دھوبی کے گھر سے خانہ جنگی کی آواز کان مین پہونچی تفتیش حالات کے لیئے
فدوی اُس طرف متوجہ ہوا تو یہ امر دریافت ہوا کہ پچھلی رات کو اُس دھوبی کی عورت
اپنے خاوند سے ناراض ہوکر باپ کے گھر چلی گئی اِسوقت اُسکا باپ لڑکی کو لیکر
آیا ہے اور داماد کو سمجھا رہا ہے کہ اِسکی طرف سے ملال دور کرو اور آیندہ سے اسکے ساتھ مثل
شیر و شکر رہو اِسکے جواب مین دھوبی اُسکا داماد کہہ رہا ہے کہ مجھے اس عورت کے
قبول کرنے مین انکار کلی ہے اِس لیئے کہ بے اجازت میرے اِس نے اپنا قدم گھر سے
باہر رکھا ہے مجھے کوئی ذریعہ اِس بات کے یقین کرنے کا نہین ہے کہ یہ خاص تیرے
ہی گھر مین گئی ہے اور کسی آشنا کے گھر کے اندر اِسنے قدم نہین رکھا میری حمیت
اس امر کی مقتضی نہین ہے کہ مین ایسی آوارہ کوچہ گرد عورت کو پھر اپنے گھر مین رکھون اور
نہ مین مثل راجہ رامچندر کے دولت غیرت اور حمیت سے جدا ہوگیا ہون کہ اُس نے
چھ مہینے کے بعد اپنی رانی کو راون کے گھر سے لاکر بلا تکلف اپنے شبستان دولت مین
داخل کرلیا درحقیقت راجہ رامچندر کے لیئے عورتون کی قحط سالی ہے لیکن میرے واسطے

عورتون کا ہرگز ہرگز قحط نہین ہے اب مجھے اس عورت کا نام لینے سے بھی عار ہے

زن آن بہ کہ در پردہ پنہان بود	کہ بے پردہ آہنگ افغان بود
چہ خوش گفت جمشید با رای زن	کہ در پردہ یا گور بہ جاے زن
زنے کو نماید بہ بیگانہ روے	ندارد شکوہ خود و شرم شوے
اگر زن خود از سنگ و آہن بود	چو زن نام دارد ہمان زن بود

یہ قصہ سنتے ہی سری رامچندر کثرت ندامت و خجالت سے آب آب ہو گئے فوراً جلسۂ صحبت کو برخاست کر کے خلوت مین اپنے برادران کو طلب کیا اور بعد اظہار واقعات شنیدہ لچھمن جی سے فرمایا کہ اسی وقت سیتا کو بلطائف الحیل اخراج کر کے میری نظرون سے دور کر دو۔

ببر اندر بیابانش ازین جا	رہا کن در دد و دامش بصحرا
غزال مشک را کن طعمۂ شیر	کہ از دیدار او گشتم بجان سیر

ہر چند سب بھائیون نے دلائل و براہین سے سیتا جی کی بے قصوری ہر ہر طرح پایۂ اثبات کو پہونچائی لیکن جوش غیرت و حمیت نے احکام مصدورہ مین تغیر ہونے ندیا ہر چند آپ کے ضمیر ہمہ دان پر سب حالات مثل آفتاب روشن و ہویدا تھے اور سیتا کی عصمت و عفت کو اپنی چشم جہان بین سے آپ بخوبی ملاحظہ کر رہے تھے لیکن چونکہ عالم ظاہر کی رعایت

منظور خاطر تھی اور ہدایت خلق کے لئیے آپ نے اوتار لیا تھا لہذا رفع
بدنامی اور زبان بندی خلائق کے واسطے باوجود شرف ہمہ دانی اپنی ذات مقدس پر
یہ کوہ غم والم اُٹھالیا اور ایسی محبوبہ دلنواز اور مطلوبہ عصمت شعار کو اپنے کاشانہ دولت
سے دفعتًا جدا کر دینے کا حکم ناطق دیدیا لچھمن کو کیا چارہ تھا بجز اسکے کہ تعمیل فرمان کرے
اُسی وقت زیارت معابد کا حیلہ کرکے اُس پردہ نشین سرادق اقبال کو اپنے ساتھ
ایک بیابان بلاخیز اور صحراے وحشت انگیز مین لایا اور راہ سمقام پر حالات واقعی
اظہار کرکے اپنی بے قصوری کی معافی چاہی سیتا یہ بات سنتے ہی اُسی جگہ پر بیہوش
ہوگئی اور اپنی بدقسمتی کی قائل ہوکر بمقتضاے بشریت مصروف نالہ وبکا ہوئی لچھمن
اُسی حالت غم واندوہ مین اُس گل اندام کو بیابان وحشت افزا مین چھوڑکر با خاطر خستہ
ودل شکستہ روانۂ وطن ہوا اور خدمت برادر معظم مین پہونچکر حالات مشروحی عرض کیے
اِس جہاندار بلند اقتدار کی بھی حالت شدت غم واندوہ سے سخت خراب ہوئی اور برق غم
والم نے آپ کے خرمن صبر وشکیب کو جلاکر خاکستر کر دیا۔

وہ کہ بازم فلک انداخت بغوغای دگر	من بجاے دگر افتادم ودل جای دگر
اگر انسیت پریشانیِ ذرات وجود	کاش ہر ذرہ شود خاک بصحرای دگر

اب اُس طرف کا واقعہ ناظرین کتاب بغور سنین اور خیال فرمائین کہ جس خاتون مقدس نے

تمام عمر کاشانۂ عشرت وشبستان دولت مین ناز و کامرانی کے ساتھ بسر کی ہو اور جسنے اپنا قدم بجز فرش گل کے کبھی زمین پر نرکھا ہو وہی خاتون آج گردش فلک کجرفتار سے بے یار و مددگار ایسے دشت خونخوار اور صحراے دشوار گذار سراپا خارخار مین پیادہ پا پھر رہی ہے اور اُسکے نالہ ہاے جانگزا و نعرہ ہاے ہوش ربا سے مسبحان ملاء اعلی کے دل لخت لخت ہو رہے ہین۔

در چرخ ببین وگرم و سردش	صد بوالعجبی بہر نوردش
از راز جہان جریدہ بکشاے	وز ہر بن موے دیدہ بکشاے
بنیاے خط زمانہ مے باش	حیرانِ نگارِ خانہ مے باش

قدرت خدا دیکھیئے کہ اُسی مقام کے قریب بالمیک عابد کا مقام سکونت تھا صداے گریہ وزاری اُسکے کان مین پڑی فورًا اپنے گوشۂ عبادت سے اُٹھکر وہان آیا جہان سیتا سرگرم نالہ و بکا تھی اُسکی حالت زار دیکھکر افسوس کے ساتھ اُسکو اپنے مسکن پر لایا اور عزت کے ساتھ عمدہ مقام مین جگہہ دی اور جس قدر اُسکے مریدون کی عورات سلیقہ شعار تھین اُسکی خدمت مین مقرر کرکے ہر طرح کے ابواب فراغت اور آسایش اُسپر مفتوح کیئے اس درمیان مین وقت وضع حمل سیتا جی کا قریب آیا اور ساعت سعید و زمان حمید مین دو فرزند توام اُس سے پیدا ہوئے جن کا نام لو اور کُس رکھا گیا

ہر دو فرزند ارجمند ظل عاطفت بالمیک مین پرورش پانے لگے تھوڑے زمانہ مین ہر علوم و فنون مین یگانۂ روزگار ہو گئے بالمیک نے اپنی تصنیف کردہ راماین اُن کو پڑھائی جسکو بہت ہی آواز خوش اور لہجۂ دلکش سے دونون پڑھنے لگے اِس درمیان مین راجہ رامچندر نے جگ اسمید شروع کی بالمیک عابد اِن دونون شاہزادون کو لیکر اجودھیا کو آیا سری رامچندر نے عابد کو بہت تعظیم و تکریم کے ساتھ لیا اور قصۂ راماین اِن دونون اپنے نور نظر اور لخت جگر کی زبانی سنکر فرط سرور سے بیخود ہو گئے اور فوراً قیافہ سے پہچان لیا کہ یہ دونون مہر و ماہ اُسی کے کاشانۂ دولت کے چراغ اور اُسی کی چشم رمدرسیدہ کے نور نظر ہین چنانچہ جوش محبت سے فوراً دونون کو آغوش عاطفت مین اُٹھا لیا اور فرط انبساط سے باغ باغ ہو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد عابد کو علٰحدہ لیجا کر سیتا جی کے حالات دریافت کیئے بالمیک نے اُس وقت اپنی زبان مبارک سے اُس کی پوری کیفیت بیان کر دی جب آپ کو معلوم ہوا کہ سیتا جی بقید حیات اور کاشانۂ بالمیک مین استقامت پذیر ہین فوراً آتش شوق ملتہب ہوئی اور دریاے محبت پُرجوش ہو گیا بڑے اصرار اور کوشش سے بذریعۂ بالمیک اُس خاتون عصمت سرشت کو طلب فرما کر دیدار جمال محبوب و نظارۂ حسن مطلوب سے کاشانۂ خاطر کو منور کیا۔

ہزار شکر کہ دیدم بکام خویشت باز		ترا بکام خود و با تو خویش را دمساز

چہ فتنہ بود کہ ہنگامۂ قضا انگیخت
کہ گرد نرگس چشمت سیہ بسرمۂ ناز

ملامتے کہ بروی من آمد از غمِ عشق
ز اشک پرس حکایت کہ من نیم غماز

روندگانِ حقیقت رہِ بلا سپرند
رفیق عشق چہ غم دارد از نشیب و فراز

اُدھر سیتا فراق کشیدہ لذت غم والم چشیدہ اُس چشمۂ آب حیات پر پہونچکر لطف حیات ابدی حاصل کرنے لگی دونون جوش وخروش کے ساتھ ایکدوسرے کو ملے اور اس صحبت بے اغیار اور اس عشرت دلنواز سے غم ہاے دیرینہ بھول گئے۔

آن ہر دو غریق بحر حرمان
کردند بیکدگر نگہ تیز
از نشۂ شوق مست گشتند

وان ہر دو قتیل تیغ ہجران
گشتند بزخمہا نمک ریز
فارغ ز غمِ جہان نشستند

آخر اُس خلوت سرا مین دفتر شکوہ وشکایت کے کھلے سیتا اپنی حالت زار رو رو کر کہنے لگی۔

کہ رامارم شدی چون از دل آرام
تو اسم بے مسمائے مگر رام

بمن گفتی وفا کمتر کند زن
چہ جاے گفتن ست ای کمتر از زن

اُسکے جواب مین سری رامچندرجی نے فرمایا کہ تمھارے ان حالات غم اندوز سے میرا جگر پارہ پارہ ہو رہا ہے اور سخت اپنے دل کو ملامت کر رہا ہون کہ تیری ایسی خاتون

عصمت سرشت کے ساتھ کیون مجھے ایسی بدگمانی واقع ہوئی

باز آے ساقیا کہ ہوا خواہ دولتم	مشتاق بندگی و دعا گوے دولتم
ہرچند غرق بحر گناہم ز شش جہت	ناآشناے غرق شدم زاہل رحمتم

لیکن یہ امر تم پر مخفی نہین ہے کہ مردون کے وجود مین عنصر بدگمانی روز ازل سے شامل ہو گیا ہے جس سے ہمیشہ انکے طبائع مین طبقہ نسار کی جانب سے بدگمانی رہتی ہے چنانچہ اب بھی باوجود اِن تمام باتون کے میرا صفحۂ خاطر حرف بدگمانی سے صاف نہین ہے بالآخر اب میرا خیال اس جانب رجوع ہے کہ یہ دوسرا فرزند تمھارے بطن سے کس طرح پیدا ہوا یہ سنتے ہی سیتا دریاے غیرت مین سر تا سر غرق ہو گئی اور کچھ غم اور کچھ ہنسی کے ساتھ یون جواب دیا کہ جو شہادتین غیبی میری عصمت اور عفت کی بابت آپکے حضور مین پیش ہوئین افسوس کہ اُنکا اصلا اثر آپکے مزاج عالی پر نہوا اور اسوقت تک وہی بدگمانی اور وہی نامہربانی میرے حال پر آپکی جانب سے مرعی ہے۔

چہ گوید با چنین بہتان کس اندر	فلک شد پارہ چون دوز در فوگر

پس سواے اسکے مجھے چارہ کچھ نہین ہے کہ دعا کرون کہ تختۂ زمین پھٹ جاے اور مین اُسکے اندر سما جاؤن یہ کہکر دست دعا بلند کیا اجابت گویا حاضر ہی تھی فورًا تختۂ زمین شق ہو گیا اور سیتا جی اندر اُسکے سما گئین۔

گریبان زمین شد ناگہان چاک	درآمد ہمچو جان در قالب خاک

پری زادے پری پیکر پری وار	ز پیش دیدہ غائب شد بیکبار
مگر شخص زمین لب تشنہ می مُرد	کہ آب زندگانی را فرو برد

اِس واقعہ سے سری رامچندر پر سخت حیرت وحسرت طاری ہوئی زلف مشکین اُس غیرت حور کی جو باہر رہگئی تھی ہاتھ مین پکڑلی اور چاہا کہ اُس غریق دریاے اجل کو باہر کھینچ لے یا اپنے خدنگ آتش فشان سے تختۂ زمین کو جلا کر خاکستر کردے بالمیک نے فورًا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ آپ داناے راز ہوکر خلاف بات کرتے ہین مشیت ایزدی اسی کی مقتضی تھی کہ جو واقع ہوا۔

تو می دانی نہ این جرم زمین بود	قضاے آسمانی این چنین بود

یہ سُنکر سری رامچندر نے فورًا زلف محبوبہ ہاتھ سے چھوڑ دی اور امر قضا وقدر کو تسلیم کرلیا گیارہ ہزار سال تک آپنے سلطنت بڑی عظمت وشوکت کے ساتھ کی تمام روے زمین اور بحر وبر پر آپ کا حکم جاری تھا اور خلق خدا گلشن عیش وعشرت مین شگفتہ خاطری کے ساتھ زندگانی کرتی تھی۔

زاقبالش جہان را عید نوروز	بہ بزم و رزم چون خورشید فیروز
کشیدہ تیغ تیز از خنجر مہر	عقیم از فتنہ گشتہ مادر دہر

جسوقت آپکا زمانۂ ارتحال قریب پہونچا ایک روز کال یعنی ملک الموت آپ کی ملاقات کو تشریف لائے سری رامچندر نے خلوت کرکے حسب ایماے کال لچھمن جی کو حکم دیا کہ کوئی شخص بغیر اجازت نہ آنے پائے اور درصورت خلاف تم واجب القتل ہوگے تھوڑے

عرصے تک کال سری رامچندر سے بات چیت کرتا رہا ہنوز گفتگو ختم نہوئی تھی کہ درباشا رکھیشر دفعتاً
آگئے اور چاہا کہ داخل خدمت راجہ رامچندر ہون لچھمن نے ممانعت کی درباشا نے کہا کہ اگر تم مجھے
جانے سے روکتے ہو تو ابھی ایسا تیر دعا چھوڑتا ہون کہ تمھارا کُل خاندان ہلاک ہو جاوے لچھمن نے
خوف بد دعا سے فی الفور اجازت اندر جانے کی دیدی درباشا نے اندر جاکر سری رامچندر سے
ملاقات کی آخر کال نے راجہ رامچندر سے کہا کہ لچھمن اس عدول حکمی پر واجب القتل ہو گیا ہے
لہذا آپ کو اپنا عہد پورا کرنا چاہیے رامچندر کو کب یہ امر گوارا تھا کہ اپنے ایسے برادر وفادار
کا دائمی فراق گوارا کرتے بششٹ جی سے اسمین استصواب فرمایا کہ مجھکو ایسے موقع پر کیا
کرنا چاہیئے بششٹ جی نے کہا کہ اخراج اور قتل کرنا دونون مساوی ہین یہ سنتے ہی لچھمن
اپنے برادر معظم کے قدم چھوکر رخصت ہوے اور دریاے سرجو پر جاکر غائب ہو گئے سری رامچندر
بھی تاب فراقِ برادر نہ لاکر فوراً امر سلطنت سے دست بردار ہو کر مع دیگر اپنے برادران کے روانہ
سُرگ لوک ہوئے تمامی شہر اجودھیا کے باشندگان نے اس سفر آخرت مین راجہ رامچندر کا
ساتھ دیا اور تخت سلطنت پر لو فرزند بزرگ راجہ رامچندر بیٹھکر کار رواے عالم ہوا چند
پشتون تک اس خاندان مین دولت و سلطنت کا فروغ رہا پھر آخر زمانہ نے کروٹ بدلی
دوسرون کے ہاتھ مین عنانِ سلطنت آئی اُنھون نے بھی اس چندروزہ دولت سے کامیاب
ہو کر پھر اُسی طور سے اس منزلِ بے بقا سے رحلت فرمائی - اہل دانش آگاہ ہین

کہ دولتِ دنیا اور تمام اسباب عالم محض بے بقا اور بے ثبات ہین شوکت سنجری دولت قارونی کی حباب سے زیادہ وقعت نہین ہے انھین سلاطین بلند اقتدار و بادشاہان والاتبار کا نام نامی اب تک صفحۂ روزگار پر باقی ہے جنھون نے اپنے وقت لطیف اور عمر عزیز کو کارہاے خلائق مین صرف فرمایا اور اپنے عدل و داد و رحم و کرم سے تختۂ عالم پر یادگار معقول چھوڑا۔

دنیا نیرزد آنکہ پریشان کند دلے — زنہار بد مکن کہ نکردست عاقلے
بارے نظر بحال عزیزان رفتہ کن — تا مجملے وجود بہ بینی مفصلے
آن پنجۂ کمان کش و انگشت خوشنویس — ہر بند اوفتادہ بجاے مفصلے
درویش و بادشاہ ندیدم کہ کردہ اند — بیرون ازین دو لقمۂ روزی تناولے
زان گنجہاے نعمت و خروارہای مال — با خویشتن بگور نبردند خردلے
از مال و جاہ و منصب دنیا و بخت و تخت — بہتر ز نام نیک نکردند حاصلے
بعد از ہزار سال کہ نوشیروان گذشت — گویند ازو ہنوز کہ بودست عادلے
دل در جہان مبند کہ با کس وفا نکرد — ہرگز نبود دور زمانے بے تبدلے



اِس خاندان عالی شان کی ترقیات روز افزون کی بنیاد ۱۲۱۶ فصلی مطابق ۱۸۰۹ عیسوی مین پڑی اور رفتہ رفتہ نیر اقبال ہر ممبر خاندان کا ایسا چمکا کہ جس سے ابتک ملک اودھ مین اُسکا اقتدار اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے۔ مصرعہ حاجت مشاطہ نیست روے دل آرام را

روایت ہے

کہ سد اسکھ پاٹھک قوم برہمن سنگلدیپی رئیس بھوج پور ضلع شاہ آباد مین سکونت رکھتے تھے اور بذریعۂ فرمان شاہ دہلی زمینداری موضع منجھواری مع ۸۹ موضعات کے قابض و متصرف اور خطاب چودھرائی سے معزز و ممتاز تھے اور نہایت جمعیت

وفارغ البالی اور کامرانی کے ساتھ ایام زندگانی بسر کرتے تھے اس درمیان مین
نواب شجاع الدولہ ناظم بنگالہ اور صاحبان انگریز بہادر سے جنگ ہاے صعب واقع
ہوئین اور اس رزم وپیکار وہنگامہ ہاے گیرودار مین خطہ بھوج پور پامال سُم ستوران
بادرفتار رہا چنانچہ باشندگان اُس خطۂ آفت رسیدہ کے کیا امیر کیا غریب وہان سے
منتقل ہوکر اپنے مامن وملجا مین چلے گئے ازان جملہ پاٹھک موصوف نے بمصداق مضمون مصرعہ

ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را

موضع نرہر پور ضلع اعظم گڈھ مین قیام کیا پھر وہان سے پاٹھک موصوف کے بیٹے
گوپال رام نے چوری سکندرپور پرگنہ اموڑھا ضلع بستی مین سکونت اختیار کی اِنکے
بیٹے پُرندر رام علوم سنسکرت مین عالم اجل اور فاضل اکمل تھے دور دور تک شہرہ
انکے فضل وکمال کا پہونچا ہوا تھا اور اِنکا اقبال آیندہ کے لئے کچھ اور بشارتین
دے رہا تھا تھوڑے دنون کے بعد موضع پلیا پرگنہ پچھم راٹھ ضلع فیض آباد مین
منتقل ہوے ظاہرا یہان کی سکونت کا خاص سبب یہ تھا کہ انکی سُسرال
بھی اِسی موضع مین تھی کارکنان قضا وقدر نے اِس زمین کو مبارکباد دی کہ
ذرہ ذرہ یہان کا اِسکے فیض قدم سے آفتاب ہوگا - رحمت الٰہی نے بشارت
سنائی کہ گوشہ گوشہ اِس سواد کا اِسکی آبیاری اقبال سے گلشن ہمیشہ بہار بنے گا

ہنوز کچھ بھی زمانہ قیام نہ گذرا تھا کہ حق تعالی نے اُسکے باغ حیات کو پانچ سرو قدان گل اندام سے رونق دوبالا بخشی اقبال یاور نے بختاور سنگھ۔ شیودین سنگھ۔ درشن سنگھ۔ اچھا سنگھ دیبی پرشاد سنگھ نام رکھا جو ہر ایک اپنی جگہہ پر ہلال شب اول کی طرح ترقیات روز افزون حاصل کرکے ماہ تمام بنگیا اور اپنی روشنی اقبال سے ہر خاص و عام کو فیض کامل پہونچایا۔ بختاور سنگھ نے اول ملازمت فوجی سرکار کمپنی بہادر کی اختیار کی اور رسالداری کے عہدے پر پہونچے اِسی عرصے مین نواب یمین الدولہ مبارز الملک سعادت علیخان بہادر جنت آرامگاہ نواب گورنر جنرل کشور ہند کی ملازمت کو کانپور تشریف لے گئے اور بختاور سنگھ کو نواب گورنر جنرل کے ساتھ دیکھا یہ نہایت شکیل اور قوی ہیکل جوان تھے عالی جناب نواب کے دل مین انکی وجاہت نے گھر کرلیا اور یہانتک توجہات عالی انکے حال پر مبذول فرمائی کہ حضور گورنر جنرل سے انکی ملازمت اپنی ریاست مین منتقل کرالی۔ جس وقت یہ حاضر دربار شاہی ہوئے التفات شاہانہ سے عہدۂ رسالداری پر معزز و ممتاز کیئے گئے اور مصاحبت اور خدمت داروغگی جیب خاص کا بھی خلعت سرفرازی عطا ہوا پھر تو کیفیت ہوئی کہ ہر کام مین انھین پر اعتماد تھا اور انکی جدائی گوارا نفرمائی جاتی تھی مصرع

	ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد	

بعد چندے پیمانۂ عمر نواب سعادت علیخان بہادر کا لبریز ہوا جملہ فرزندان سے

شمس[۱] الدولہ فرزند دوم کارپرداز مہمات سلطنت تھے۔ بڑے بیٹے غازی الدین حیدر
بڑے مرزا کے نام سے پکارے جاتے تھے عیش و عشرت انکی گھٹی مین پڑی تھی مگر

[۱] شمس الدولہ بہادر اپنی حسن لیاقت سے منظور نظر پدر نامدار رہتے لہذا انتمام اجراے کار مملکت انھین کے ہاتھون سے ہوتا تھا چنانچہ میری ریاست مین اسوقت تک اکثر فرامین اسی مرشدزادے کے مُہر و دستخط سے موجود ہین ازانجملہ اس موقع پر نقل اُس فرمان کی داخل کرتا ہون جو بابت عطاے اراضی باغ میرے مورث اعلیٰ راے جیسکھ رام دیوان سلطنت اودھ کے بیئے مرشدزادۂ ممدوح نے بنام رکن الدولہ الماس علی خان جاری فرمایا تھا اور یہ فرمان اصل ابتک میرے پاس ہے۔

نقل فرمان مُہر شمس الدولہ نجم الملک احمد علی خان بہادر صولت جنگ سنہ ۱۲۱۳ ہجری

شہامت و عوالیقدر رکن الدولہ نصیر الملک محمد الماس علیخان بہادر فتح جنگ محفوظ باشد

درینولا راے جیسکھ رام براے نشانیدن باغ موازی پنجاہ بگھہ پختہ اراضی در سواد قصبہ سندیلہ طرف مہتوانہ عرضی مع فرد جمع مبلغ دوصد روپیہ بحضور پُر نور گذرانیدہ چنانچہ عرضی مذکور مزین بدستخط خاص شد شرح اینکہ شمس الدولہ سند نویسد لہذا حسب الحکم حضور پُر نور نگارش میرود کہ قطعات اراضی بقبضۂ مسطور طرف مذکور از ابتداے فصل خریف سنہ ۱۲۱۵ فصلی بتصرف و تعلق مشار الیہ واگذارند ثانی الحال زر جمع آن مجرا و محسوب خواہد شد۔

مرقوم ہفتدہم جمادی الثانی سنہ ۱۲۲۳ ہجری۔

اس مضمون سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ نواب جنت آرامگاہ شمس الدولہ کی لیاقت اور کارپردازی سے صاف منشاء خاطر یہی تھا کہ بعد اُنکے یہی جانشین ہون لیکن یاوری اقبال وجان نثاری راجہ بختاور سنگھ بہادر سے امر سلطنت مرزا غازی الدین حیدر کے نصیب ہوا۔

مزاج مین جرأت خداداد تھی جب عوام کی نظر باسباب ظاہر وارث تخت وتاج
مالک باج وخراج ہونے کے واسطے شمس الدولہ پر پڑتی تھی تب اُن کی نگاہ
خونخوار شمشیر آبدار پر دیکھی جاتی تھی اور اکثر زبان سے یہی نکل گیا ہے کہ میرے سوا
کسکو دست قدرت ہے کہ سریر سلطنت پر قدم رکھے اس ہمت مردانہ کی سند
اِس روایت معتبر سے بھی ملتی ہے ۔

کہ ایک مرتبہ نواب جنت آرامگاہ نے اپنے سب فرزندان کو واسطے
تعمیر عمارت کے روپیہ عطا فرمایا سبنے عمارتین اپنی اپنی ضرورت کے
موافق بنالین لیکن انھون نے دوسرے کامون مین اپنا روپیہ
صرف کر ڈالا جب یہ خبر جنت آرامگاہ کو پہونچی ان کو طلب کر کے دریافت
کیا کہ تمھارے بھائیون نے تو اپنی اپنی عمارتین تیار کرلین تم نے
کیون اب تک توقف کیا بڑے مرزا نے عرض کی کہ جو عمارت حضور
تعمیر فرمارہے ہین وہی میرے لیئے کافی ہے اس جواب باصواب سے
نواب خاموش ہو گئے اور سمجھ گئے کہ کاتب تقدیر نے فرمان
تخت نشینی اسی دلاور کے نام لکھا ہے مصرعہ

سالی کہ نکوست از بہارش پیداست

چنانچہ وہی معاملہ پیش آیا کہ جس وقت جنت آرامگاہ نے وفات پائی
اُسی وقت بحکم صاحب رزیڈنٹ بہادر سب دروازہ ہاے ایوانات شاہی مسدود
ہوگئے شمس الدولہ بہادر اپنی فکر مین مصروف تھے اور صاحب رزیڈنٹ بہادر کا
بھی خیال شاید بلحاظ کارپردازی انھین کی جانب تھا اور درحقیقت یہ نوجوان
بار فرمانروائی اُٹھانے کی قابلیت بھی رکھتا تھا مگر مشیت ایزدی کچھ اور تھی
راجہ بختاور سنگھ کا دل قدرتی طور پر بڑے مرزا کی جانب مائل تھا بایام شاہزادگی
اکثر اُسکے ساتھ خزانہ جیب خاص شاہی سے مدد کرتا تھا اُس وقت بھی
اسی خیر خواہانہ خیال نے وارث تخت و تاج بنانے کے واسطے یہی
جوش دلادیا اور یہ خیال بیجا نہ تھا بلکہ جسکو ہر حق پسند طبیعت پسند
کرسکتی تھی اُس سے ذرا بھی متجاوز نتھا فورًا جاکر اس واقعۂ جانکاہ سے
بڑے مرزا کو مطلع کیا اور کہا کہ یہی وقت کشش اور کوشش کا ہے
بندہ جان نثاری کے لیئے تیار اور حاضر ہے اُٹھیے دیر نکیجیئے۔

عروس ملک کسی در کنار گیرد چست	کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند

خود بدولت فورًا اُٹھ کھڑے ہوئے تلوار اور راجہ دو رفیق مرنے اور مارنے
والے ساتھ تھے ہر طرف کے دروازے بند پائے ہمت نے کمند ڈال دی

مع راجہ بختاور سنگھ ایک دیوار پر چڑھکر اندر قصر شاہی کے کود پڑے
اور اُس مقام پر جا پہونچے جہان نعش جنت آرامگاہ کی رکھی تھی تلوار
خونخوار نے ایک ہاتھ چلکر پہرے والے کے سر سے اپنی نذر لے لی اور
یہ بالین پدر پر آکر ایک طرف بیٹھے خود رو رہے تھے مگر دوسری جانب ان کا
اقبال ہنس رہا تھا رزیڈنٹ بہادر یہ خبر پاکر غور مین پڑ گئے اور مجلس مشورت
آراستہ کی بعضے اشخاص شمس الدولہ کی قابلیت کو ترجیح دیتے تھے اور اکثر
استحقاق کو مقدم کرتے تھے ہنوز کوئی امر طے ہونے نہین پایا تھا کہ
رزیڈنٹ صاحب بہادر نعش جنت آرامگاہ پر مع ڈاکٹر بجہت تصدیق وفات
تشریف لائے ہونہار بادشاہ نے فوراً صاحب رزیڈنٹ بہادر کا ہاتھ پکڑ لیا
جس سے غالباً درخواست دستگیری نکلتی تھی اور ایسی کچھ تقریر ادا فرمائی کہ خیالات
معزی الیہ کے برطرف ہو گئے اور قبائے شاہی اسی کے قامت زیبا پر راست
دیکھی جو کلمہ زبان معجز بیان سے نکلا وہ یہ روایت کیا جاتا ہے کہ آپ مطمئن رہین
آپ ہی مسند نشین ہونگے اور یہ حکم فرماکر حکم تیاری سامان مسند نشینی فوراً دیدیا او
بافزونی خطاب رفعت الدولہ بہادر مسند نشین سلطنت اودھ فرمایا اِس فرمانروائے
قدرشناس نے اپنے خادم باوفا راجہ بختاور سنگھ کی جان نثاری اور اگلی پچھلی

وفاداری پر لحاظ فرماکر اُس دربار دُربار مین خطاب راجگی سے مخاطب فرمایا
اور خدمت مصاحبت اور منصب داروغگی تحویل حیب خاص کا خلعت گران بہا
عطا فرماکر محسود اماثل و اقران کیا آیندہ مختلف خدمات مالی و ملکی اِن کے سپرد
ہونے لگین جن کو خوش اسلوبی سے راجہ موصوف نے سرانجام دیا اُن کے لیئے
نہ صرف مراحم خسروانہ شاہد ہین بلکہ رعایا کی آسایش و آرام اور ہر طرح کا امن و
امان مُلک بھی گواہ صادق ہے جب حضور نواب معزی الیہ نے سرکار کمپنی بہادر
سے خطاب بادشاہی حاصل کیا اور مسند وزارت سے اُٹھکر تخت سلطنت پر جلوس
فرمایا اُس وقت اِنکی بھی ترقی عزت اور دولت کے ساتھ ساتھ تھی چنانچہ بہت
بڑا خلعت اس دربار مین راجہ صاحب بہادر کو عطا ہوا اور اِس خلعت کے وقت
جو خاص عنایت شاہی مبذول حال راجہ محتشم الیہ ہوئی وہ یہ ہے کہ تلوار
خاص جو حضرت بادشاہ اُس وقت لگاے ہوے تھے اُسکو اپنی کمر سے کھولکر
راجہ معزی الیہ کو عطا فرمائی یہ تلوار وہ ہے کہ جو عباس صفوی بادشاہ ایران نے
شہنشاہ دہلی کو بھیجی تھی اور احمد شاہ بادشاہ دہلی نے نواب صفدر جنگ کو عطا
فرمائی تھی چنانچہ یہ تلوار اب تک مہاراجہ بہادر حال اجودھیا کے سلحہ خانہ مین
موجود ہے اور یہ عبارت اُسپر کندہ ہے۔

اسی طور پر ایک روز حضرت بادشاہ زمن ہاتھی پر سوار شراب کے نشہ مین چور چلے جاتے تھے راجہ معزی الیہ بھی ہمراہ تھے ایک پل کشتی پر گذرنا چاہا۔ راجہ بختاور سنگھ نے اُس پُل کو غیر مضبوط خیال کر کے حضرت بادشاہ سے دست بستہ عرض کی کہ یہ پل مخدوش ہے اس طرف سے حضور عطف عنان فرمائین لیکن بادشاہ نے کسی طور سے اِس امر کو نہ سماعت فرمایا اُسی وقت خادم باوفا نے دوڑکر جان نثارانہ بادشاہ کو ہاتھی سے اُتار لیا اور فیلبان سے کہا کہ تم ہاتھی پُل پر لیجاؤ جیسے ہی ہاتھی پُل پر پہونچا اُسکے بوجھ سے پُل شکست ہوگیا اس وفاداری اور خیر اندیشی سے بادشاہ نے خوش ہوکر وہ تلوار عطا فرمائی کہ جو نواب صفدر جنگ کو بروقت خلعت وزارت شاہ دہلی سے ملی تھی چنانچہ اب تک وہ بھی اِس خاندان مین موجود ہے۔

اب یہان تک تقرب حاصل ہوا کہ جو جو ضرورتین نازک اور اہم سلطنت کو پیش آتی تھین اُنکے واسطے انھین پر بھروسہ کیا جاتا تھا۔ بہو بیگم صاحبہ والدۂ ماجدہ نواب آصف الدولہ بہادر کی جائداد جو کرورون روپیہ سے زیادہ تھی اور اُسکے لئے خود نواب آصف الدولہ اور پھر نواب سعادت علی خان بہادر و غازی الدین حیدر

لڑتے جھگڑتے چلے آتے تھے اور اُس عاقلۂ روزگار کی تدابیر اور حکمت عملیون سے اِن کو کامیابی حاصل ہوتی تھی اِس عہد مین جب اُس مکرمہ محتشمہ نے وفات پائی جملہ اسٹاف شاہی سے ضبطی جائداد کے واسطے یہی منتخب ہوے اور بمانحتی شاہزادۂ نصیرالدین حیدر کے روانہ فیض آباد کیے گئے یہ وہ موقع تھا کہ جس جگہ دیانت خود اپنی حالت کو متزلزل پاتی تھی مشکل تھا کہ کوئی شخص ایمان کو غیر معمولی دولت سے بھی بہتر سمجھے مگر یہی ذات تھی کہ اِس سخت امتحان کو بھی قابل تعریف پاس کر لیا جسوقت حضرت نصیرالدین حیدر سریرآرائے سلطنت ہوے ایک روز گجرتھ کی سواری پر تزک اور احتشام شاہی کے ساتھ جارہے تھے راجہ صاحب معزی الیہ اپنے لوازم منصبی کی رو سے شمشیر برہنہ لیے ساتھ تھے دفعتًا ایک نمکحرام سیہ رو بدانجام بادشاہ پر حملہ کر کے رتھ پر پہونچ گیا راجہ معزی الیہ نے فورًا گھوڑا اُڑا کر ایک وار تلوار سے سر اُسکا قلم کر دیا اِس خدمت شایستہ کے جلدومین بادشاہ قدرشناس نے تلوار نادرشاہی راجہ معزی الیہ کو اپنی کمر سے کھول کر عطا فرمائی اِس تلوار کی نسبت یہ روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بادشاہ ایران کو خواب مین دکھلایا کہ ہم تمکو ایک تلوار دیتے ہین جس سے تم دشمنون پر فتحیاب ہوگے

جیسے ہی نادر شاہ یہ خواب دیکھکر اُٹھا تو یہ تلوار اپنے پلنگ پر موجود پائی چنانچہ اُسکو فوراً کمر مین لگالیا اور ہمیشہ اِسی تلوار کو باندھتا اور اُس کی تعظیم کرتا رہا بعد وفات نادر شاہ جب احمد شاہ ابدالی تخت نشین ہوکر ملک ہندوستان مین آیا اور مرہٹون سے لڑائی شروع ہوئی شاہ نے شجاع الدولہ کو طلب کیا نواب معزی الیہ نے بباعث اتحاد و مراسم مرہٹہ اپنا جانا اس لڑائی مین غیر مصلحت تصور کیا اور نیز یہ خیال تھا کہ چونکہ ایک وقت مین میرے باپ صفدر جنگ نے اِسی بادشاہ کو بمقام سرہند شکست دی ہے لہذا مجکو اِس سے مطمئن نہونا چاہیئے چنانچہ حاضری سے بعذرات چند در چند انکار کیا آخر نواب نجیب الدولہ کو شاہ نے بھیجا اُس وقت شجاع الدولہ مجبور ہوکر روانہ لشکر شاہی ہوے احمد شاہ ابدالی نے ولیعہد سلطنت اور امراء مملکت کو بھیجکر استقبال کیا اور جس وقت حضور مین پہونچے بخطاب فرزندی مخاطب فرمایا اور یہ تلوار نادری جو اُسوقت شاہ کی کمر مین تھی کھول کر فوراً نواب معزی الیہ کو عطا فرمائی چنانچہ وہ تلوار اس وقت تک مہاراجہ بہادر حال کی ریاست مین موجود ہے اور اُس پر یہ عبارت کندہ ہے۔

اسد اللہ عمل اصفہانی

لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نادِ علیاً مظہر العجائب

تجدہُ عوناً لک فی النوائب

کلُّ ھمٍّ و غمٍّ سینجلی بنبوتک

یا محمد بولایتک یا علی یا علی یا علی

ساقی کوثر مومنین یا حیدر دلدل سوار

سرِ دشمن بزیرِ ذوالفقار است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بوقتِ بیکسی اللہ یار است

اللہ محمد علی فاطمہ حسن حسین علی محمد جعفر موسی علی

محمد علی حسن محمد

کمر بند خاص شد شمشیر نادر تاجدار		از عنایاتِ علی مرتضے دلدل سوار

اِسی موافق عہد مین اُنکے چھوٹے بھائی راجہ درشن سنگھ کو عہدۂ کمیدانی عطا ہوا تھا پھر تھوڑے دنون کے بعد خدمت والاے نظامت بہرائچ سے مع خطابِ جنگی و علم و نقارہ کے یہ سرفراز ہوے اِن ایام حکومت مین اکثر راجگان

ورروساء عظام مثل راجہ مرار مؤو راجہ منور خان راجہ ناپارہ و راجہ پیاگپور
و راجہ بھنگا سے معرکہ ہاے سخت سخت پیش آئے مگر ہر جگہ پر کامیابی نے پورا
پورا ساتھ دیا جس جانب اسکا مرکب جہان نورد قدم رکھتا تھا فتح و نصرت دوڑ کر
استقبال کرتی تھی ہمت اور شجاعت اُنکی دونون رکابون کو تھامے ہوئے
چلتی تھی اس تحریر مین اندک مبالغہ کو مداخلت نہین ہے تمامی صفحات تواریخ اردو
انگریزی اِن واقعات کی شہادت کافی دیتے ہین اور میرا اشہب خامہ انھین
شہسواران عرصۂ سخن کے قدم بقدم جارہا ہے ایک مرتبہ بلدیو بخش تعلقدار سُرڑہ
کے تدارک کے لیئے شاہ گنج سے شبا شب بلا قیام ومقام مع افواج جرار سرڑہ
پہونچ گیئے اور پانچ روز لڑائی کے بعد گڈھی کو خالی کرا کے نشان فتح بلند کیا
ناظرین کتاب راجہ بہادر کی شہسواری اور بہادری کو اس موقع پر ملاحظہ کرین
کہ کس قدر مسافت بعیدہ کو ایک دم سے طے کر کے کامیابی اور کامرانی حاصل کی

آنریبل سر مہاراجہ دگبجے سنگھ صاحب بہادر کے سی- ایس والی ریاست
بلرام پور- و تلسی پور وغیرہ جنکے اوصاف ومحامد تحریر و تقریر سے باہر ہین
اُس وقت راجہ بلرام پور کے لقب سے ملقب اور اپنی ریاست موروثی
بلرام پور مین مسند نشین تھے معاملہ باقی داری پر فیما بین مہاراجہ صاحب موصوف

اور اِس بہادر راجہ کے معرکہ آرائی ہوگئی آخر بعد جنگ و جدال مہاراجہ دگبجے سنگھ صاحب بجانب مملکت نیپال عنان تاب ہوے بہادر راجہ اپنے جوش مین سرحد نیپال کے اندر تک تعاقب کرتا چلا گیا چونکہ ازروے معاہدۂ ریاستین یہ امر داخل مداخلت بیجا تھا لہذا سرکار نیپال سے اِسکی بابت بہت شکایت ہوئی لارڈ النبرا گورنر جنرل کشور ہند نے اِس بارے مین حضرت بادشاہ اودھ کو تدارک قصور کی طرف متوجہ کیا چنانچہ راجہ بہادر اِس جرم پر چندے قید اور پھر خارج البلد ہوے اور ریاست مہدونہ ضبطی مین آئی ۔ **شعر** ۔

بخت واژون کا گلہ کرتی ہے کیا اے بلبل	تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

مگر خدمات سابقہ شفیع تھے اور یہ قصور بھی اُسکے افعال کی سفید چادر پر دھبہ ڈالنے والا قصور نہ تھا لہذا چند ہی روز کے بعد بذریعۂ فرمان شاہی پھر طلب ہوکر بدستور ریاست منضبطہ پر قابض اور اختیارات کل ممالک محروسہ پر ممتاز ہوگیا سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ نے اپنے سفرنامہ ۱۸۴۹ء مین راجہ درشن سنگھ کی نسبت جو کچھ تحریر فرمایا ہے خلاصہ اُسکا اِس موقع پر لکھتا ہون ۔

خلاصہ از سفرنامہ سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ لکھنؤ از صفحہ ۵۸ لغایت ۶۶

درشن سنگھ بڑا صاحب قدرت و اقتدار تھا بلحاظ قوت فوجی و درباری اُس نے

اُن ریاستون سے کہ جو اُسکے ماتحت تھین بڑے بڑے زمیندارون کو لوٹا اور
کسی کو سر نہ اُٹھانے دیا اور کاشتکارون اور چھوٹے زمیندارون کی محافظت کی
جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ کسی ضلع کے تعلقدار بوجہ نالائقی ناظمون کے سرکش
ہوگئے ہین تو اُس ضلع کی حکومت درشن سنگھ کو ملی اِس لیئے کہ یہی ایسا
شخص تھا جو لوٹ مار بھی کرتا اور انتظام بھی درست رکھتا ۱۸۳۶ع مین جب
اضلاع گونڈہ و بہرائچ اِسکے پاس تھے تو اِسنے کچھ ضرر رسانی کسی کی نہین کی
چھوٹے زمیندارون سے جس قدر مل سکا لیا بڑون کے لیئے وقت کا منتظر
رہا ۱۸۴۲ع مین پھر یہ اضلاع اُسکے تعلق ہوئے اس عرصے مین تعلقدارون کی
طاقت بہت بڑھ گئی تھی اُسکو یہ حکم ملا کہ واجبی اور غیر واجبی بقایا جس سختی سے
وصول ہوسکے وصول کرو چنانچہ یہ بڑی خوشی سے چلا بلرام پور کا نوجوان
راجہ تھپال سنگھ راجہ بانسی کے ملنے کو گیا تھا کہ درشن سنگھ اُسکے مکان پر
پہونچ گیا مالک کی عدم موجودگی مین کسی نے مقابلے کی جرأت نہ کی اور اپنا
مال ومتاع چھوڑ کر گڑھی خالی کردی اور قریب کے ایک دریائی جزیرے مین
اُتر گئے مگر درشن سنگھ نے اِس جماعت کو دیکھکر بندوقون اور توپون کو آگ
بتادی دو سو آدمی مارے گئے دو لاکھ کا مال ہاتھ لگا بیچارہ راجہ نہایت مصیبت

مین مبتلا ہو گیا اُسکے دوست متابر سنگھ وزیر نیپال نے کچھ روپیہ قرض
اور ایک باغ رہنے کو دیا جس مین راجہ بلرام پور نے خندق ہر چہار طرف
تیار کرائی اور مع اپنے خاندانی وہمراہیون کے چھپرون کے نیچے رہنے لگے
درشن سنگھ نے موقع پاکر گروہ دلاوران کے ساتھ شام کے وقت دھاوہ کر دیا
اور ایک ہی حملہ مین باغ لے لیا راجہ تو بھاگ گیا مگر تیس آدمی مارے گئے اور
باقی زخمی ہوے راجہ کے مال کو اور نیز مہراج گنج کو خوب لوٹا راجہ نیپال نے اِس
مداخلت بیجا کی شکایت کی اور اپنے نقصان کے خواستگار ہوے لارڈ النبرا صاحب
بہادر گورنر جنرل نے بادشاہ کو سزاے جرم پر نسبت راجہ درشن سنگھ کے متوجہ
کیا نقصان کی تحقیقات کے لیئے پنچ مقرر ہوے نوسو پندرہ روپیہ بادشاہ کو
نقصان دینا پڑا راجہ نیپال نے سرحد پر فوج جمع کر کے دھمکی دی گورنر جنرل بھی
مقابلہ پر تیار تھے۔ راجہ درشن سنگھ خوف سے عملداری انگریزی مین بھاگ
گیا راجہ بختاور سنگھ نے درشن سنگھ کو حاضر کیا درشن سنگھ نے عرض کی کہ راجہ
بلرام پور پر رقم کثیر باقی تھی اور مجھے فوراً اُسکے وصول کرنے کا حکم ملا تھا۔
لہذا ایسا قصور سرزد ہوا حاضر ہون جو سزا منظور ہو دیجاوے یا جو معاوضہ تجویز
ہو لیا جاوے بادشاہ باوجود بہت خوبیون کے بہت کنجوس تھے اور چاہتے

تھے کہ ہر مہینہ خزانہ مین کچھ نہ کچھ توفیر جمع ہو اس وقت مین بادشاہ کی خواہش ہوئی کہ ایسے دولتمند خاندان سے روپیہ لینا چاہیئے۔ حسینی خانم مصاحب خانم سکینہ خانم بیگمات نے بادشاہ کو آمادہ کیا کہ نہ صرف روپیہ نقد لیوین بلکہ اُسکا علاقہ بھی ضبط کر لین تاکہ ہم اپنے رشتہ دارون کو تقسیم کرین منور الدولہ وزیر برادرزادۂ حکیم مہدی کی یہ خواہش ہوئی کہ بعد اداے زر مطلوبۂ بادشاہ و بیگمات درشن سنگھ کو پھر عہدۂ سابقہ پر مامور کرنا چاہیئے کیونکہ اودھ مین یہی ایک شخص ایسا ہے کہ جو سرکش اور زبردست تعلقدارون کو زیر کر سکتا ہے اگر صرف ایک تعلقدار کے تدارک کے عوض مین سزا پا گیا تو کل تعلقدارون پر سے رعب اُٹھ جائیگا اِس لیئے اُس نے بادشاہ سے کہا کہ پچیس لاکھ روپیہ لیکر علاقہ درشن سنگھ کا چھوڑ دیجیئے اور پھر اُسکو مقرر فرمایئے بادشاہ نے تو منظور کر لیا مگر بیگمون نے نمانا اور پچاس لاکھ روپیہ کے واسطے کہا کہ لیئے جاوین درشن سنگھ کے بھائیون نے کہا کہ ہم غریب آدمی ہین صرف اُنیس لاکھ روپیہ دے سکتے ہین وزیر نے پھر بادشاہ سے کہا کہ اُنیس لاکھ روپیہ لیا جاوے منجملہ اُسکے دو لاکھ بیگمات کو دیا جاوے مابقی خزانہ مین جمع ہو وزیر نے دیوان سے کہا کہ پچیس سال کی واصلباقی

اِن کی اور اِن کے بھائیون کی بنا کر دکھلاؤ چنانچہ دیوان نے حساب
دیا حساب کے رو سے درشن سنگھ کے ذمے ایک لاکھ بتیس ہزار اور بختاور سنگھ
کے ذمے پندرہ لاکھ باقی نکالے بادشاہ نے بیگمات کے اصرار سے درشن سنگھ کو
جلاوطن کرنا اور کل علاقہ ضبط کرلینا چاہا۔ رزیڈنٹ نے درمیان مین پڑکر بادشاہ
سے کہا کہ درشن سنگھ سے رحیمانہ برتاؤ کرنا چاہیئے بادشاہ کشمکش مین پڑے
اِدھر بیگمون کا درشن سنگھ کی بربادی کی طرف اصرار اور اُدھر رزیڈنٹ کا
اُسکے ساتھ رحیمانہ برتاؤ کرنے کی ہدایت آخر ریاست ضبط ہو کر حسینی خانم کے
باپ حسین علی کے سپرد ہوئی کہ جب تک درشن سنگھ ایک لاکھ بتیس ہزار و
بختاور سنگھ پندرہ لاکھ ندین تب تک علاقہ اسی انتظام مین رہے شاہ گنج کے
قلعہ کی فوج مع توپخانہ و میگزین درشن سنگھ سے خالی کرالی گئی اور فوج شاہی
بھیجی گئی درشن سنگھ نے ۱۷- مارچ ۱۸۴۴ع کو ملک چھوڑ دیا چلتے وقت رزیڈنٹ
سے کہا کہ باوجودیکہ کُل مطالبہ مین نے بیباق کر دیا اور کُل الزامون کا کفارہ دیا
اُسپر بھی خارج البلد کیا جاتا ہون حسین علی نے وعدہ کیا کہ جسقدر درشن سنگھ
دیتا تھا اُس سے ایک لاکھ سالانہ زائد مین دون گا بعد چندے حسین علی کو
معلوم ہوا کہ اب مین وعدہ پورا نہین کر سکتا کیونکہ زمیندار کاشتکار کبھی باور

نہین کرتے کہ بادشاہ کو درشن سنگھ ایسے آدمی کی پھر ضرورت نہوگی اور جائداد
ضبط شدہ پھر اُسکو واپس نہ دیجائیگی یا اگر ہم حسین علی کو لگان دیدینگے تو
درشن سنگھ اِسکو کب جائز تصور کریگا اِسواسطے سب نے ایک زبان ہوکر کہدیا
کہ ہم بقایا لگان مین ایک حبہ تم کو نہ دینگے اگر ظلم کروگے ہم استعفا دیدینگے
اور ناظمون نے اور ٹھیکہ دارون نے صاف صاف کہدیا کہ ہم مین تاب و
طاقت نہین ہے کہ ہم تعلقدارون پر کچھ سختی کرسکین درشن سنگھ کے چلے
جانے سے دھاک جاتی رہی اِس وجہ سے سرکاری روپیہ وصول ہونا غیر ممکن ہے
یہ سنکر وزیر کے چھکّے چھوٹ گئے اب یہ دو باتین پیش ہوئین کہ یا تو عہدہ
وزارت سے مستعفی ہو یا بادشاہ کو درشن سنگھ کے بلانے پر راضی کرے چنانچہ
بادشاہ سے یہ ماجرا بیان کیا بادشاہ کو بڑی تشویش ہوئی کہ جب روپیہ وصول
ہوگا تو تنخواہین ملازمین کی کہان سے ادا ہونگی زرتوفیر کی تھیلیان کھولنا
پڑینگی اِس لیئے وزیر کی سفارش منظور ہوئی مئی ۱۸۴۳ع کو گورکھپور سے درشن سنگھ
بُلائے گئے ۱۰۔ ماہ مئی کو وزیر نے بادشاہ کے روبرو درشن سنگھ کو پیش کیا
اور ۳۰۔ ماہ مذکور کو بادشاہ نے خلعت و خطاب عطا کرکے کل قلمرو کا انسپکٹر جنرل
مقرر کیا اور حسب ذیل اختیارات دیئے مالگذاری کا بندوبست اضافے کے

ساتھ کرو۔جنگل کٹواکر نوتوڑ کرو۔سرکش تعلقدارون کو پکڑو۔اُنکی گڑھی مسمار کردو۔
اُن سے توپین لیکر سلح خانۂ شاہی مین داخل کرو۔شاہراہون کو محفوظ کرو۔
بدمعاشون کو سزا دو۔ظلم وتعدی سے جو لوگ مفرور ہوگئے ہین اُنکو بلاؤ۔
اگروہ آنے سے انکار کرین تو سزا دو۔جو علاقے بلا تحقیقات مناسب حضور
تحصیل ہوگئے ہین اُنکی مالی حالت دریافت کرو۔اور جو نانکار ومعافیان
عاملون نے دی ہین اُسکی فہرست ہمارے اور وزیر کے ملاحظہ اور غور کے
لیئے پیش کرو۔سال ہاے گذشتہ کی تقایا قابلِ وصول وصول کرو۔منجملہ مقررہ
سپاہیون اور افسرون کے جن کی تنخواہین دی جاتی ہین اُنکی تحقیقات کرو
کہ اُن مین کون مرگئے اور کون غیر حاضر ہین اور کون معذور ہین۔کل خرابیون کو
دفع کرو۔ہم اور وزیر جیسا چاہتے ہین ویسا سلطنت کو بناؤ۔

درشن سنگھ نے عرض کی کہ حضور نے جیسا فرمایا ہے اُسمین سرمو فرق نہوگا۔
پھر اپنے علاقے کو واگذاشت کرکے اور مصاحبون کو تحفہ وغیرہ سے راضی کرکے
روانہ ہوا کہ اِس خدمت عظیم کو طبیعت کے مطابق خوب اداکرے مگر چند ہی
دنون کے بعد بیمار پڑکر ۲۰۔اگست ۱۸۴۴ء کو مرگیا ایک بڑا بھائی مسمے
بختاور سنگھ چھوڑا ہنگام دورہ ہماری رسد رسانی کا انتظام اسی کے سپرد ہے

درشن سنگھ کے تین لڑکے ہین - راما دین - رگھبر سنگھ - مان سنگھ - آپس مین
اراضی منقولہ وغیر منقولہ کے بابت لڑجھگڑ رہے ہین - وزیر بہت نیک نیت
آدمی تھا اپنے چچا حکیم مہدی کی کل دولت اِسی نے پائی تھی اِس لیئے روپیہ
پیسے کی کچھ پرواہ نہ تھی طبیعت آرام طلبی پر بہت مائل تھی اور افیون زیادہ کھاتا تھا
اُسکا منشا ضرور یہ تھا کہ انتظام سلطنت مین اصلاح ہو مگر کچھ خرچ نہو اور نہ مجھکو
تکلیف اُٹھانا پڑے جب اُسنے دیکھا کہ ایسا آدمی لائق ملگیا ہے جو انتظامی
کل کے ہر پرزے کو درست رکھ سکتا ہے تو کُل اختیارات اُس کو دیدیئے فقط
اس موقع پر اسکے قبل کے ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہون کہ شیو دین سنگھ
تعلقدار سورج پور نے دربار شاہی سے بغاوت اختیار کی اکثر امیران شاہی
اُسکے استیصال اور تدارک کے لیے مقرر ہوے لیکن کامیاب نہوئے آخر یہ خدمت
راجہ درشن سنگھ بہادر کے سپرد ہوئی اس دلاور صف شکن نے ۱۸۳۰ء؁ مذکور الصدر
کے ماہ اکتوبر مین تلوار سے کام لیکر باغی مذکور کو گرفتار کرلیا اور حضور شاہی مین
روانہ کردیا یہ خدمت ایسی نہ تھی جسکے جلدو مین دربار جنبش مین نہ آجاتا چنانچہ
فوراً راجہ بہادر کو خطاب سلطنت بہادر کا عطا کیا گیا -

مین نے اپنے پُرانے ملازمین سے سُنا ہے کہ جب خیرآباد کی نظامت بھی

راجہ درشن سنگھ کو عطا ہوئی اور اُنکی آمد آمد کا غلغلہ بلند ہوا تو جنگی گردنین بہت کم موقع پر جھکتی تھین اُن سرکشان علاقے کے دلون پر سخت انتشار طاری تھا اور یہ ہیبت پڑی تھی کہ ہر ایک اپنے لیئے مامن و ملجا ڈھونڈھتا تھا چنانچہ جس وقت لشکر ظفر پیکر مقام کلیان مل پرگنہ سندیلہ مین داخل ہوا ایک ہی رات مین تمام چکلہ کی جمع تشخیص کردی گئی اور کسی کو بجز منظوری کے لب عذر کھولنے کی جرأت نہ ہوئی اِس موقع پر واجبیت اور غیر واجبیت سے کچھ بحث نہین ہے بلکہ تاثیر حکومت اور قابلیت ربط و ضبط دکھلائی گئی ہے کہ کس درجے تک بڑھی ہوئی تھی۔

میرے جدّ نامدار راجہ گوردھن لال سے مراسم سابقہ تھے چنانچہ داخل ہوتے ہی جو جو امورات ریاست درپیش تھے اُنکو نہایت واجبیت کے ساتھ حسب دلخواہ سرانجام فرما دیا ایک پروانہ جو درباب اجراے نانکار ایک علاقے کے اپنے نائب کے نام جاری کیا تھا اور اُسکو مین اس وقت اپنی ریاست کے دفتر مین موجود پاتا ہون بنقل اُسکی داخل کتاب ہذا کرتا ہون۔

منشی صاحب شفق مہربان سید خلیل احمد صاحب سلمہ العالی

دریافت شد کہ مبلغ یکہزار و پانصد روپیہ در وجہ نانکار بنام راجہ گوردھن لال صاحب از جمع و خرچ پرگنہ سندیلہ مقرر ست و ہمیشہ یافتہ اند لہذا نگارش میرود کہ مبلغ

وجہ مذکورہ در سال حال ۱۲۴۳ فصلی ہم بموجب عملدرآمد گذشتہ وپیوستہ بمعزالیہ رسانیدہ دہند وقبض الوصول ستانند بموجب پروانہ ہذا وقبض آنجہ موصوف در جمع وخرچ آن علاقہ مجرا ومحسوب خواہد شد۔

بہادر ۱۲۴۶
راجہ درشن سنگھ

مرقوم چہارم ربیع الثانی ۱۲۵۲ ہجری

راجہ صاحب ممدوح کی اول رانی سے تین فرزند ارجمند۔ راجہ ماہدین۔ راجہ کھبر سنگھ راجہ ہنومان سنگھ تھے دوسری رانی کو جو وفات راجہ تک موجود تھی کوئی اولاد نہین حاصل ہوئی بالآخر جب سفر آخرت درپیش آگیا اور آمد لشکر ممات کے پھریرے اُڑنے لگے تو اس وقت سری اجودھیا کی جانب کوچ کیا اور بمشکل تمام وہان پہونچکر اور شرف زیارت سرجو جی سے مشرف ہوکر بیکنٹھ باش ہو گئے یہ واقعہ سمبت ۱۹۰۱ ساون سدی ستمی مین پیش آیا۔

چہ تو شاہ روے زمین شوے چہ گداے گوشہ نشین شوی
نشوی رہا زکفِ اجل چہ چنان شوی چہ چنین شوی

جو جو واقعات بعد اِنکی وفات کے درمیان انکی اولاد کے واقع ہوئے اُسکے بیان کا موقع آگے چلکر ملیگا اُنکے آخری ذکر مین اب مجھکو ضرور یہ لکھنا باقی ہے کہ ایسے سردار کے اُٹھ جانے سے سنا گیا ہے کہ تمام اجودھیا مین اُداسی پھیل گئی

اور ایک مرتبہ ہر اعلیٰ و ادنیٰ کی آنکھون کے سامنے تاریک ابر غمنا کی کا چھا گیا
اگر لائق جانشین کی امیدین آیندہ کے واسطے آس دلانے والی پیش نظر نہ ہوتین
تو شاید وہ غم مدتون تک قائم رہتا جہان باشندگانِ اجودھیا کو اسکی ذات سے
فوائد پہونچے وہان زمین اجودھیا کو بھی عمارت نادر سے بہت رونق حاصل ہوئی
ازانجملہ شیوالہ شیوجی پتھر سرخ کا نہایت وسیع اور رفیع تیار ہوا جو پانچ شیوالہ
سے مشتمل ہے اس ایک عمارت کی لاگت ساڑھے تین لاکھ روپیہ ہے اور خوشی کا
مقام ہے کہ اِس وقت تک اُسی رونق کے ساتھ قائم ہے بلکہ بوجہ لائق جانشین
انریبل مہاراجہ پرتاب نرائن سنگھ کے رونق دوبالا پاکر تماشا گاہِ سیاحانِ عالم
ہو رہا ہے اسکے مصارف روزمرہ کے واسطے اِسوقت تک علاقہ موجود ہے اور
علاوہ مصارف شیوالہ کے بہت اشخاص کی اُس سے پرورش ہوتی ہے
علاوہ اِسکے عمارت قلعہ شاہ گنج و عمارت سورج کنڈ و بازار درشن نگر و
بھرتھ کنڈ واقع فیض آباد و املاک بنارس بھی آپ ہی کی تعمیر کردہ ہے -

مبارک نام سر مہاراجہ مان سنگھ بہادر قائم جنگ کے۔سی۔ایس۔آئی کا
ابھی تک صفحۂ بالامین دیکھا گیا ہوگا۔مگر مین ناظرین کی توجہ اِس طرف مصروف کرونگا
کہ اولاد راجہ درشن سنگھ مین جو سردار کہ راجہ ہنومان سنگھ کے نام سے استعمال کیا گیا ہے
اُسی کا نام نامی اَب مہاراجہ مان سنگھ ہے اگرچہ عمر کے حساب سے یہ اپنے بھائیون مین
چھوٹے تھے مگر جملہ صفات انسانی مین خدا نے اِن کو سب سے بڑا کیا تھا۔
جسوقت واقعۂ ناگزیر اِنتقال راجہ درشن سنگھ بہادر پیش آیا اور غم والم کی بدلی
چارطرف ریاست مین چھائی ہوئی تھی اکثر تدبیرات کے راستے بھی اس تاریکی مین
چھپ گئے تھے اُسوقت دشمنان قدیم باران نے محل کی طرح سے اُٹھ کھڑے
ہوے تھے اور چاہتے تھے کہ ریاست پر قبضہ کرلین۔اِن مین بھورے خان تعلقدار

دیوگانوین وہ شخص تھا جس نے سب سے پہلے پیشقدمی کی اُسکا اضطراب نامردی
اور بدتہذیبی کے الزام سے کبھی نہین بچ سکتا اُس نے راجہ مرحوم کے اختتام
مراسم موت کا بھی انتظار نہ کیا۔
مہاراجہ سے بڑے دو بھائی اور موجود تھے مگر وہ کیا کرسکتے تھے

نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند	نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند

بہادر مہاراجہ جو ابھی تک ہنومان سنگھ ہے اور جسکے قامت زیبا پر قبائے
بہادری روز ازل سے خیاط قضا نے ٹھیک تیار کر دی تھی خاموش نہ رہ سکا
اور اپنی پُرجوش تقریر مین اپنے برادران سے یہ ارشاد فرمایا کہ آپ سب صاحبون سے
جس مین جرأت و ہمت ہو اس سیلاب کے روکنے کو تیار ہو یا مجھکو اجازت دیجاوے

تا بامراد بر سر گردون نہیم پاے	یا مردوار در رہِ ہمت دہیم سر

مگر سب نے اظہار عجز کیا اُس وقت اِس بہادر ازلی کے ہر رگ وپے مین بہادری کا
خون تیزی کے ساتھ دوڑنے لگا شمشیر آبدار جو آگے رکھی ہوئی تھی اُسکو ٹیک کر
اُٹھ کھڑا ہوا وہ سمان متاثر اور قابل دید کہا جا سکتا ہے۔

قبضہ مین ہلالِ شب اول نظر آیا	مٹھی مین برستا ہوا بادل نظر آیا

اِس ریاست مین نج کے سپاہی ڈوڑھون کے نام سے مشہور تھے آقا کا ساتھ

دینا مرنا اور مارنا یہ اِن کا معمولی کھیل تھا یہ بھی راجہ کے ساتھ جمعیتِ اعدا پر ٹوٹ پڑے
اِدھر اقبال یاور اُدھر تلوار بجر جنگ مین مثل ماہی شناور بھورے خان کیا
تاب رکھتا تھا کہ پاے ثبات قائم رکھ سکے چند ہی ساعت مین جو دیکھا گیا وہ
یہ تھا کہ فوج راجہ پیچھے اور غنیم آگے ہے اب لڑائی ختم ہو چکی تھی اور اگر کچھ باقی تھی
تو تلوار کی دھار اور دشمن کی پیٹھ تھی پنڈت شیو دین ساکن سندیلہ جو راجہ بہادر کے
معزز ملازمین مین تھے مجھسے اس معرکہ کے حالات بچشم دیدہ اِسی تفصیل کے ساتھ
جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہون بیان کرتے تھے اور بیان کرتے وقت نہایت پُر جوش
ہو جاتے تھے الغرض اس کار نمایان کی خبر تھوڑی دیر مین تار برقی کی طرح بہت
دور تک پہونچ گئی اب جملہ دشمنون کی راہین اور پھیلنے والے آشوبون کے دروازے
بند ہو گئے۔ رفتہ رفتہ بادشاہ کو بھی اطلاع ہوئی اِن بہادری اور جوانمردی سے
خوش ہو کر اور نیز بخیال دوربینی یہ بھی غور کر کے کہ یہ بہادر قدم بقدم اپنے باپ
کے ہے اور سلطنت کے کام کر سکتا ہے۔ دریاباد۔ رُدولی کی چکلہ داری کا
خلعت راجہ کو عطا کر دیا اور بعد چندے نظامت سلطانپور بھی عطا فرما کر
ہمجنسون مین سربلند کیا اِسی زمانہ مین سنگھ جی تعلقدار سورجپور نے مثل اپنے
باپ کے سرکار شاہی سے بغاوت اختیار کی کسی شاعر نے سچ کہا ہے۔

زادۂ ظالم ستمگر مے شود		تیغ چون بشکست خنجر مے شود

اُسکے مظالم بھی بدرجہا بڑھہ گئے تھے ایک مرتبہ تین سو بیگناہ قیدیون کو جلادینے کے واسطے تجویز درپیش کردی تھی۔

یہ خبر مسموع بارگاہ سلطانی ہوکر فرمان قضا توامان پیشگاہ خلافت سے بنام اِس بہادر راجہ کے واسطے گرفتاری اُس ناعاقبت اندیش کے جاری ہوا۔ اُس وقت اِسنے مثل برق وباد قلعہ مخالف کا محاصرہ کرلیا اور بعد کامل رزم وپیکار کے باغی کو گرفتار کرکے روانہ درِ دولت بادشاہی کیا اِس جلدومین حضرت بادشاہ نے بمزید قدردانی خطاب راجہ بہادر کا عطا فرمایا وبجاے ہنومان سنگھہ کے مان سنگھہ نام رکھا اب ہنومان سنگھہ راجہ مان سنگھہ بہادر مشہور ہوئے۔

۱۸۴۷ء کا سال اُس سے بھی زیادہ راجہ بہادر کے واسطے مفید ثابت ہوتا ہے اِس سال مین ہرپال سنگھہ گرگ بنسی سرکار شاہی سے باغی ہوگیا راجہ بہادر کے نام حکم شاہی واسطے گرفتاری کے صادر ہوا راجہ حملہ آور ہوکر سر اُسکا کاٹ لایا اب یہ بات کہ کس طریقے سے یہ مہم سر ہوئی اِس مین مختلف روایتین ہین مگر ہرآئینہ دربار شاہی کو یہ خدمت پسند ہوئی اور بادشاہ نے نہایت خوش ہوکر اپنے دست مبارک سے فرمان خوشنودی ارقام فرمایا جس مین یہ شعر بھی درج تھا۔

این کار از تو آید و مردان چنین کنند		بر دست و بازوی تو ہزار آفرین کنند

خطاب قائم جنگ بھی اسی معرکہ کے معاوضہ مین عطا فرمایا گیا
اِسی زمانے مین جگنا ٹھاکو کی بھی ڈاکہ زنی کا گُل کھلا اور اُسکا ظلم پچھلے
ظالمون کے بھی ظلم سے بڑھ گیا اس نے سیکڑون عورات کے سینے کٹوا ڈالے
ہزارہا دوشیزگان باعصمت نادیدہ شوہرا رتھون سے چھین کر بدمعاشون کے
سپرد کر دین۔ ہر اقطاع ملک مین یہ سیلاب کی طرح پھیل جاتا اور بے کچھ کیئے نہ آتا
تھا اسکی گرفتاری کے واسطے عرصہ سے بنام ناظمان ممالک احکام جاری تھے
مگر یہ نیکنامی کسی کی تقدیر مین نہ تھی ۱۸۵۵ء حسب صدور فرمانِ شاہی بارِ اِس
خدمت اہم کا راجہ بہادر قائم جنگ نے اپنے اوپر اُٹھا لیا اور قضا کی طرح بے خبر
اُس کے سر پر پہونچ گئے اور زندہ گرفتار کر کے حاضرِ درِ دولت کیا اِس
کارنمایان نے رعایا کے درد رسیدہ دلون کے ساتھ جو کام کیا ہے وہ بہارنے
گلشنِ خزان دیدہ کے ساتھ نہ کیا ہوگا دلون کی خوشی صدائے احسنت
و آفرین بنگئی اور بلند ہو ہو کر آسمان سے باتین کرنے لگی عرصہ
تک زبانون پر اِس بہادری کا افسانہ رہا اور خلق خدا کو چین سے
سونے کا موقع ملا۔

عوام کی زبان پر یہ خبر ہے کہ جس وقت راجہ اس باغی کو لے کر دربار مین جا رہا تھا
تمام لکھنؤ دونون کو دیکھنے کے اشتیاق مین اوبل پڑا تھا راستے اور گلیان
مردون سے بھر گئی تھین کوٹھے اور چھتین زیورات سے جڑاؤ ہو گئی تھین یہ نمانہ
بعض وقت زمانہ اکبری کا دھوکھا دے جاتا تھا اگر وہان راجہ مان سنگھ جے پوری
اور اُسکے باپ راجہ بھگوان داس نے تخت دہلی کو نیزون اونچا کر کے تمام دنیا
کے پیش نظر کر دیا تھا تو اِدھر تیغ لکھنؤ کی باڑھ راجہ مان سنگھ اجودھیا پوری اور
اُسکے باپ راجہ درشن سنگھ نے سرکشان سلطنت کو پیغام قضا ثابت کر رکھی تھی اگر
اکبری مہربانیان اُس خاندان پر برادرانہ دکھلائی دیتی تھین تو اِدھر بھی شاہی
عنایتین پدرانہ ثابت ہوتی تھین چنانچہ بجلدوے اِس کار نمایان کے حضرت
سلطان عالم بادشاہ اودھ نے خطاب (سرکوب سرکشان) عطا کیا اور
خلعت گران بہا سے مع کلگھی کے (جو اس وقت تک کسی ناظم کو مرحمت نہین
ہوئی تھی) معزز اور سربلند فرمایا۔

روایت ہے کہ جب راجہ بہادر قائم جنگ نے بھنگا کا محاصرہ کیا تو راجہ
بھنگا نے ایک کبت لکھکر بھیجا جسکا جواب آپ نے کبت ہی مین دیکر اپنے
محاصرہ کو اُٹھا لیا اور صلح کے ساتھ یہ معرکہ ختم ہوا۔

کبت از راجہ بھنگا

बिनु मकरन्द वृन्द कुसुम समूहन के कौलों दिन बीतिहै मलिन्द केक लीनते
बिनु चाह चेटक चिलक चारु चंद्रिका की कौलौं हो सरािखैहै चकोर चिनगीनते
युवराज कौलौं बिनु ब्रजराज प्राण प्यारे कौन जिग राखिहै या मदन मलीन ते।
मुकुत कलित मान सर बिनु आली अब कौलौं काल काटिहैं मराल पोखरीन ते

جواب از راجہ درشن سنگھ راجہ بہادر

आजु ते कोटि हजार बरीस लौं रीति यही नित ही चलि आई
लाहु लह्यो तिनहीं जग में जिन्ह कीन्ही कछू न कछू सेवकाई
ए नृप हंस बिचार बिचारु रहौ किन आपने लाज लजाई।
आपही दूरि बसे तो कहा कहो मानसरोवर की कृपनाई॥

افسوس ہے کہ اسی کامیابی اور کامرانی کے زمانے مین راجہ بختاور سنگھ نے سفر آخرت اختیار کیا اور مشیت ایزدی نے راجہ مان سنگھ کو تنہا کردیا مرحوم راجہ بڑا سخی دوست پرور تھا ہمیشہ اِس کا باب فیض کھلا رہتا تھا اہل وطن اور اہل ریاست کی ایام مصیبت مین ہمیشہ دستگیری کرتا اسی طور سے ارکان

سلطنت کے ساتھ بھی (جب کبھی وہ لوگ عتاب شاہی کی بلاؤن مین گرفتار ہوجاتے تھے) اعانت اور امداد سے پیش آتا تھا جس وقت بعہد حضرت بادشاہ سلیمان جاہ نصیر الدین حیدر نواب معتمد الدولہ بہادر معزول ہوے اُنکے ساتھہی نواب روشن الدولہ بھی جو عہدہ نائب وزارت و خدمت مصاحبت حضرت بادشاہ سے

لے معتمد الدولہ وزیر بڑا ذی اختیار وزیر تھا جس نے عہد سلطنت شاہ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ مین بڑے اقتدار کے ساتھ وزارت کی اور بہت کچھ دولت و ثروت بہم پہونچائی بڑی بڑی عمارتین تعمیر کین جو کم از عمارت بادشاہی نہ تھین اُسکے ادنیٰ ادنیٰ متوسلین اور مصاحبین نے وہ پایہ حاصل کیا جو بڑے بڑے امرا کو حاصل نہین ہوسکتا بادشاہ تمامتر اُسکی راے پر چلتے تھے سب کاروبار سلطنت اسی وزیر پر چھوڑ دیا تھا برخوردار کے لفظ سے پکارتے تھے اس سے زیادہ کیا عزت ہوسکتی ہے چنانچہ نقل ایک فرمان کی اس موقع پر داخل کرتا ہون جو میرے جد نامدار راجہ گوردھن لال ناظم خیرآباد کے نام پیشگاہ خلافت سے جاری ہوا تھا اُسکے مضمون سے ناظرین خیال کرسکتے ہین کہ حضرت بادشاہ کس الفاظ و القاب سے اُس وزیر کا نام استعمال فرماتے تھے۔

راجہ گوردھن لال تحصیلدار خیرآباد وغیرہ بداند

بشیتر بپایۂ اصغاے باریابان بارگاہ سلطانی رسیدہ کہ مردم فوج بے اجازت بخانہ ہاے خود وہر جاے دیگر کہ خواستہ باشند میروند و باز تنخواہ خود ہا بالتمام میگیرند چون وراے غیر حاضری بکار سرکار دولتمدار ہیچ بے نسقی فوج ازین زیادہ ترنیست کہ مردم سپاہی پابند اجازت نبودہ بخودسری ہرگاہ خواستہ باشند بروند لہذا فرمان قدر توامان از پیشگاہ جلال شرف زوال یافت کہ او بعد دہ روز کہ بہرماہ سہ باید باشد جائزۂ فوج متعینۂ محالات مفوضۂ خود بمواجہۂ متصدی کچہری نور بخش متعلقۂ شہامت و عوالی مرتبت حشمت و معالی منزلت خان برخوردار نواب معتمد الدولہ مختار الملک سید محمد خان بہادر ضیغم جنگ و متصدی کچہری بخشیگری گرفتہ باشد و ہرکہ از مردم فوج خواہ سوار و پیادہ خواہ سرگروہ آنہا در ہر جائزہ غیر حاضر باشد کیفیت آن بالعبد خود و متصدیان مذکورین نوشتہ فرستادہ باشد و تنخواہ غیر حاضری را تا صدور حکم قضا شیم معطل دارد و باتکس نہد درین باب قدغن بلیغ دانستہ حسب المسطور بعمل آرد۔ مرقوم ہفتم شہر شعبان ۱۲۳۶ھ

ممتاز تھے پایۂ موقوفی مین آئے اُسوقت انکی حالت خانہ نشینی سے سخت تباہ ہوئی
راجہ مرحوم نے پانسو روپیہ ماہواری اُنکے رفع ضروریات کے لیئے مقرر کیئے اور اُسوقت
تک برابر پہونچاتے رہے جب تک کہ وہ بیاوری طالع بیدار بعد معزولی نواب
منتظم الدولہ[1] بہادر عہدۂ وزارت سلطنت پر سرفراز نہین ہوئے۔

اب مرحوم کے حالات مین مجھے یہ دکھلانا باقی ہے کہ شخصی سلطنتون مین انقلاب
کا ہمیشہ دخل رہتا ہے بہت کم دیکھا گیا ہوگا کہ ایک ہی دور ہمیشہ ایک شخص
کے بکام رہا ہو مگر اس نیک نیت راجہ کا طریق معاشرت حسن خدمات ادائے
فرائض منصبی نمک حلالی خیرخواہی وفاداری کے وہ تاثیرات تھے کہ عہد
نواب جنت آرامگاہ سعادت علی خان بہادر سے تا عہد ابوالمنصور ناصرالدین
سکندر جاہ واجد علی شاہ روز افزون اُسکو ترقی رہی بعہد ابوالمظفر معین الدین

[1] منتظم الدولہ بہادر اس سلطنت اودھ مین بڑا وزیر با تدبیر گزرا ہے جس نے تمام اُمورات برہم شدۂ سلطنت کو منتظم کردیا اور سرکار کمپنی بہادر کو بھی مشکور رکھا اور بہت بڑا خطاب بادشاہ سے حاصل کیا اسوقت میری ریاست مین بہت سے پروانجات آپ کے موجود ہین منجملہ اُس کے ایک پروانہ کی نقل کرتا ہون جس سے آپ کا خطاب و القاب ظاہر ہوگا۔

نقل پروانۂ مہری

رکن رکین خلافت وجہانداری اعتضاد سلطنت مدار المہام عمدۃ الامرا وزیر الممالک
منتظم الدولہ ناظم الملک مہدی علی خان بہادر سہدار جنگ یار وفادار سپہ سالار

حاشیہ

فدوی خاص سلیمان جاه بادشاه غازی آفوض امری الی الله ۔ سنه ۱۲۴۶ھ

گرامی مرتبت حکیم واجد علی خان محفوظ باشند ۔ مبلغ دوازده هزار و سه صد و هفتاد و دو

روپیه یک آنه پاو کم بابت جمع دیهات نانکاری و نانکار نقدی وغیره اسمی راجه

گوردهن لال از قدیم منهائی جمع و مجرائی محال سندیله است و از بند تفصیل شقه هذا واضح آست

که این زر داخل جمع قبولیت ایشان هست لهذا بتاکید مزید قلمی میشود که مبالغ نانکار و جمع دیهات

نانکاری وغیره بابت ۱۲۳۰ فصلی بموجب تفصیل بند ملفوفه جلد و شتاب ارسال دارند توقف

و تاخیر بعمل نیارند زیاده چه نگارش رود ۔

مرقوم دوم شهر محرم الحرام ۱۲۴۶ھ ۔

صـــ

موضع گدورا وغیره دیهات ذیل که بوجه نانکار باسم راجه گوردهن لال از قدیم منهائی و اصلباقی سندیله درقبضهٔ اوشان مانده است ۔	مجرائی نقدی منهائی از جمع استمراری تعلقه سرون ٹرگانون پرگنه سندیله باسم راجه گوردهن لال
گدورا و اٹوا بری باسم راجه گوردهن لال مواضعان	نرملپور باسم مهتاب رائے

جمع صـــ صـــ

مجرائی تعلق محال باسم راجه گوردهن لال ۔	مجرائی دفتر معلی ۔
صـــ	صـــ

معافی محصول آبکاری موضع مظفرپور تعلقه سندیله

صـــ

بحالت تحریر هذا نواب باقر علی خان بهادر و نواب جعفر علیخان بهادر آپکے عمده یادگار و جانشین هین بعنایت خدا خاندان وزرائے سلطنت اودھ مین یہی خاندان ہے کہ جو اب تک باعتبار دولت و ثروت قائم و برقرار ہے اور آپ دونو صاحبونکی اولاد نہایت خوش لیاقت اور تعلیم یافتہ ہے کہ جو آیندہ ترقیات روزافزون کے لیئے اس خاندان کو بشارت دیتی ہے

نوشیروان عادل محمد علی بادشاہ اودھ آپکا خطاب راجگی نسلاً بعد نسلاً بروے
فرمان ۱۳ ربیع الثانی ۱۲۵۳ سنہ ہجری قرار دیا گیا اور اُسی فرمان کے ذریعے
سے آپ کی ریاست راج قرار پائی چنانچہ نقل اُس فرمان کی یہ ہے۔

راجہ بختاور سنگھ بداند

ازآنجاکہ حسن عقیدت کارگذاری وحق قدامت وجان نثاری او ہموارہ ملحوظ
خاطر ما بدولت و اقبال بودہ است بوفور مراحم خاقانی تعلقہ مہدونہ زمینداری
زرخریدش را ملقب بلقب راج قرار دادہ آوردہ وجانشینانش را برائے دوام
بخطاب راجگی سرفراز فرمودیم وجملہ حقوق وحاصلاتش راکہ سیر ۔ وسائر ۔ وجاگیر
ونانکار ۔ ومحاصل جملہ رقوم مثل آبکاری وخرمہرہ راہداری وابواب فوجداری
عبارت ازان ست مع ملک جنگل مزروعہ ۳۲ للعہ مواضع معافی لاخراج عطیات شاہان ماسبق
نسلاً بعد نسلاً باو عطا ساختہ مرتبہ ودرجہ او را از جمیع روساء وراجگان این سلطنت
اول وافضل قرار دادہ نفاذ حکم میگردد کہ حسب رسم ورواج روساء وراجگان
ہندوستان از ہمسران واقران سربلندی یافتہ بر حقوقات راج ومعافیات
لاخراج مندرجہ ضمن فرمان والاشان بلاادائے بیچک مطالبہ سرکاری ننے مزاحمت
ومساہمت احدی قابض ومتصرف بودہ ہموارہ بدعائے دولت ابدمدت سلطنت

مشغول و موظف باشند مرقوم ۱۰ ربیع الاول ۱۲۵۳ھ مطابق سنہ احد جلوس والا

جاری نمایند ملاحظہ شد

نانکار نقدی

معافیات دیہات جاگیر

پلیا م | بہار پور موضعات | سرسو پورہ یک مزرعہ | پرسولی م

دو سارا م | حکر سیں پور | چکھدی موضعات | دھمان م

کبک پور موضع | سلوتی ہردو | ہنڈولے چوبے

سیر فیصد دہ بیگہ لاخراج

سائر

کمہات — شاہ گنج، درشن نگر، راے گنج | خرمہرہ راہداری

ابواب دیوانی مثل نذر بھینٹ و مہدونہ وغیرہ

ابواب فوجداری مثل جرمانہ وغیرہ

علاوہ تیغ زنی اور تیغ رانی کے خدمات مالی میں جس قدر سلطنت کو ان پر بھروسہ تھا

یا جس قدر اُسکی انجام دہی کے لائق وہ سمجھے جاتے تھے اُسکا اندازہ اِس سے

ہو سکتا ہے کہ جب سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ نے ۱۸۴۹ء مین دورہ ملک اودھ فرمایا ہے۔ تب اِس نازک اور قابل انتشار کے وقت مین جو سلطنت اودھ کے واسطے تھا یہی متکفل اور متحمل اِس بارعظیم کے سمجھے گئے کہ منجانب سرکار اودھ ہمراہی مین بھیجے جاوین اور اُنکی مدد کے لیئے نواب شوکت الدولہ محمد خان سفیر شاہی بھیجے گئے میری عمر اُس وقت تخمیناً چار سال کی تھی اُس وقت کی باتون کا مجھے اب اتنا ہی خیال ہے کہ جس طرح کوئی شخص خواب دیکھکر بیدار ہونے پر کچھ بھول جاتا ہے اور کچھ یاد رکھتا ہے اور جو کچھ یاد رہتا ہے اُسکے کہنے مین اُسکا دل تو جرأت کرتا ہے مگر شبہہ پھر اُسکو کہنے سے روک لیتا ہے مگر وہ تھوڑی یاد جو والد نامدار راجہ دھنپت راے مرحوم ومغفور کے نجی اذکار سے وقتاً فوقتاً مستحضر ہوگئی ہے اُسکے اعتماد پر مین کہ سکتا ہون کہ جس وقت لشکر رزیڈنٹی داخل سندیلہ ہوا تو اُس وقت راجہ موصوف میرے مکان پر باتفاق نواب شوکت الدولہ محمد خان سفیر شاہی تشریف لائے تھے وہ سامان اِس ریاست کی آراستگی کا کچھ کچھ ابتک آنکھون کے سامنے جھلک دے جاتا ہے جو ایسے معزز مہمان کی قدر ومنزلت کے لائق مرتب اور مخصوص ہوا تھا راجہ بہادر کی یہ تشریف آوری محض اس اصول پر مبنی نتھی کہ ایک رئیس مقامی کی ملاقات لازمی ہے بلکہ۔

	بندۂ بارگاہ سلطانیم		من و تو بندہ خواجہ تاشانیم	

کا معاملہ تھا

راے جھیکہ رام میرے مورث اعلیٰ کے نام نامی سے کوئی رئیس خاندانی اودھ کا یا کوئی مورخ ناواقف نہین ہوسکتا عہد نواب آصف الدولہ سے تا عہد نواب سعادت علی خان وہ عہدہ والاے دیوانی پر سرفراز تھے جب زمانہ نواب آخرالذکر مین انکا قلم معجز رقم دائرہ سلطنت کا پرکار بن رہا تھا اسی زمانہ مین راجہ بہادر بھی مقرب بارگاہ سلطانی ہوئے اِس حالت مین جو تعلقات ایسے دو باثر اور معزز اشخاص مین پیدا اور قائم ہوسکتے ہین اُنکا تقاضا کبھی یہ نہین ہوسکتا تھا کہ آیندہ ایک دوسرے کی اولاد کو بھول جائے یا اُسکو اپنا جزلاینفک نہ سمجھے اور اُسکے گھر کو اپنا گھر نہ جانے۔

مین خوش ہون کہ مجھے بحیثیت ایک مورخ کے یہ کہنے کا موقع حاصل ہے کہ مین نے خود اُس شخص کو دیکھا ہے جسکے حالات مین لکھ رہا ہون گو سایہ کی حیثیت سے اور زیادہ مین کچھ اُسکا صاف حلیہ نہین بیان کرسکتا اب اِس موقع پر مجھے یہ بھی بیان کردینا ضرور ہے کہ جس طرح سے خدمت سلاطین اودھ مین انتہاے تقرب راجہ بختاور سنگھ نے حاصل کیا اسی طور سے ریاست بھی پیدا

کر کے اُسکا دائرہ وسیع کر دیا جسکا ذکر موقع موقع پر آچکا ہے علاوہ اس کے
عمدہ عمدہ عمارتین آپ نے اپنے عہد دولت مین بنوائین ازانجملہ
لکھنؤ مین نہایت عمدہ آپ کی املاک اِس وقت موجود ہے جسکو ازیبل
سرمہاراجہ پرتاب نرائن سنگھ صاحب بہادر کے۔سی-آئی-ای-نے
ترمیم فرماکر تازہ رونق بخشی ہے اور بوقت تشریف آوری لکھنؤ اُسی
عمارت مین قیام فرماتے ہین۔یہ عمارت بڑی وسیع اور خوبصورت اور
فرحت افزا ہے۔اجودھیا مین بھی سرگدوار پر سندر و دھرم سالہ تعمیر
فرمایا ہے جو اب تک اُسی رونق کے ساتھ ہے۔ہردوار مین بھی آپکا
گھاٹ اور دھرم سالہ تعمیر کردہ موجود ہے۔بٹھور او رمتھراجی مین
بھی آپ کی بہت وسیع املاک ہے۔

ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت		رفت منزل بدیگرے پرداخت

اِنکی وفات ایک معمولی وفات نتھی بلکہ ایسے شخص کے اُٹھ جانے سے سلطنت کو
سخت نقصان پہونچا اور خود بدولت بادشاہ نے بھی اپنی زبان مبارک سے اظہار
تاسف وملال فرمایا راجہ موصوف کے کوئی اولاد نہ تھی بذریعہ وصیت نامۂ ذیل
راجہ مان سنگھ بہادر قائم جنگ کو اپنا جانشین کیا۔

ترجمہ وصیت نامہ راجہ بختاور سنگھ بہادر

ہرکس وناکس صغیر وکبیر جانتا ہے کہ مین نے اپنی ذاتی حسن کارگذاری سے
اپنے بادشاہ کی مہربانی حاصل کی جس مین کہ مجھے خطاب راجگی اور دیگر مراتبات
عالی عطا کیئے اور مہدونہ کا راج قائم کیا جو کہ ابتک میرے قبض و دخل مین
چلا آتا ہے اور علاوہ برین اور ریاست پر جو کہ مین نے خریدی ہین یا بطور رہن
میرے قبضہ مین ہین اور انکا انتظام میرے بھائی راجہ درشن سنگھ۔ اچھا سنگھ
و دیبی پرشاد اور نیز میرے بھتیجے اپنے نام سے کرتے ہین قابض و دخیل
ہون زمانۂ حال مین مین اس عمر ضعیفی مین بجرم نہ ادا کرنے مالگذاری کے قید
ہوا باوجودیکہ میرے بھائی اچھا سنگھ و دیگر خاندان میرے پاس موجود تھے لیکن
صرف راجہ مان سنگھ نے ہی مجھکو مثل فرزند کے مدد دی اور لاکھون روپیہ
خرچ کرکے مجھکو اُن تکلیفات سے رہائی دلائی چونکہ انسان کی یادگاری
اولاد نرینہ سے ہی رہتی ہے اور میرے کوئی لڑکا نہین ہے لہذا ہر شخص پر واضح
ہو کہ مین نے بحالت صحت نفس و ثبات عقل اپنے راجہ مان سنگھ کو اپنا وارث
مثل اپنے فرزند کے مقرر کیا اور اُنکو خدمات سرکاری اور اپنی جائداد منقولہ

وغیر منقولہ جو میرے نام اور قبضہ سے مشہور ہے یا جو کہ دیگر صاحبان خاندان کے نام و قبضہ سے میری پیدا کی ہے سپرد کی اور اُن کا نام دفتر شاہی مین بجاے اپنے درج کرا دیا کسی بھائی یا بھتیجے یا اہل خاندان کو اِس ریاست مین راجہ مان سنگھ سے کوئی دعوی کسی امر کا نہین ہے اور یہ میرے وارث ہین لیکن مجھ پر اور نیز مہاراجہ مان سنگھ بہادر پر پرورش خاندان حال و استقبال فرض ہے لہذا ذیل مین تفصیل گذارہ درج ہے کہ مطابق اُسکے اُن لوگون کو دیا جاے تاکہ وہ اپنی ضروریات سے فارغ البال رہین اور نیز صاحبان خاندان پر فرض ہے کہ راجہ مان سنگھ کو مثل میرے لڑکے کے سمجھین اور اُنکی مرضی سے کسی امر مین ہرگز اختلاف نکرین درصورت اختلاف راجہ مان سنگھ کو اختیار ہے کہ اُن کا گذارہ بند کردین بنظر ظاہر کرنے اپنی خواہشون کے ہم نے یہ ہبہ نامہ تحریر کیا۔

رانی راجہ بختاور سنگھ	راجہ رام ادھین سنگھ	راجہ رگھوبر دیال	راجہ اچھا رام مع طفلان	ہر درشن سنگھ مع اداران و طفلان
ما/	سا/	صا/	صا/	سا/
			اچھا رام: سا/ — طفلان: ما/	

ہر نرائن سنگھ	شیوالہ درشن سنگھ	ٹھاکردوارہ سڑک	راج گھاٹ	سورج کنڈ
ما/	سا/	سـ ۵	عـ ۵	عـ ۵

مرقوم ۱۲ - ربیع الثانی سنہ ۱۲۵۳ ہجری

اب مین پھر اپنی اصلی جگہ پر آتا ہون کہ یہ واقعہ ۵۵ ۱۸ء کا ہے اور ۵۶ ۱۸ء مین
سلطنت اودھ منتزع ہو کر بقبضۂ سرکار کمپنی آئی اُس وقت راجہ مان سنگھ پر
بابت مالگذاری شاہی پچاس ہزار روپیہ کی باقی برآمد ہوئی سرکار کمپنی
نے بندوبست سرسری مین علاقہ ضبط کیا یہ کلکتہ چلے گئے اور آغاز غدر کے
بعد وہان سے واپس ہوئے ۱۵ - مئی ۵۶ ۱۸ء تاریخ آغاز غدر ہے خود فوج
سرکاری اپنے آقاے نعمت انگریز بہادر سے باغی ہوگئی یہ وقت اِس جماعۂ
باخرد کے لیئے بہت نازک اور انصاف وحق پسند طبیعتون کے واسطے
نے انتہا قابل افسوس تھا سرداران انگلشیہ کی اُس وقت یہ راے ہوئی کہ
راجہ مان سنگھ بمصلحت انسداد فسادات آیندہ حراست مین کر لیئے جاوین
لیکن یہ راے اُس وقت نے وقعت ثابت ہوگئی جب اُس پر آشوب ہنگام
اور مقام مین سواے راجہ مان سنگھ بہادر قائم جنگ کے اور کوئی دوست
سرکاری نہین دکھلائی دیتا تھا اب راجہ بہادر قائم جنگ قید سے چھوڑ دیئے
گئے اور جو جو خدمات خیر خواہی بابت حفاظت صاحبان انگریز بہادران سے
وقوع مین آئین وہ بہت ہی قابل تعظیم ہین اور سرکار انگریزی مین اُنکی پوری
پوری قدر بھی کی گئی راجہ نے باغیون کا کچھ خوف نکرکے بلکہ اِس اندیشے پر

خیرخواہی سرکار انگریزی کو مقدم رکھکے زائد پچاس مرد او رعورت اہل یورپ کو اپنے قلعہ شاہ گنج مین پناہ دی اور براہ دریا بذریعہ کشتی اُن کو اُس مقام تک پہونچا دیا جہان اِس گروہ کو اِس وقت جانا چاہیئے تھا علاوہ اِسکے اور اور امور خیرخواہی جہانتک اِس وفادار راجہ کے خیال مین گذرے وہ سب وقتاً فوقتاً راجہ عمل مین لاتا گیا چنانچہ اِسکی بابت جس قدر چٹھیات و خطوط حکام والامقام کے بنام راجہ بہادر بہم پہونچے اُنکے نقول اِس موقع پر داخل کتاب کرتا ہون جس سے علاوہ حالات خیرخواہی غدر کے متاسف حالات کاتبان تحریر کے ناظرین پر ظاہر ہونگے مسٹر بی کارنگی صاحب بہادر اپنی تاریخ فیض آباد کے صفحہ ۹۹ سطر ۵ مین تحریر کرتے ہین کہ کپتان ریڈ صاحب بہادر نے مہاراجہ کی کارروائی کی نسبت یون تحریر کیا ہے -

کہ بغیر امداد راجہ مان سنگھ کے بالکل غیرممکن ہوتا کہ اس قدر عورتین بحفاظت جا سکتین اور اُن کی اس حسن کارگذاری کا ہمکو مشکور ہونا چاہیئے مین ہمیشہ خلاف تھا کہ راجہ مان سنگھ قید کیئے جائین کیونکہ یہی ایک شخص تھے جو ہمارے خزانے کی مدد سے فیض آباد کو بچا سکتے تھے سر جان لارنس گورنر جنرل ہند نے دربار عام لکھنؤ ۱۸۶۷ء مین اِسی واقعہ کی بابت اپنی زبان

فیض ترجمان سے بجانب مہاراجہ مخاطب ہوکر یہ ارشاد فرمایا کہ آپ اس بات کے
مستحق ہین کہ ہم آپکا شکریہ ادا کرین اور آپ کی عزت کرین کیونکہ اوائل غدر مین
آپنے قلعہ فیض آباد مین پچاس سے زیادہ انگریزون کو پناہ دی اکثر اُن مین سے
عورتین اور بچّے تھے اور بتائید خدا آپ نے اُنکی جانین بچائین۔

سارٹیفکیٹ

(مسٹر مل اور دیگر اہل یورپ جن کو مہاراجہ صاحب نے قلعہ مین پناہ دی)

تصدیق کی جاتی ہے کہ بسبب امداد راجہ مان سنگھ کے میرے اور میرے تین
بچّون اور نیز بٹن سرجنٹ کی بی بیون کی مع اُنکے خاندان کے حفاظت ہوئی
اور واقعی ہم لوگون کی جان بچی جب فیض آباد مین بلوہ ہوا میرے شوہر میجر مل
متعلقہ ارٹیلری نے حسب خیال اپنے میرے اور نیز میرے بچّون کی حفاظت
کا بہت انتظام کیا مگر بوجہ چند بدنظمی و خارجی حالات جو معلوم نہین ہین ظاہر ہوتا ہے
کہ وہ بغیر میرے بھاگ جانے پر مجبور ہوا گو وہ میرے بلانے کو حکم دے گیا تھا
چونکہ مین اور میرے لڑکے ۔جون کو ایک شخص کی حفاظت مین تھے جس نے
وعدہ کیا تھا کہ مطابق ضرورت کے خبرگیری کریگا ۔مگر بعدہٗ قابل اعتبار کے ثابت
نہوا چہار شنبہ ۹ ۔تاریخ تک ہم کو کشتی نہین ملی اور جو ملی بھی تو وہ دوسرے

لوگون کی وجہ سے گپتار گھاٹ سے شاید ایک میل بھی ہم لوگ نہ گئے ہونگے کہ
۶ - رجمنٹ اودھ اریگولران فنٹری کے سپاہیون کے حکم سے کشتی روکی گئی اور
اُن لوگون نے دھمکی دی کہ کاش تم لوگ فوراً کشتی خالی نہ کرد وگے تو تم
لوگ مارے جاؤگے ہم نے کشتی خالی کردی مجھ سے یہ بھی کہا گیا کہ اگر تم لوگ
وہان ٹھہروگے تو قتل کیئے جاؤگے اور کاش دوسری کشتی کروگے تو وہی نتیجہ
ہوگا بہرکیف مین نے تری کی راہ سے قسمت آزمائی کی اور ایک چھوٹی ڈونگی
کرایہ کیا چندہ کرایہ لعہ دینا پڑا دوسرے کنارے پر پہونچے وہان بھی جس
شخص سے ملاقات ہوتی تھی قتل کی دھمکی دیتا تھا کیونکہ دہلی کے بادشاہ نے
اِسی قسم کا حکم دے رکھا تھا ہم لوگ کنارے پر اُتار دیئے گئے کل اسباب وہان
چھوڑ دینا پڑا دو ہفتے تک ہم اپنے لڑکون کے ساتھ ایک گانؤن سے دوسرے
گانؤن پھرتے رہے گانؤن والون کی فیاضی سے زندگی بسر کرتے رہے اسی
حالت مین راجہ مان سنگھ کو ان واقعات کی خبر پہونچی اُنھون نے بہت
ہی فیاضی کے ساتھ ہم لوگون کو اپنی حفاظت مین لیا نہایت درجہ مہربان
حال اور متوجہ رہے جو کچھ ہماری ضرورت تھی مثل کھانا اور کپڑے کے مہیا
کرتے رہے اور اب حسب استدعا مسٹر بٹرن بمحافظت مسٹر اسبرن ہم لوگون کو

گورکھپور بھیجنے والے ہین - مین صدق دلی کے ساتھ امیدکرتی ہون اور بھروسہ رکھتی ہون کہ گورنمنٹ راجہ کی پوری خاطرداری کریگی اس وجہ سے کہ اُن کی مہربانی یکسان جملہ یورپین کے ساتھ رہی کاش راجہ مان سنگھ ہم لوگون کی حفاظت نکرتے تو ہم لوگ سب نیست ونابود ہوگئے ہوتے ہم لوگ اُن کی بے پایان امداد کے تہِ دل سے مشکور رہین -

دستخط مسٹر مِل میجر جان ہِل ارسدی کی بی بی اودھ ۷ - جولائی ۱۸۵۸ء

سارٹیفکٹ

اودھ کے آخری دنون کی لڑائیون مین راجہ مان سنگھ میرے ساتھ تھے جوناپاس مین جب غنیم پر چڑھائی ہوئی اور اُن کی دو توپ چھٹ گئی تو اُس وقت وہ حاضر تھے راجہ نے معمولی تحمل کے ساتھ برتاو کیا ہر وقت ہم کو نہایت معقول اطلاعین دیتے رہے -

دستخط جی ہوپ گرنٹ میجر جنرل کمانڈنگ اودھ فورس اودھ ۳۰ مئی ۱۸۵۹ء

سارٹیفکٹ

مین خوشی کے ساتھ راجہ مان سنگھ کو سارٹیفکٹ دیتا ہون جو اودھ مین نہایت ذی اختیار تعلقدار ہین اور جنکی تواریخ بہت عیان ہین -

سارٹیفکٹ

میرے پیارے راجہ - مین جو کچھ آپکے واسطے کرنا چاہتا ہون آپکے ملازمون سے کہدیا ہے مین افسوس کرتا ہون کہ سالگذشتہ مین مین یہان نہین تھا ورنہ مین آپکے علاقے کو ضبط ہونے سے روکتا بہرکیف اچھے دن آنے والے ہین اگر آپ اب بھی گورنمنٹ کے اچھے خدمات انجام دیوین تو یہ آپ کے شہرہ کا باعث ہوگا اور بہ نسبت سابق کے بھی آپ کی اچھی حالت ہوگی اِس بات کے سمجھنے کے لیئے آپ خود ہی دانشمند اور دوراندیش ہین کہ حال کے فسادات جلد طے نہین ہون گے جبکہ بدون کی سزا ہوگی اور اچھّون کے خدمات کا صلہ دیا جائیگا -

آپکا دوست ہنری ایم لارنس لکھنؤ ۱۷ - جون ۱۸۵۷ء

سارٹیفکٹ

عزیز راجہ مان سنگھ - یہان تک برٹش گورنمنٹ کا کام جو آسانی سے کیا ہے وہ اچھا ہے اور زیادہ تب کیجیئے اور اپنے لیئے وہ معزز انعام حاصل کیجیئے جسکی امید دلائی گئی ہے -

مارٹین گبنس فنانشیل کمشنر لکھنؤ ۲ - جون ۱۸۵۷ء

سارٹیفکٹ

جن لوگون کے دستخط ذیل مین ثبت ہین راجہ مان سنگھ کی حفاظت سے
علیحدہ ہونے والے ہین لہذا موصوف الیہ کے اُن خدمات لائقہ کی
نسبت جو کچھ اُنکے خیالات عمدہ ہین اُنکو ضبط تحریر مین لانے کی خواہش
کرتے ہین جبکہ فیض آباد مین فوج کے مقابلے کا خطرہ تھا تو وہ مستعد ہوے
اور جملہ بی بیون اور بچّون کو اپنے قلعۂ شاہ گنج مین پناہ دی اُنکی یہ استدعا
خوشی کے ساتھ سبھون نے منظور کی ۸ عورتین ۱۲ بچّے اِس جماعت کے (علاوہ
تین دوشیزون کے) وہان روانہ کیئے گئے جب کچھ دنون بعد فتنہ وفساد برپا
ہوا تو ان لوگون کو اپنے شوہرون سے ملاقات کرائی گئی اور راجہ مان سنگھ
نے تری کی راہ کے ذریعے سے تمام جماعت کو داناپور بھیجنے کا انتظام کیا
ہرچند جملہ جماعت کے روپیہ اور قیمتی چیزون کا نقصان راستہ مین ہوا مگر یہ بسبب
خارجی اتفاق کے ہوا جو راجہ کے وہم وگمان سے باہر تھا با این ہمہ جتنی امید
کی گئی تھی سفر قابل اطمینان ہوا اول شدید تکالیف اور ترددات سے وہ لوگ محفوظ
رہے جو دیگر پناہ گیرون کے نصیب مین ہوا بدون دینے امداد راجہ کے یہ امر
بالکل غیر ممکن تھا کہ اتنی کثیر تعداد ۲۹ آدمیون کی مہیا ہوتی بلا شبہہ خدا کے فضل

وکرم سے ہم لوگ بحفاظت تمام یہان پہونچنے کے لیئے اُنکے احسامند ہین۔

دستخط

جے۔ ریڈ کپتان ۔ اے۔ پی۔ آر کپتان ۔ ایف۔ اے۔ وی

تھربرن کپتان

جان ڈرسن کپتان ۔ ای۔ او۔ براڈ فورڈ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر

نقل خط جارج اٹبرن صاحب سب ڈپوٹی مقام بستی

راجہ صاحب مشفق مہربان توجہ فرمائے نیازمندان سلمہ۔

بعد تبلیغ مراتب سلام و نیاز مشہود ضمیر عطوفت پذیر نمودہ می آید مہربانی نامہ موصول گشتہ سرور دلہا بخشید چہار میم صاحبان وہشت بابا باامین و عنایات سامی درانیجا بخیریت تمام رسیدند او صاف اخلاق و اشفاق آن عنایت گستر بسیار و بیشمار بیان ساختند او تعالی آن مشفق دوست پرور را تا حشر سلامت داراد کہ ازان تقویت و طمانیت خاطر نیازمندان متصور و امروز کہ ۱۳۔ جولائی ست ہمہ میم صاحبان مع بابا خود ہار روانہ گورکھپور شدند بار احسان ہائے سامی خدبد حجرہ ایست کہ بہ تحریر و تقریر درآید مایان ازین منت ہا تا بہ زیست بیاد اش یکی ازان نمی توانم سبکدوش شوم زیادہ بجز نیاز چہ نیاز نامہ جارج اٹبرن صاحب ڈپوٹی مقام بستی مورخہ ۱۳۔ جولائی ۱۸۵۷ء

حکمنامۂ چیف کمشنر بہادر مورخہ ۶- جولائی ۱۸۵۷ء

باسم گرامی قدر راجہ مان سنگھ بہادر تعلقدار ضلع فیض آباد- ہم بسماعت اس بات کے
کہ آپنے صاحبان انگریز و میم لوگ کو جو بسبب فساد پلٹن مقیم فیض آباد اُس طرف
پہونچے آپ نے اپنے قلعۂ شاہ گنج مین پناہ دی ہم اِس کارگزاری سے بہت
خوش ہوے اور تمھاری خیرخواہی اِس سرکار انگریزی مین ثابت ہوئی لہذا
آپ کو لکھا جاتا ہے کہ حفاظت اور خاطرداری میم لوگ اور صاحب لوگ موجودہ
قلعۂ مذکور اور جو آیندہ تک پہونچین کرو اور اِس کام مین کمال تندہی کرو کہ موجب
خوشنودی انگریز کا ہو اور تمھاری تعریف بہ پیشگاہ نواب گورنر جنرل بہادر مملکت ہند
مین کیجاوے اور جو تمھاری طرف سے کوشش مناسب اِس ہنگام مین عمل مین آویگی
اور تمھاری سعی سے انتظام ضلع فیض آباد مین ہوگا اور خبر صحیح اور درست متواتر ہر روزہ
بابت ہنگامہ و ارادہ مفسدون کے ہمکو ملے گی تو اِس خیرخواہی کے عوض تمکو جاگیر نسلاً
بعد نسلاً معاف ہوگی اور جو نقد دو لاکھ سال کی ہوگی- چاہیے کہ بخاطر جمع تمام انتظام مدد
سرکار انگریزی مین قصور نکرو اور اِس حکم کو بطور سند کے جانو- مرقوم ۶- جولائی ۱۸۵۷ء
مکرر حکم یہ ہے کہ علاوہ اِس جاگیر کے اطلاع دیجاتی ہے کہ جو کچھ زیادہ پرورش بمقابلہ
علاقہ آپکی ممکن ہوگی وہ سرکار کو منظور ہے- تحریر تاریخ صدر سنہ صدر

نقل خط مسٹر چارلس ونیگ فیلڈ صاحب ۱۷- دسمبر ۱۸۵۸ء

راجہ صاحب مشفق مہربان دوستان راجہ مان سنگھ بہادر سلمہ

بعد سلام اشتیاق ملاقات آنکہ نوازشنامہ آپکا مورخہ ۱۰- اگست ۱۸۵۷ء کل کی تاریخ مین پہونچ گیا چٹھی بنام گولڈنی صاحب کی میم کا روانہ کیا اور ہم کو کدھی توقع نتھا کہ صاحب نبچے گا کس واسطے اگر صاحب بچ گئے ہوتے تو ضرور آج تک داناپور یا دوسرے ضلع مین ظاہر ہوتے اور وہ جو جنرل صاحب جسکو ملاح لوگ بیان کرتے ہین کہ داناپور مین پہونچ گیا ہے سو وہ نظامت کی پلٹن کا کرنیل تھا اور کل ہمارے پاس ازطرف صاحب سکرٹری ملک ہند پاس گورنر جنرل بہادر مقام کلکتہ واسطے پہونچانے مضمون آپکے پاس آیا لکھا جاتا ہے کہ جتنے مطلب اُس پہلی چٹھی مین جو ہم نے نواب گورنر جنرل صاحب بہادر کونسل آپکے پاس بھیجا تھا وہی مضمون پھر لکھا جاتا ہے یعنی شکرگزاری ازطرف گورنر جنرل بہادر اِس باب مین کہ آپنے باغی فوج سے صاحبان و میم لوگون کو بچایا اور جو آپنے کشتی واسطے اُترنے فوج گورکھا کے اور دیگر انتظام رسد وغیرہ کیا اور انتظام مین کوشش و صرف کیا اور یہ بھی لکھا جاتا ہے کہ اب پچاس ہزار روپیہ واسطے اخراجات کار سرکار آپ کو دیا جاویگا اور یہ آپ اطمینان رکھین کہ جو کچھ خیرخواہی کیا ہے گورنمنٹ

کو بخوبی یاد رہیگا اور ہم مع تمام گورکھا کے بطرف بنارس و الہ آباد روانہ ہوتے ہین
آپ ہم کو اطلاع دیوین کہ بالفعل آپ کو پچاس ہزار روپیہ دیا جاتا ہے کس طور سے
آپکے پاس پہونچے گا اور ہم اس وقت اپنے گارد کے ساتھ پہونچ نہین سکتے
ہین اگر آپکا کوئی مہاجن بمقام اعظم گڑھ یا بنارس موجود ہو اور اُس کے پاس جمع
ہونے سے آپکو روپیہ ملجاوے تو جلد اطلاع دیجیئے اور جس وقت پیشکار و ہرکارہ
آوے ہرپال گنج کے مقام پر آوے اور گورکھپور ہرکارہ نہ آوے اور اس بات
مین آپکی خیر خواہی ہمیشہ ہے اور سرکار مین ہو سکتی ہے کہ آپ ہم کو ہر روز اطلاع
دیتے رہیئے کہ مفسد لوگ خصوصًا مادھو پرشاد اور بلوار اور محمد حسین کہ از بس
مفسد ہے کیا تدبیر کرتے ہین اور ہمارے پاس چھ پلٹن گورکھہ کی ہین اگر یہ مفسد
لوگ سامنے آوینگے خوب تماشا ہوگا　　　تاریخ ۱۵ - اگست ۱۸۵۷ء

خط نواب گورنر جنرل بہادر بدستخط ادھولس صاحب سکریٹر

راجہ صاحب مہربان دوستان سلامت

بعد شرح شوق مشہود خاطر مہربانی مظاہر میدارد کہ درینولا ادراک این معنی کہ آن
مہربان از رہگذر خلوص ارادت انقیاد و وثوق عقیدت انقیاد باین سرکار با وقار
جادہ پیمائے خیر سگالی و وفا شعاری گردیدہ بہم صاحبان را مع طفلان شان از دست ظلم

باغیان در گرہی خود محفوظ داشتہ بجراست تمام روانہ این طرف کردہ اند موجب
مسرت و انبساط بی پایان گشت و نیز موجود داشتن کشتی ہا بر روی آب گھاگرہ کہ جہت
عبور فوج گورکھا بہ فراہم ساختن کشتی ہا آن مہربان مہیا شدہ بود باعث زیادہ ترت
و کثرت بہجت شد ہمانا بظہور چنین عقیدت خیرسگالی ہا کہ الحال ظہور رسید کلمات شکر و
تحسین بر زبان دوست جاگزین گشت و یقین خاطر آن مہربان باشد کہ ہرانچہ از
خیرخواہی و جانفشانی ہا نسبت بندوبست بعظمت در آیندہ صورت ظہور خواہد گرفت
از خاطر عاطر اہالی این سرکار ذی اقتدار ہرگز محو و منسی نخواہد شد و نتیجہ نتایج حسنہ و ثمرات
محسنہ برای آن مہربان خواہد گردید رجا کہ دوستی خواہ را خواہان خیر و عافیت خود تصور نمودہ
پیوستہ بارقام آن مسرور و شادمان میساختہ باشند زیادہ چہ طراز د مورخہ ۵ - اگست ۱۸۵۸ء

حکمنامہ مرسلہ صاحب چیف کمشنر بہادر مورخہ ۳۰ - جون ۱۸۵۷ء

بنام راجہ مان سنگھ صاحب بہادر مہدونہ آنکہ -

دو قطعہ عرائض آپکے پہونچے حال معلوم ہوا مضمون اُن عرائض اور بھی اطلاع خارجی
سے جو پیشتر سے ہم کو ہوئی ہے کہ آپسے امور خیرخواہی کچھ تھوڑے نہین بلکہ بہت سے
بہ نسبت سرکار انگریزی کے ظہور مین آئے کہ بہت غدر مین سرکار کو بچایا اور اُسکے
سبب سے آپ ہر آئینہ مستحق پرورش ہین آپنے جو اپنی گڑھی مین صاحب انگریز بہادر

اور میم صاحبان کو جگہ دی اور بعد اُسکے اُنکو حسب درخواست اُنکی روانہ دانا پور کشتی پر
کیا اور خبر اُن کی مہراج گنج تک لیتے رہے اور یہ امر بہت قابل تعریف آپسے سرزد ہوا
افسوس ہے کہ وہ کشتیان جس پر کرنیل کولڈنی صاحب خلاف صلاح آپ کی روانہ ہوئے
اُن کو بیگم گنج مین نقصان پہونچا لیکن اُس مین بھی خیراندیشی آپ کی پیدا ہے -
اور بمقدمۂ پھوٹ اور تفرقہ ڈالنے درمیان تلنگان و سپاہیان ڈنگئی و باغی کے
کچھ نتیجہ اُسکا مفہوم بھی ہوتا ہے کہ بعض اُن مین فیض آباد مین مقیم ہین اور بعضے وہان
سے کوچ کر گئے و بنظر پرورش پیشتر ہمارے محکمہ سے بغرض عطاے جاگیر دو لاکھ
روپیہ نسلاً بعد نسلاً بشرط سعی و کوشش خیراندیشی سرکار و رفع فساد مین تمھارے نام
روانہ ہوا ہے بمقام اس پرورش کے امید ہے کہ زیادہ تر کارگزاری آپ کی جو قابل
ایسی نوازشات کے ہو آپ سے وقوع مین آوے اور جو درخواست مدد اور دینے
تنخواہ بعض سپاہیان کو آپ نے کی ہے سو واضح ہو کہ یہ تدبیر ابھی مصلحت
نہین ہے اور انتظار آپکے تدبیرات کا ہے جو فیض آباد مین سُن پڑیگی چاہیے کہ بذریعہ
اپنے کارندہ کے حالات وہان سے اطلاع دیتے رہو اور اگر کچھ زیادہ خاطرجمعی
مد نظر ہو تو خود لکھنؤ مین ہمارے پاس حاضر ہو کہ ہم زبانی آپ کی دلجمعی کر دینگے
اور چاہیئے کہ لکھنؤ سے اپنے علاقے تک ڈاک بٹھلا دیجیئے اور جو کچھ روپیہ انتظام

ڈاک مین صرف ہوگا وہ خرچ ذمۂ سرکار ہے اور چونکہ اکثر پلٹنون کے پاس روپیہ
بے انتہا ہے مثلاً پلٹن اختری کے پاس جو دریاباد مین ہے تین لاکھ روپیہ ہے
تو ظاہر ہے کہ اگر آپ ساتھ شیر بہادر کمیار اور راجہ چھترپت سنگھ تعلقدار رہرامبہ اور جس
تعلقدار سے موافقت ہو متفق ہوکر ارادہ کرین تو اُن دغابازون سے خزانے کا
چھین لینا بہت آسان ہے اور جس قدر روپیہ اُن لوگون سے چھینینگے وہ سب
آپ کو معاف سرکار ہو جائیگا فقط مرقوم ۱۳ - جون ۱۸۵۷ء
مکرر آنکہ اگر صاحبان لوگ بیچ جونپور کے ہووین تو وہان تک ڈاک اپنی بٹھال کر
خبر روز روز کی ہمارے پاس بذریعۂ بانکے بہاری کارندہ اپنے کے بھیجا کیجیے
اور جو وہان صاحب لوگ نہون تو بنارس تک ڈاک بٹھال دیجیے اور خبر ہمارے
پاس بھیجا کیجیے اور الہ آباد مین بھی ڈاک بٹھال دیجیے کہ وہان کی بھی خبر ہمکو
معلوم ہو اور صاحب لوگ الہ آباد اور بنارس مین ہون تو ایک آپ بھی
اپنا خط لکھ بھیجیے فقط تحریر صدر سنہ صدر

نقل خط برنٹن صاحب مجسٹریٹ گورکھپور

راجہ صاحب مشفق مہربان دوستان کرمفرمائے مخلصان سلمہ اللہ تعالی
بعد شوق ملاقات واضح خاطر باد خط آپکا مع ایک میم اور تین بابا لوگ کل ہمارے

پاس پہونچا چونکہ آپ نے میم اور بابا لوگ کو بحفاظت و کوشش اکثر بھیجا یہ کام آپنے
بہت اچھا کیا ہمکو نہایت خوشی ہوئی اور ہم شکر گذار ہوئے امید ہے کہ اور میم اور بابا
لوگ جو بقبضۂ باغیان گرفتار ہین اگر اسی طرح اُنکو بھی کوشش و پیروی فرماکر یہان
بھجوا دینگے تو بہت ہی شکر گذار ہون گے اور اینجانب نے بحضور امیر کبیر گورنر جنرل
بہادر بذریعہ صاحب کمشنر بہادر اس حال کا اور آپکی کوشش کا اطلاع کر دیا یقین
ہے کہ میم صاحبہ باقی ماندون کو بھی اگر آپ اسی طرح بھجوا دینگے تو آپکے واسطے
بہت بہتر ہوگا۔ تحریر چہارم ماہ فروری ۱۸۵۸ء

آغاز غدر مین حکام انگریزی مقیم ضلع گورکھپور کو اُنھون نے خیر خواہانہ مشورہ دیا کہ
لکھنؤ کے واسطے براہ گھاگرہ فیض آباد فوج سرکاری پہونچائی جاے اور اِس
بات پر تحریر اور تقریر سے بہت کچھ زور دیتے رہے لیکن جب اسپر عمل نہین کیا گیا
تو اُنکو دوسری حالت اختیار کرنا پڑی کہ لکھنؤ مین جاکر باغیون کے شریک ہوگئے
جس کے واسطے اُنھون نے پہلے ہی صاحبان یورپین سے شرط کر دی تھی۔

بیلی گارد کے محاصرہ سے اُنکو بہ مصلحت وقت ایک بڑا مورچہ لینا پڑا مگر یہ اُنھین کا
کام تھا کہ ایک طرف تو موجودہ فرائض انجام دیتے تھے دوسری جانب حکام
انگریزی سے خط و کتابت رکھکر دل سے فتح و نصرت سرکاری کے خواہشمند تھے۔

مسٹر بی کارنیگی صاحب اپنی تاریخ فیض آباد مین اِسی موقع پر تحریر فرماتے ہین کہ مہاراجہ صاحب اگر دل سے باغیون کے شریک ہوتے تو ہمکو اور بھی تکلیف اور مصیبت ہوتی اِس بات کا یقین ایک اور بات سے بھی ہوتا ہے کہ جسوقت لکھنؤ فتح ہوا مہاراجہ مان سنگھ اپنے قلعۂ شاہ گنج کو واپس گئے اور وہان باغیون نے اُن کو اُسوقت تک محصور رکھا جب تک سر ہوپ گرنیٹ نے جاکر اُنکی امداد نہ کی جب پور اتسلط ہوگیا تو حکام ذوی الاحترام انگریزی نے اُنکی خیرخواہیون کو تسلیم فرمایا اور اُنکو خطاب مہاراجگی عطا کیا اُنکی موروثی ریاست جو ضبط ہوگئی تھی وہ واپس دی اور مزید بران راجہ گونڈہ کا ضبط شدہ علاقہ بھی اِن کو عطا کیا۔

سند

سند عطاء زمینداری و خطاب مہاراجگی و بہادری بنام مہاراجہ مان سنگھ بہادر بخشیدہ جناب نواب مستطاب معلی القاب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ

دستخط انگریزی — مُہر گورنر جنرل بہادر ملک ہند

ازانجاکہ در ایام بلوہ از جانب مہاراجہ مان سنگھ بہادر مراتب حسن خدمت و خیرخواہی نسبت سرکار دولتمدار انگریز بہادر بپایۂ ثبوت رسیدہ نظر بران این جانب یعنی نواب مستطاب معلی القاب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر ہند از رہگذر کمال مرحم

واشفاق حقوق ملکیت علاقہ شمبرپور وغیرہ بتعداد مالالعہ ۵ موضع واقع ضلع گونڈہ بایشان

و ورثۂ ایشان مفوض و مرحمت فرمودم مشروط اینکہ ایشان و ورثۂ ایشان باداے خراجگی

نسبت بعلاقۂ مذکور کہ از طرف سرکار ممدوح وقتاً فوقتاً مقرر و متعین کردہ شود پرداختہ باشند

ونیز در جملہ اوقات سجیۂ رضیۂ ثابت قدم وراسخ دم بودہ بتقدیم حسن خدمت و خیرخواہی نسبت

سرکار فلک اقتدار انگریز بہادر پردازند ونیز بمزید عنایات خطاب مہاراجگی و بہادری مع خلعت

فاخرۂ قیمتی ہفت ہزار روپیہ بایشان عنایت و مرحمت گشتہ باید کہ این عطیۂ عظمے را

ذریعۂ افتخار و اعزاز من الامثال و الاقران خود پنداشتہ ہمیشہ مصروف بخیرخواہے

سرکار ابدقرار باشند فقط المرقوم ۲۱- اکتوبر ۱۸۵۹ء

العبد
اظہار حسین نائب میرمنشی محکمۂ گورنری مقابلہ شد

سند عطیۂ چارلیس وینگفیلڈ صاحب بہادر چیف کمشنر ملک اودھ بابت علاقہ

مہدونہ ضلع فیض آباد وغیرہ ضلع دریاباد و تلسی پور ضلع گونڈہ و بہرولی ضلع لکھنؤ

بنام مہاراجہ مان سنگھ بہادر — ۲۵- اکتوبر ۱۸۵۹ء

مہر چیف کمشنر ملک اودھ

العبد
مادھو پرشاد منشی چیف کمشنری

سب لوگون پر واضح ہو کہ چون از روے اشتہار مارچ ۱۸۵۸ء عیسوی از پیشگاہ

ہز اکسلنسی رایٹ آنریبل ویسرائے و گورنر جنرل بہادر ممالک ہند کے جملہ حقوق

مالکانہ نسبت اراضی ملک اودھ باستثناے اراضی چند جگہ خاص کے ضبط ہوکر دخل مین
سرکار باوقار انگریزی کے آئے اور سرکار ممدوح کو حسب رائے اپنی کے اختیار انتقال کا
حاصل ہوا اس لیے ہم چارلیس ولیس صاحب بہادر چیف کمشنر ملک اودھ بموجب
اختیارات دئیے ہوے ہزاکسیلنسی گورنر جنرل بہادر ہند باجلاس کونسل کے بذریعہ سند کے
کل ملکیت حقیت دخل علاقہ مہدونہ وغیرہ ضلع فیض آباد داسارد وغیرہ ضلع دریاباد
وتلسی پور وغیرہ ضلع گونڈہ وبرولی ضلع لکھنؤ یعنی دیہات مندرجہ فہرست جو کہ
تمھاری لکھی ہوئی قبولیت مین داخل ہین اور اُن دیہات کی صدر مالگذاری حال تقدر

ضلع فیض آباد		ضلع لکھنؤ	
[illegible]		[illegible]	
مال	سیواے مع سڑک چوکیداری	مال	سیواے
یک لک [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
			سڑک [illegible]
			[illegible]

ضلع دریاباد		ضلع گونڈہ	
[illegible]		[illegible]	
مال	سیواے	مال	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	
	سڑک		سڑک
	چوکیداری		چوکیداری
	[illegible] [illegible]		[illegible] [illegible]

تم کو عنایت وعطا فرماتے ہین اس لیئے یہ سند تم کو مرحمت ہوئی تاکہ یہ بات
سب لوگون کو جو اُس سے کچھ سروکار رکھتے ہین معلوم ہو۔ کہ علاقہ مذکور
تم کو وتمھارے وارثون کو واسطے دوام کے عنایت کیا گیا ان شرطون پر
کہ جس قدر مالگذاری وقتاً فوقتاً منظور کی جائیگی وہ دینی پڑیگی اور بموجب شرائط
قبولیت لکھی ہوئی تمھاری کے سب ہتھیار دیدینا اور سب گڑھی کو توڑکر منہدم کرنا
اور کسی طرح کا جرم نہونے پاوے اور اُسکی اطلاع کرتے رہنا اور جب تم کو کسی خدمت
کے انجام کے لیئے کہا جاوے اُسکو بجالانا اور ہمیشہ نیک نیتی اور خیرخواہی اور
جانفشانی اور متابعت سرکار دولتمدار انگریزبہادر کی ظاہر کرتے رہو اور شرائط مندرجہ
قبولیت مین سے ایک شرط کو بجا نہ لانا مبطل اُس حقیت کا جو کہ اب تمھین اور تمھارے
وارثون کو عنایت ہوئی متصور ہوگا یہ بھی ایک شرط اس سند کی ہے کہ تم حتی المقدور
اپنے علاقے کی افزونی زراعت مین کوشش کروگے اور جو سب لوگ تمھارے
تحت مین دخیل کار ملکیت کے ہین اُنکا اپنے اپنے حقوق دخیلی سابق پر قبض ودخل
بحال وبرقرار رہیگا اور جب تک شرائط مذکورۂ بالا کو تم اور تمھارے وارث لوگ
نیک نیتی سے ملحوظ رکھوگے تب تک سرکار دولت مدار انگریز بہادر تم کو اور
تمھارے وارثون کو علاقہ یا علاقجات مذکورۂ بالا پر بطور مالک برقرار رکھینگے

بمنظوری اِن باتون کے مین نے اپنی مُہر و دستخط ثبت کیئے۔

مرقوم ۲۵ ۔ ماہ اکتوبر ۱۸۵۹ء عیسوی مطبوعۂ منشی نول کشور

العبد

پنڈت دیبی پرشاد واصلباقی نویس صدر ضلع فیض آباد

مہاراجہ صاحب بہادر نے انجمن تعلقداران کے قائم کرنے مین اظہار اپنی اُس فراست و دانائی کا کیا ہے جسکی کو دس سال پیشتر تک کسی کے دماغ مین نہ پہونچی تھی اور اب اُسکو دیگر صوبہ جات کے لوگ سمجھکر دنگ ہوکر رہ جاتے ہین اِسکی بنیاد بھی اُس مضبوطی سے ڈالدی ہے کہ اُسکو ہمیشہ قائم رہنا چاہیئے۔

ماتحت داران کے معاملات مین جس ہوشیاری سے حقوق تعلقداری اور پختہ داری دونون کی محافظت وقت تیاری ایکٹ ۲۶ ۱۸۶۶ء کے اُسکی ذات سے عمل مین آئی ہے اُسکی بابت مین اِس مراسلت کا حوالہ دینا اور نقل کردینا کافی سمجھتا ہون جو درمیان سر اسٹریچی صاحب بہادر چیف کمشنر اودھ اور انریبل ولیم میور صاحب سکرٹری گورنمنٹ ہند صیغۂ خارجہ مین ہوئی ہے۔ اور جو رسالہ تعلقداری سٹلمنٹ اودھ صفحہ ۱۵ و ۱۶ و ۲۷ مین درج ہے (از صفحہ ۱۵ کتاب مذکور)

مجھے امید ہے کہ جو تجاویز تعلقداران اودھ نے حقوق قبضہ داری پر پیش کیئے ہین گورنمنٹ کی راے مین وہ لائق تعریف ہونگے میرے نزدیک یہی

قول اسپر بھی صادق آتا ہے کہ اُنھون نے اُس انتظام کو بلا عذر قبول کرلیا
جو بندوبست ماتحتی کی نسبت تجویز کیا گیا ہے میرے نزدیک اِن تمام کارروائیون
مین تعلقدارون نے ایسی صلح پسندی اور دریادلی ظاہر کی ہے کہ گورنمنٹ کی
شکرگزاری کے مستحق ہین بڑی خوش نصیبی یہ ہے کہ اُنکا سرگروہ اور شیر مہاراجہ
مان سنگھ جیسا فہمیدہ اور سنجیدہ شخص ہے (از صفحہ ۲۷۷ کتاب مذکورۂ بالا) مجکو
امید ہے کہ حضور کی راے مین اِن تجاویز سے تعلقداران اودھ علی الخصوص مہاراجہ
مان سنگھ جنکی کوشش ہاے بلیغ سے یہ عمدہ نتائج پیدا ہوئے ہین سزاوار
تحسین وآفرین ہونگے ۔

جب بندوبست پختہ کا زمانہ آنے والا تھا اُس وقت ہر ایک ریاست مین
گذارہ داران نے سرِ شورش اُٹھایا مین کہہ سکتا ہون کہ یہ زمانہ ہر ریاستدار کے
واسطے نازک اور بھاری خرچ سے خالی نہ تھا اِس بارے مین گورنمنٹ جو
تعلقداران سے خط وکتابت کررہی تھی اُس مین بھی مہاراجہ مان سنگھ سب کے
پیشوا تھے اِسکا بھی خاتمہ بخیر مہاراجہ ہی کی قابلیت اور دماغ کی بدولت ہوا
گورنمنٹ نے ایک میعاد دی تھی اور طے کیا تھا کہ اگر انجمن سے فیصلہ جات
شرکایان اِس میعاد کے اندر باہمی طور پر ہوجاوینگے تو گورنمنٹ کوئی مداخلت

نہ کریگی چنانچہ اِس برگزیدہ انفس و آفاق نے اُس اصول منصفانہ اور انتظام حکیمانہ
سے اِس سخت مشکل خدمت کو انجام دیا کہ دونون فریق راضی رہے اور زیرباری
سے بچے اور گورنمنٹ کی بھی رضامندی اور خوشی کا ثبوت اس سے بہتر کیا
ہوسکتا ہے کہ اِسکے معاوضہ مین آپ کو خطاب کے سی۔ ایس۔ آئی۔
اعلیٰ طبقۂ ستارۂ ہند کا عطا کیا اور سر جان لارنس ویسرائے ہند نے تمغہ دیتے وقت
یہ الفاظ ارشاد فرمائے کہ حضور ملکۂ معظمۂ انگلستان قیصرۂ ہند نے آپکے خدمات
متعلق حکومت صوبۂ اودھ سُنکر یہ مناسب تصور فرمایا کہ آپ کو خطاب کے۔
سی۔ ایس۔ آئی۔ طبقہ اعلاے ستارۂ ہند کا عطا کرین

میرا یہ کہنا بیجا نہو گا کہ جملہ تعلقداران اودھ پر اُسکے احسانات بیکران ہین اور اُسنے
اپنی صحت تک اس طبقہ کی بہبودی کی راہون مین نثار کردی اور مجھکو خود بہت
زیادہ اتفاق یکجائی بمقام لکھنؤ پڑا ہے اسواسطے یہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ تمام قیمتی
وقت اُنکا تعلقدار بھائیون کے کام مین صرف ہوتا تھا۔ مین اُس وقت بھی موجود
اور شریک صحبت تھا جب مہاراجہ بیمار ہوکر اجودھیا جی کو جارہے تھے اور ہم لوگ
اُنکو رخصت کررہے تھے اُس وقت کی بھی مستقل مزاجی قابل تعریف ہے کہ اِدھر
شدت بیماری کثرت ضعف اجازت لب ہلانے کی اِن کو ندیتا تھا اُدھر انجام

اور اہتمام کار انجمن کا بندوبست اور ہدایت کرتے جاتے تھے یہ آخر سفر مہاراجہ
کا لکھنؤ سے اور آخری جدائی ہم لوگون سے تھی اور اِس چند ہی روز کے
بعد بتاریخ ۱۱- اکتوبر ۱۸۸۶ء جناب ممدوح نے بمقام سری اجودھیا انتقال فرمایا-
اِس واقعۂ جانکاہ کا اثر صرف طبقۂ تعلقداران مین محدود نہین رہا بلکہ انگلش
سوسایٹی مین بھی غم کیا گیا- پی کارنیگی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع
فیض آباد اِس موقع پر صفحات (۱۰۰) و (۱۰۱) تاریخ فیض آباد مین
حسب ذیل لکھتے ہین-
کہ مصنف کتاب ہذا سے آٹھ سال تک مہاراجہ سے دوستی رہی اِس
عرصے مین اُسکو بہت عمدہ موقع اُن کی لیاقت کے دیکھنے کے ملے اور
یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ ہندوستانی اِس عقل و ذہن کا بہت کم
دکھلائی دیتا ہے - خاموش اور بیخوف ہونے کی وجہ سے مہاراجہ کو
یورپین سوسایٹی مین شہرت نہوئی- اور خاصکر بوجہ اِسکے کہ مہاراجہ صاحب
کی دیسی سلطنت سے زیادہ تعلق رہنے کے باعث مہاراجہ کے بہت سے
ہندوستانی دشمن ہوگئے تھے- تاہم اِن کی وفات سے دونون اہل
یورپ اور ہندوستانیون کو سخت افسوس ہوا اور ان مین سے اکثرون کے

دل مین یہ سوال آتا ہے کہ بھلا ایسا شخص بھر بھی پیدا ہوگا -
مصنف کو مہاراجہ صاحب کی اکثر خواہشون سے جو وہ تعلقداروں کے
واسطے ظاہر کیا کرتے تھے اختلاف رہا کیا اور اُن کو خود بھی بعض اوقات
یہ خیال پیدا ہوا کرتا تھا کہ یہ خواہشات بھی اور بہت زیادہ ہین - مگر جب
کبھی اُنھون نے اِن خواہشات کا اظہار کیا تو کسی دوست یا ملاقاتی کیواسطے
اور اپنے فائدے کی غرض سے کبھی اپنی زبان سے اُنھون نے کچھ نہین کہا
بعض لوگون کا قول ہے وہ بے رحم - لالچی - اور سخت تھے مگر ایسا کچھ اُنھون نے
اپنی ریاست کے مالکان ریاست کے واسطے کیا کہ اعلیٰ افسران گورنمنٹ
ہمیشہ خوش رہے اور مصنف نے خود مہاراجہ صاحب کو اس معاملہ مین ایسا
اچھا پایا کہ اکثر مرتبہ اُنھون نے مجھے کامل اختیار دیدیا کہ مین جو کچھ فی صدی
مناسب سمجھون قدیم مالکان کو اِن کی ریاست مین معاف کردون خواہ وہ
شخص قانوناً مستحق ہو یا نہو فقط

الغرض اس واقعۂ جانکاہ کے ظاہر ہونے پر طبقۂ تعلقداران سے ہر شخص غریق
دریاے غم والم ہوگیا اور ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ آج ہماری کشتی بے ناخدا ہوگئی
اُسکے قصہ ہاے اخلاق اور افسانہ ہاے ہمدردی یاد ہو ہو کر ہر دل کی بیتابی کو

بڑھاتے تھے اور ایک عجیب و غریب اس غم و اندوہ کا اثر دلوں پر پڑ رہا تھا چنانچہ ۲۷- فروری سنہ ۱۸۷۱ء کو جلسۂ تعزیت مہاراجہ صاحب بہادر قائم جنگ منعقد ہوا اُس وقت اصحاب ذیل طبقہ تعلقداران سے شریک جلسۂ ماتم تھے -

چودھری سید نواب علی صاحب بہادر	مولوی فضل رسول خان صاحب بہادر	تجمل حسین خان صاحب بہادر
داروغہ میر واجد علی صاحب	دیوان بنا مل صاحب	چودھری نعمت خان صاحب
شیخ عنایت اللہ صاحب	راجہ صاحب بہادر محمود آباد	راجہ جنگ بہادر خان صاحب بہادر
صاجبدیال صاحب	چودھری جاوید علی صاحب	سیٹھ جے لال سنگھ صاحب
راجہ ایشری سنگھ صاحب	شیخ منصب علی صاحب	جہانگیر بخش صاحب
راجہ ہنونت سنگھ صاحب	سر مہاراجہ صاحب بہادر	سیٹھ رگھبر دیال صاحب
راجہ شیو بخش سنگھ صاحب	بابو سربجیت سنگھ صاحب	راجہ صاحب ہڑہا
شیخ انعام اللہ صاحب	شیخ عبد العلی صاحب	راجہ رگھوناتھ سنگھ صاحب
روشن زمان خان صاحب	خداوند خان صاحب	میر محمد حسین خان صاحب
ٹھاکر بھوانی دین سنگھ صاحب	میر عطا حسین صاحب مختار کورٹ	مرزا عباس بیگ صاحب بہادر سکرٹری انجمن ہند

امیر الدولہ سعید الملک راجہ محمد امیر حسن خان صاحب بہادر نے ایک نہایت پر اثر اسپیچ بیان کی جسکی نقل درج ذیل ہے -

نقل اسپیچ راجہ محمد امیر حسن خان صاحب بہادر

آپ لوگ جو آج اس بزم تعزیت مین تشریف لائے ذرا غور سے ملاحظہ کیجیے
کہ ہمارے گروہ سے فلک کجرفتار نے کیسا آدمی گران قدر عالی ہمم اُٹھا لیا ہے
ہرچند کہ یہ موت ہے کہ جس سے کسیکو پناہ نہین اور سب کے واسطے یہی راہ درپیش ہے
مگر ایسے شخص گرامی کے انتقال کا وہ صدمہ ہے کہ اگر اس مین ملک اودھ خون
حسرت آنکھون سے گراوے تو بجا ہے اور ہر زبان ملک مدت تک مرثیہ خوان رہے
تو زیبا ہے افسوس صد افسوس ایک دن وہ تھا کہ اسی بارہ دری قیصر باغ مین کہنا
مان سنگھ بہادر کے سی - ایس - آئی - قائم جنگ کرسی پریسیڈنٹی پر بیٹھکر عمدہ عمدہ
رائین اور اچھے اچھے خیالات ظاہر کرکے ہم لوگون کے دلون کو شاد و افکار
و تشویش سے آزاد کرتے تھے یا ایک دن وہ ہے کہ یہ جگہہ اُنسے خالی ہے
اور اُنکے انتقال سراسر ملال کی حسرتین بیان ہو رہی ہین - واقعی عجب ذات گرامی
و شخص نامی تھے کہ جنکی روشنی عقل و فراست نے تاریکی نفاق و افتراق ایک
جماعت مختلف الاولاد کے دلون سے دفعتاً زائل و دور کرکے ہر شخص کو ہمہ تن
ساتھ صلاح و سداد باہمی کے آمادہ کوشش ہاے عمدہ کردیا اُنکی علالت کے وقت سے
ہم لوگ اس بات کے مشتاق تھے کہ پھر اُنکو اس انجمن مین زینت بخش دیکھینگے

لیکن افسوس ہے کہ یہ آرزو ہماری پوری نہوئی اور دفعتًا یہ امید ساقط ہوگئی اب
ہماری کمیٹی کبھی اُنکی پریسیڈنٹی نہ دیکھیگی اور ہمارے کان کبھی اُنکی بلند فکریان
نہ سنینگے یہ وہ غم نہین ہے کہ جو مدتون خواطر ارباب صفا سے زائل و محو ہو جاوے
کیونکہ اُس شخص گرامی نے تمام اوقات اپنی وقف صلاح اندیشی تعلقداران کرکے
رات و دن کے خیالات وافکار کے بار سے اپنے دل و دماغ کو ایسا بیکار
کر دیا کہ اپنی عمر طبعی کو بھی نہ دیکھا جواب چند صاحبان اُس عالم اشتہار سے باتوقیر کی
بزم عزامین واسطے اظہار اپنے دلی افسوس اور روحی صدمے کے مجتمع ہوئے
ہین یقینًا یہ دیگر شرکار انجمن جو یہان موجود بھی ہین کافی وذاتی یہ سمجھین لہذا مین
خیال کرتا ہون کہ آپ صاحبان سب شرکار انجمن کو آج کی روئداد سے مطلع
فرماوین اور ایک روز ایسا مقرر کرین کہ ہم شرکار انجمن مجتمع ہوکر ایک دوسرے کو پرشاد
انجمن کا دین اے حضرات احسان مہاراجہ صاحب مرحوم کے ایسے نہین ہین کہ جنکا
شکریہ آپ اور آپکے ورثہ کبھی واجبی طور سے ادا کر سکین یا ملک اودھ عمومًا منصفانہ
وضع سے ماتحتداری ایسے رئیس کی کر سکے مگر تاہم جہانتک دیکھا جاتا ہے یہ
امر بہت بہتر اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک جنرل کمیٹی واسطے تعزیت مہاراجہ
سرمان سنگھ بہادر قائم جنگ کے مجتمع ہوکر بذریعہ اُسکے اس بات کی تجویز عمل مین آوے

کہ کوئی یادگار مہاراجہ صاحب مرحوم ترتیب پاوے اور ایک امر اور بھی میری راے مین مناسب ہے کہ مہارانی صاحبہ کے نام ایک تحریر تعزیت از طرف انجمن روانہ کی جاوے اور ہم کل ممبران کو اس راے سے اتفاق ہے۔ راجہ صاحب و جملہ ممبران موجودہ دستخط

تعزیت نامہ از جانب کمیٹی انجمن ہند

بجناب مہارانی صاحبہ مکرمہ معظمہ دام ظلہا۔ بعد تعظیم و تکریم التماس ہے کہ ہم لوگ گروہ تعلقداران اودھ کو جو رنج و غم کہ باستماع خبر حادثہ جانگداز و سانحہ ہوشربا سراپا ملال انتقال جناب سر مہاراجہ صاحب بہادر قائم جنگ کے سی ایس آئی۔ پریسیڈنٹ انجمن ہند سرگروہ اور مربی اپنے کو ہوا بیان اُسکا حیطۂ تحریر سے باہر ہے ہزار ہزار حیف و حسرت کا مقام ہے کہ جو ہم لوگون کی خواہش دلی اور رضاے قلبی تھی کہ مہاراجہ صاحب بہادر بخوبی صحت پاکر کرسی پریسیڈنٹی انجمن ہند پر اجلاس فرمائین وہ پوری نہوئی اور آج وہ دن نصیب ہوا کہ یہ واقعۂ جانکاہ سننے مین آیا مہاراجہ صاحب مغفور کے جو احسانات تمام سکنا اودھ اور خصوصًا ہم گروہ تعلقداران پر ہین کسی طرح ممکن نہین ہے کہ اُسکا شکریہ ایک شمہ بھی ادا کر سکین جو کہ بجز صبر و شکیبائی کے اس درد لاعلاج کی کوئی دوا نہین ہے لہذا آپ بھی صبر فرمائین اور حسب راے کمیٹی ایک قطعہ اسپیچ جو از طرف ممبران کمیٹی داخل کمیٹی ہوا ہے ملتمسہ ہذا مرسل خدمت ہے۔ ممبران موجودہ دستخط

تتمۂ بیان مہاراجہ صاحب بہادر بلرام پور مورخہ ۴ - نومبر ۱۸۹۷ء

بعدہ مہاراجہ صاحب بہادر نے فرمایا کہ مہاراجہ سرمان سنگھ صاحب بہادر قائم جنگ
کے سی ایس آئی سے جو مدد انجمن ہند اودھ کو ملی اُسکی تشریح کی حاجت نہین ہے
ایکٹ ۲۶ و ایکٹ ۱ - وغیرہ شاہد اُسکے ہین کبھی احسان مہاراجہ صاحب بہادر کا
تعلقداران کو فراموش نہین ہو سکتا لہذا واسطے یادگار مہاراجہ صاحب کے ایک تصویر
مہاراجہ صاحب بہادر کی بنوا کر انجمن مین لگائی جاوے جس سے ہمیشہ یاد رہے کہ
مہاراجہ صاحب بہادر کے احسانات کا شکریہ ہے - راجہ مادھو سنگھ صاحب بہادر اور
چودھری سید نواب علیخان صاحب بہادر نے تائید فرمائی اور نیز چودھری صاحب بہادر
نے فرمایا کہ بنوانا تصویر مہاراجہ صاحب بہادر کا بہت مناسب ہے مگر کوئی چیز ایسی ہماری
دانست مین بنوانا چاہیے کہ جس سے روح مہاراجہ صاحب بہادر کی منتفع ہوتی رہے یعنی
اُنکے نام پر کسیقدر خیرات جاری رہے اُس سے جمیع شرکا نے اتفاق فرمایا - جمیع ممبر صاحبان دستخط
اور پھر ۸ - دسمبر کی کمیٹی مین مہاراجہ صاحب بہادر قائم جنگ کی یادگار مین
ایک ہزار روپیہ واسطے کتب خانہ فیض آباد کے دیا گیا اور بنوانا تصویر سنگی
مہاراجہ صاحب بہادر کا سپرد راجہ کاظم حسین خان صاحب بہادر بھٹوامئو کے ہوا -
اب مین اپنے ذاتی تجربہ کی روسے اُن کمالات کا اظہار کرتا ہون جو مہاراجہ صاحب کی

ذات مین پائے جاتے تھے اور جس سے مجھے یقین ہے کہ ہر ایک دیکھنے والا
اُس سے ناواقف نہو گا۔

مہاراجہ باوصف اس حشمت و اقتدار کے بہت ہی منکسر المزاج تھے لوگون کو
اس برتاؤ سے سخت تعجب ہوتا تھا جو عوام کے ساتھ اُنکا برتاؤ تھا۔

خاکساری چاہیئے جسکو خدا دیوے عروج		ماہِ تابان ہے فلک پر اور زمین پر چاندنی

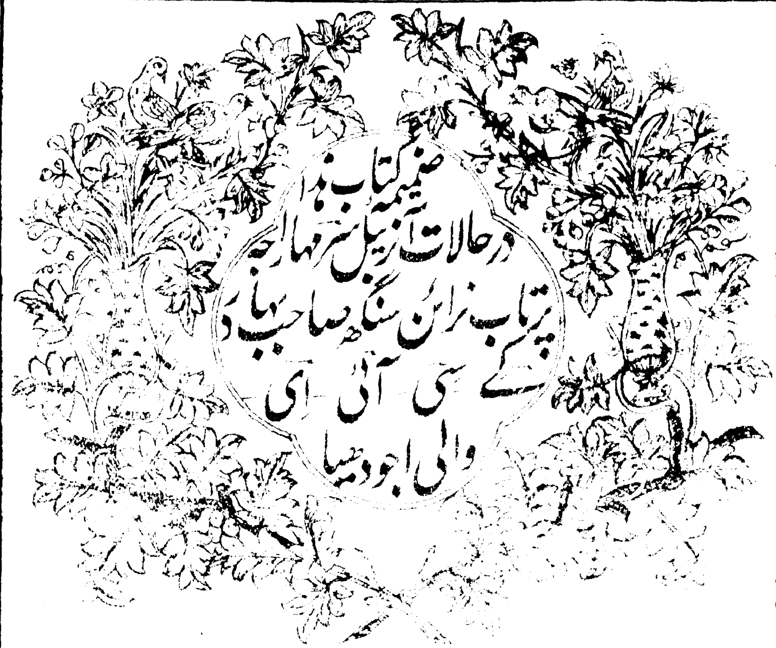
بعض نا منصفون نے اسکے خلاف بعض موقع پر کہدیا ہے مگر ایسے کہنے والون کی
تعداد شاید ایک آدھ سے زیادہ نہو اور اُن پر ایک بڑے اُستاد کا یہ قول صادق آتا ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم		چشمۂ آفتاب را چہ گناہ	

یہ بھی مین کہون گا کہ جب انگریزی قول اُنکی خوبیون کی تائید مین موجود ہین تو ایسے نکتہ چین
خود نے وقعت سمجھے جانے کے قابل ہین ہمیشہ اپنے کامون پر دوسرے کے کامون کو
مقدم جانتے تھے اور اسواسطے ہر ایک شخص کو اُنکی ذات سے ہر طرح کی توقع تھی اور ہر شخص
علاوہ تعظیم عزت کے ذاتی صفات کی روسے اُنکی دل سے تعظیم کرتا تھا آپ کو علم ریاضی مین
بھی دستگاہ کامل تھا چنانچہ اصطرلاب و مان جنتر آپ نے اپنے ہاتھ سے تیار کیا جو ابتک
ریاست مین موجود ہے آپ کی تعمیرات مین دھرم سالہ لکھنؤ مندر واقع راجہ دوارہ و دھرم سالہ
اجودھیا یادگار ہے۔ گھوڑے پر خوب سوار ہوتے تھے اور جو چستی و پھرتی اُنکے جسم مین تھی

وہ اُس موقع پر خوب کام دیتی تھی۔ مین نے خود تو نہین دیکھا ہے مگر سُنا ہے کہ یہ ہاتھی پر بھی
اُچک کر چڑھ جاتے تھے اُن کے حال مین اس پھُرتی کا ہر شخص ذکر کرتا ہے کہ قلعہ کی
فصیلون پر بھی بے تکلف کھڑاؤن پہنکر چلتے تھے۔ بندوق کے یہ بہت عمدہ نشانہ باز تھے
اور بم کا گولہ چلانے مین بھی ایسی عمدہ مشق بہم پہونچائی تھی کہ فاصلہ گولہ اُتارنے کا انکا
اختیاری ہو گیا تھا علم سنسکرت مین عالم اور فاضل تھے منطق انکی مشہور تھی میرے سامنے کا
ذکر ہے کہ ایک مرتبہ بمقام لکھنؤ ایک نو وارد عالم سے ایک مسئلہ پر بحث چھڑ گئی بہت عرصہ کی
بات ہے دعویٰ اور دلیل تو یاد نہین ہے مگر یہ بات بخوبی یاد ہے کہ دو پہر کی تقریر تک
کچھ فیصلہ نہین ہوا تھا اور انکا بیان بروے الفاظ و معانی ایک بحر مواج کی کیفیت رکھتا تھا
پھر مین چلا آیا۔ بھاشا اور سنسکرت کے بھی یہ شاعر تھے اور اُن سے بہت کچھ اِن کے
فلسفہ خیالات کا بھی پتہ چلتا ہے یہ خاموش بھی بہت تھے مگر وقت تقریر انکا بیان بھی
بہت روان اور مضمون خیز تھا غرضکہ جسکی ذات مین اتنے صفات جمع ہون ایسے انسان
بار بار پیدا نہین ہوتے افسوس کہ یہ سب معاملات بچشم دیدہ دفعتاً خواب و خیال ہو گئے
اور کیا جلد یہ زمانہ گذر گیا۔

بیا اے مہر بگزین عبرت و ہوش
سخن بسیار شد خاموش خاموش



باز جوش تازہ دامنگیر شد	خواہش دل جانب تحریر شد
مے نوید سرگذشت تازہ	مے فزاید لطف بے اندازہ

آنریبل سر مہاراجہ پرتاب نرائن سنگھ کے سی-آئی-ای آج عمدہ یادگار
مہاراجہ مان سنگھ بہادر قائم جنگ کا ہے مہاراجہ مغفور کی تاریخ مین اسکا
ذکر خیر وہی مناسبت رکھتا ہے جو نگین کو انگشتری کے ساتھ ہو سکتا ہے
بلکہ مہاراجہ کے دیکھنے اور جاننے والے بہت آزادی سے کہہ سکتے ہین کہ
یہ مبارک موقع حاصل کرنے سے گویا مہاراجہ کی روح کو عین ثواب پہونچانا ہے
شرافت قومی اور دولت دنیا دو علیحدہ علیحدہ چیزین ہین اور ہر ایک اس مین

بجاے خود قابل قدر و منزلت ہین اور جس جگہ دونون یکجا ہو جاتی ہین
وہان عزت اور مرتبہ کا پایہ کس قدر بلند ہو جاتا ہے چنانچہ اس خاندان مین
حق تعالی نے یہ دونون نعمتین عطا کی ہین مہاراجہ کو اس وقت جس قدر
موجودہ دولت پر ناز نہین ہے اُس قدر اپنی شرافت قومی پر فخر ہے آپ کا
خاندان قوم کا برہمن ہے جو قوم ابتداے انتظام دنیا مین سرگروہ دیگر اقوام
قرار دی گئی ہے اور اب بھی بہت بڑی آبادی ہندوستان کی اس انتظام کو
قبول اور اس قوم کے احترام کو مانے ہوئے ہے پھر اُس سے بھی زیادہ اس
خاندان کو یہ خاص فخر حاصل ہے کہ بعہد مبارک سری کرشن جی یہ خاندان
ساکدیپ (साकदीप) سے اس حصۂ ملک مین آیا اور بلحاظ تعداد ۲۷ موضع اُسکے دست
فیض سے پاکر ہر ایک موضع مین ہر ایک ممبر خاندان آباد ہوا اور ۲۷ شاخین
قائم ہو کر یہ درخت ساکدیپی (साकदीपी) اِس ملک مین پھولنے پھلنے لگا اور ہر ایک شاخ
اپنے موضع کے نام سے مشہور ہوئی چنانچہ یہ خاندان مکھپوار (मखपवार) بھی اپنے نام سے
مشہور ہے اور اب تک اپنی اصلی زمینداری پر قابض ہے اور ان بہتروُن
مین سب سے اعلی پایا گیا ہے آپ کے والد ماجد کا نام بابو نرسنگھ نراین تھا
آپ مرحوم مہاراجہ قائم جنگ کے داماد تھے مہاراجہ مرحوم کے کوئی اولاد



Babu NARSINGH NARAIN SINGH.

نرینہ نہ تھی دختری اولاد مین صرف یہی ایک دختر نیک اختر برج راج کنور
اسی مہاراجہ کی مان تھین جنکی شادی بابو صاحب موصوف سے ہوئی یہ
شادی زمانۂ شاہی عہد نظامت مہاراجہ مرحوم مین ہوئی تھی اسکے مصارف
اور سامان بیان کرنا بیکار ہین اسی سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ مہاراجہ کا زمانہ
بکام اور ایک لڑکی اور وہ بھی لڑکے سے زیادہ پیاری تھی پھر مہاراجہ کیسیا
جس نے کبھی روپیہ کی کچھ پرواہ نہ کی اس شادی مین جو دربار شاہی سے
شرکت کی گئی مین نہین خیال کرسکتا کہ دوسرے خاندانون مین کوئی نظیر
ایسے اعزاز اور تقرب کی مل سکے حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ جنت نشین
نے ایک موضع مسلم جہیز مین بابو صاحب موصوف مہاراجہ قائم جنگ
کے داماد آنریبل سر مہاراجہ پرتاب نرائن سنگھ کے والد کو عطا فرمایا
جسکی معافی دولت برطانیہ نے بھی منظور فرمائی ہے اور اب تک اُسپر
قبضہ ہے یہ سلطانی مہربانی اور خسروانی عاطفت صاف تبلا رہی ہے
کہ مرحوم مہاراجہ کے خدمات نے خادم اور مخدوم کو ایک کردیا تھا اور
خود بادشاہ کچھ فرق نہین سمجھتے تھے جب بادشاہ اس لڑکی کو اپنی لڑکی
سمجھین تو مہاراجہ کو کیون عزیز نہو لڑکے تو کسی وقت جدا بھی ہوسکتے ہین

برج راج کنور مہاراجہ کی پیاری صاحبزادی ہمیشہ مہاراجہ کے پاس رہا کرتی تھین
مہاراجہ سر پرتاب نرائن سنگھ صاحب بہادر اساڑھ سدی چتردشی سمبت ۱۹۱۲
مطابق ۱۳- جولائی ۱۸۵۵ء کو اپنے نانا کے گھر پیدا ہوئے کنور پرتاب نرائن سنگھ
نام رکھا گیا مہاراجہ مرحوم نے بہت خوشی کی مستحقون اور محتاجون کو مالامال
کردیا بیٹے سے کیا محبت ہوسکتی ہے جیسا برتاؤ انکے ساتھ مہاراجہ مرحوم نے
کیا کسی وقت اپنی آنکھون کے سامنے سے جدا نکرتے تھے ہر وقت اپنی
آغوش محبت مین رکھتے تھے اس سے زیادہ محبت کا کیا ثبوت ہوسکتا ہے
کہ نو۹ سال کی عمر تک اکثر مہاراجہ مرحوم کا دوش مبارک ان کا گہوارۂ لہو و لعب
دیکھا گیا ہے جب آپکی عمر سات سال کی ہوئی حسب رواج خاندان تکمیل
علم سنسکرت و فارسی کی شروع کی تیرہ ۱۳ برس کی عمر مین علم انگریزی کی تحصیل
بھی آغاز کی انہین ایام مین آپ عارضۂ چیچک مین مبتلا ہوئے جس مین
بالکل امید زیست کی باقی نہین رہی تھی مہاراجہ بہادر قائم جنگ کو اس حالت
مین جس قدر تردد اور پریشانی لاحق ہوئی اندازۂ تحریر اور تقریر سے باہر ہے
ہزارون روپیہ خیرات اور تدبیرات مین صرف فرمایا آخر بفضل شافی مطلق
شفاے کاملہ حاصل ہوئی اس تعلیم کے ساتھ ہی آپ کو مہاراجہ صاحب بہادر

قائم جنگ نے فنون سپہگری شہسواری - نیزہ بازی - بندوق زنی - بذریعۂ
کاملانِ اِن فنون کے سکھلائے چنانچہ اِس وقت تک آپ گھوڑے پر
نہایت عمدہ سواری فرماتے ہین اور بندوق کا ایسا نشانہ لگاتے ہین
جو کبھی خطا نہین کرتا -

بعد مہاراجہ کے اِن کی وراثت مین جو جو جھگڑے پڑے اُن کے ذکر کا
یہ موقع نہین ہے اور اب وہ سب طے ہو چکے ہین مگر واقعی بات یہ ہے
کہ مہاراجہ مرحوم اپنی صحبت مین ہمیشہ انہین کو اپنا وارث مابعد ظاہر فرماتے تھے
وہ مذہبی مراسم جنکے کرنے کی خاص اولاد مستحق ہوتی ہے انہین سے لیئے جاتے
تھے راجگان اور والیان ملک کے موقع ملاقات پر باظہار فرزندی یہی بھیجے
جاتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ راجہ راجگان مہاراجہ رندھیر سنگھ والی کپورتھلہ نے
بمقام لکھنؤ مہاراجہ کو تحریر بھیجی کہ مین آپکے جانشین کو دیکھنا چاہتا ہون اُسوقت
یہی جلوس مہاراجگی مین بھیجے گئے دربار ہز اکسلنسی لارڈ لارنس صاحب بہادر
گورنر جنرل ہند واقع لکھنؤ ۱۸۶۷ء مین مہاراجہ کے ہمراہ بحیثیت وارث و
جانشین مابعد یہی تھے جب آپ گھر سے باہر ایام طفولیت مین نکلتے تھے
مہاراجہ کے حکم سے سلامی سر ہوتی تھی اِس سے اُنکی دلی تعظیم بھی ثابت ہوتی تھی

اور صاف مطلب نکلتا تھا کہ مثل مہاراجہ کے کارپردازان ریاست ان کی تعظیم واجب سمجھیں مہاراجہ حال کی شادی بھی خود مہاراجہ قائم جنگ بہادر نے اپنے عہد مین کی تھی اور جملہ پدرانہ مراسم اپنے ہاتھ سے ادا فرمائے اُس وقت بہت آدمی دیکھنے والے موجود تھے کون شخص کہہ سکتا ہے کہ اتنے گران خرچ سوائے خاص اولاد اور پیاری اولاد کے کوئی رشتہ دار کے واسطے پسند یا گوارا کرسکتا ہے مہاراجہ مرحوم کی دو شادیان ہوئین تھین آپ بڑی مہارانی کے نواسے ہین بروقت وفات مہاراجہ کے دوسری مہارانی سوبھاؤ کنور زندہ تھین جو بعد مہاراجہ کے جانشین ریاست با ختیارات محدود ہوئین حیات مہاراجہ مرحوم مین ان مہارانی کا بھی برتاؤ اس مہاراجہ حال کے ساتھ پایہ بپایہ تھا اور مہاراجہ مرحوم کو ہرگز یقین نتھا کہ یہ رنگ کسی گرد و غبار سے بھی پھیکا پڑیگا اور شاید یہی وجہ مہارانی کی کامیابی ریاست کی بھی بعد مہاراجہ کے ہوئی ورنہ ان بوندون سے کبھی اُنکو بھینٹ نہوتی وصیت نامہ جو بنام مہارانی لکھا گیا اُسکی نقل حسب ذیل ہے -

وصیت نامہ

ہم مہاراجہ مانسنگھ بہادر قائم جنگ تعلقدار راج شاہ گنج و گونڈہ وغیرہ کے ہین جو کہ ابھی تک ہماری رائے بہ نسبت قائم مقام کرنے کسی لڑکے کے

مستحکم نہین ہوئی لہذا بالفعل اپنی ریاست و مال منقولہ وغیر منقولہ کی مالک اور قائم مقام اپنی مہارانی صاحبہ موصوفہ کو قرار دے وہ جب تک کہ کسیکو قائم مقام نکرین بلا اختیار انتقال مثل ہمارے قائم مقام و مالک رہین اور ہمارے مال منقولہ وغیر منقولہ کی نسبت کسی سہیم و شریک کو دعوی نہین ہے بنا بر آن یہ چند کلمہ بطریق وصیت نامہ لکھکر سرکار مین داخل کیا کہ سند رہے اور وقت ضرورت پر کام آوے۔

المرقوم ۲۲- اپریل ۱۸۶۴ء

یہ ہمارا لکھا و ہماری مہر ہے

مہر

گواہ شد
موہن لال ساکن امروہہ ضلع مرادآباد بالفعل مختار راجہ صاحب بہادر

گواہ شد
ستیل بخش سنگھ ساکن و تعلقدار شیوگڑھ ملازم مہاراجہ مان سنگھ بہادر

گواہ شد
ٹھاکر پرشاد مختار مہاراجہ مان سنگھ بہادر ساکن اودھ

گواہ شد
اننت رام تعلقدار رسول پور علاقہ باندہ ملازم مہاراجہ مان سنگھ بہادر

ترجمہ تصدیق انگریزی مسٹر صاحب بہادر قسمت فیض آباد

مہاراجہ مان سنگھ نے آج بذات خود اس دستاویز پر ہمارے سامنے دستخط کیا اور ہم کو دیا بطور اپنے آخری وصیت نامہ اور منشا کے۔

مورخہ ۲۲-۴-۱۸۶۲ء — دستخط انگریزی لفافہ پر یہ لکھا ہے

اس مُہر شدہ لفافہ کے اندر مہاراجہ

مان سنگھ کا وصیت نامہ ہے۔

اِس وصیت نامہ سے اہل الرائے کے نزدیک یہ بھی خیال مہاراجہ مرحوم کا نکلتا اور پیدا ہوتا ہے کہ درمیان مہارانی اور اُنکے نواسے کے وہی مراسم قائم رہین جو فیما بین مہاراجہ مرحوم اور اس مہاراجہ حال کے تھے جبکہ اُنکو یقین ہو چکا تھا کہ وہ ہمیشہ میرے ہم خیال رہینگے۔ مگر شدنی کراکے چھوڑتی ہے۔

انچہ نصیب است ہم می رسد		ور نہ ستانی بہ ستم می رسد

داروغہ شیام دھر مہارانی کے بھائی تھے اور خدمت داروغگی انجام دیتے تھے اُن سے اور بابو پرسنگھ نرائن والد ماجد مہاراجہ حال سے کچھ حسابی معاملات مین بگڑ گئی داروغہ صاحب کی بہن مہارانی تھین بھلا اُنکو کب ضبط ہو سکتا تھا یہ وہ چال چلے کہ موجودہ بساط ہی اولٹ گئی اب نہ مہارانی صاحبہ نانی

تھین نہ پرتاب نرائن سنگھ اُن کے نواسے تھے۔

وہ چاہ اور وہ پیار وہ الفت نہین رہی		وہ دل نہین رہا وہ طبیعت نہین رہی

مہاراجہ حال نے بہت کوشش کی کہ اپنی بے قصوری ثابت کرین اور اظہار فدویت اور مہارانی کے ناجائز برتاؤ کی برداشت اور مفسدہ پردازون کی بداعمالیون کے نظر انداز کرنے مین جس عمل اور بردباری سے اُنھون نے برتاؤ کیا وہ ایک دوسرے نوجوان رئیس سے سوائے اِس ہونہار مہاراجہ کے غیر ممکن تھا۔ لیکن کچھ فائدہ نہوا اب اسی مخالفت پر کفایت نہین کی گئی جو فیمابین نانی اور نواسہ کے کرادیگئی بلکہ اِس رنج کو مضبوط کرنے اور اُس کی صفائی کی طرف دل نہ آنے دینے کے واسطے عاقلانہ کارروائی داروغہ بانی شرو فساد کی طرف سے یہ ہوئی کہ اپنی لڑکی ترلوکی ناتھ خلف راجہ رگھوبر دیال کے ساتھ بیاہ دی یہ لڑکی پہلے سے مہاراجۂ حال کے سالے کے ساتھ نامزد تھی اور مراسم ابتدائے انعقاد نسبت کے ادا ہوچکے تھے لیکن یہان کچھ ننگ وناموس سے بحث نہ تھی مطلب یہ تھا کہ پرتاب نرائن سنگھ مہاراجہ نہونے پاوے مگر اِس سے غافل تھے۔

چراغے را کہ ایزد بر فروزد		ہر آن کو پف زند ریشش بسوزد

اب لال ترلوکی ناتھ مہاراجہ کا بھتیجا دولھا مہارانی کی بھتیجی دلھن اگر لڑائی اور
بکھیڑا بھی نکرا دیا گیا ہوتا تو یہی تدبیر مہارانی کو اُسکے ارادہ سابقہ اور مہاراجہ
قائم جنگ کی منشا پورا کرنے سے پھیر دینے کے واسطے کافی تھی نوعمر مہاراجہ
اُس وقت بستر رنجوری پر بمقام لکھنؤ پڑا ہوا تھا اُس روز ساتوان فاقہ شدت
علالت سے تھا جس وقت اِس دستاویز کی خبر اُسکو پہونچی یہ لکھنا فضول ہے
کہ کیا حالت ہوئی ہر ذی علم خود سمجھ سکتا ہے مگر یہ ضرور کہنا پڑتا ہے کہ کیا مہاراجہ
مان سنگھ امید رکھتے تھے اور کیا اس مہارانی سے وقوع مین آیا یہ واقعہ نوعمر
مہاراجہ حال کے دل کو توڑ دینے والا واقعہ تھا اور بہت خوف تھا کہ بیماری
بڑھ نجائے مگر چونکہ بارگاہ ایزدی سے اس کو دولت استقلال بھی ملی تھی وہ اس
موقع پر صرف کی گئی اور اُسکے خالص دوستون نے اُسکو راے دی
کہ مقدمہ عدالت مین تنسیخ وصیت نامہ مہارانی کیواسطے دائر کیا جانا چاہیئے
حکام والامقام ملک اودھ جو مہاراجہ مرحوم کے اقرار و منشائے سے واقف تھے
اور نوعمر مہاراجہ کو بھی عزیز رکھتے تھے اُنکی بھی یہی راے ہوئی کہ دوسرے
فسادات کا دروازہ بند کرکے عدالت کا در مضبوط پکڑا جاے اِن نیک
مشورہ جات کی بنیاد پر دعوی استقرار حق بمنسوخی وصیت نامہ مورخہ ۲۲-

اپریل ۲۴ سنہ ۱۸۶۴ع و ۱۶۲ - اگست ۲۲ سنہ ۱۸۶۴ع بحکم عدالت مال ۱۱ - نومبر ۲۷ سنہ ۱۸۶۴ع جسکے ذریعے سے قبضہ مہارانی صاحبہ کا ریاست پر ہوا تھا بہ عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دائر کیا اُس وقت کلکٹر ضلع خود حاکم دیوانی تھے اب مہارانی کو بھی تردد ہوا اور وہاں انجمن مشورت جمع ہوئی باستثنائے چند اشخاص کے باقی جملہ ملازمین ریاست اُسی طرف تھے۔

ہر کجا چشمہ بود شیرین		مردم و مرغ و مور گرد آیند	

اب بحالت اضطرابی مشورے ہونے لگے جو لوگ کفران نعمتی اور تباہی ریاست مہاراجہ حال پر آمادہ تھے وہ سب ہمزبان ہوکر مہارانی صاحبہ کی رائے کی تحسین کرنے لگے میرے نام بھی اُس وقت ایک تحریر مہارانی صاحبہ نے بدست معتمد خاص بھیجی چنانچہ نقل اُسکی یہ ہے۔

خط مہارانی صاحبہ بنام این نامہ نگار

راجہ صاحب کرم گستر راجہ درگا پرشاد صاحب تعلقدار سروین بڑاگانون زاد الطافکم

بعد ابراز مراسم نیاز کے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ بوجہ وفور ارتباط و اتحاد جو فیما بین آپکے اور مہاراجہ بہادر کے مربوط تھا یقین ہے کہ آپ منشاء مہاراجہ بہادر سے واقف ہوں یعنی آپ کو خوب معلوم ہوگا کہ مہاراجہ صاحب کو بعد

اپنے انتقال کے ریاست تعلقہ جات مندرجہ اسناد عطیہ گورنمنٹ ہند کا
اپنے ہی خاندان مین رہنا منظور تھا ددواصاحب نواسہ کو جیسا کہ اُنھون نے
دعویٰ باطلہ وبے بنیاد عدالت مین دائر کیا ہے مہاراجہ صاحب بہادر کو ہرگز
منظور نہ تھا کہ مالک اس ریاست کے کسی وقت مین ددواصاحب نواسے
ہووین اور مابعد انتقال مہاراجہ صاحب بہادر کے وصیت نامہ امانتی
سرکار سے صاف واضح ہو گیا کہ بعد اپنے میرا مالک ریاست و مال منقولہ
وغیر منقولہ پر مثل اپنے ہونا اور قائم مقام اپنا تجویز کرنا میری ہی رائے پر حوالہ
فرمایا ہے راقمہ نے اپنے اختیارات حاصلہ کے موجب اور اُس منشار
مہاراجہ صاحب کے موافق جو مجھکو معلوم تھا برخوردار لال ترلوکی ناتھ سنگھ کو
فرزند کر کے جانشین اور قائم مقام مہاراجہ صاحب بہادر کا بعد اپنے کل ریاست
و مال منقولہ و غیر منقولہ پر کر دیا جو کہ ددواصاحب نے نالش مدعیانہ و مخالفانہ
بباعث ورغلانے چند بدخواہان کے راقمہ پر عدالت مین دائر کی ہے لہذا
اطلاع دہی ضرور ہے کہ آپ اپنی رائے سے مجھ پردہ نشین کو مطلع فرماوین۔

ریاست تعلقہ مہدونہ و تعلقہ گونڈہ
جنگ کے۔سی۔ایس۔آئی کی وا
سر مہاراجہ مان سنگھ بہادر قائم
مہارانی سوبھاؤ کنور مہارا

مرقوم پنجم فروری ۱۸۷۳ء

راقمہ
مہارانی مقام شاہ گنج

مین سنے جو کچھ اِس کا جواب دیا افسوس ہے کہ اُسپر عمل نکیا گیا ورنہ آخر مین
مہارانی کو ندامت نہ اُٹھانی پڑتی وہ معدودی چند ملازمین بھی قابل قدر ہین
جو اِس طوفان نے تیزی مین اپنے حق نمک پر ثابت قدم رہے مہاراجہ حال
کے پاس سوائے ناکامی اور نامرادی کے کیا چیز تھی البتہ تقدیر تسکین دے
رہی تھی کہ اِن انقلابات سے نہ گھبراؤ دیکھو کیا ہوتا ہے۔

ہان مشو نومید چون واقف نۂ از سر غیب	باشد اندر پردہ بازی ہاے پنہان غم مخور

لیکن انسان غافل کو کب ایسے امور سے تسکین ہوتی ہے اور تقدیر پر
کس کو صبر آتا ہے چنانچہ اِس ہونہار مہاراجہ کو تردد اور پریشانی سے ہردم سرو کا
تھا مگر جرأت خداداد ہمیشہ ساتھ ہی تھی اُسکے بھروسے پر تدبیرون سے کام لینا
شروع کیا یہ مقدمہ اجلاس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے آخر بحق مہارانی صاحبہ
بر بنیاد وصیت نامہ ثانی بتاریخ ۲۸- جولائی ۱۸۷۳ع فیصل ہوا اور صاحب جوڈیشل
کمشنر بہادر نے بروقت اپیل ۲۴- دسمبر سنہ مذکور فیصلہ عدالت ماتحت بحال
رکھا ہر چند کہ دوستون کی راے تھی کہ مقدمے سے دست برداری کیجاوے
اور اِس اثنا مین مہارانی صاحبہ نے بلا کر کہا کہ ہم تم کو گونڈہ کا علاقہ دینے کو
تیار ہین مہاراجہ حال نے جواب دیا کہ مجھے آپ کی بجا آوری ارشاد مین

عذر نہین ہے اگر مجھکو براہ راست اختیار اداے مالگذاری اور موقع شراکت
دربار بحیثیت ایک علیحدہ تعلقدار کے دیا جائے تو مجھے منظور ہے اِس بات پر
مہارانی صاحبہ بگڑ گئین اور کہا کہ یہ ہرگز نہین ہو سکتا اب عدالت سے جو فیصلہ
ہوگا وہی بہتر ہوگا آخر مقدمہ ولایت مین اپیل ہوا اِس درمیان مین مہاراجہ جال
کا دل اہل وطن اور دوستان منافق اور عزیزان غیر موافق سے سیر ہو کر آمادہ سفر ہوا۔

دشمنان دست کین برآوردند	دوستے مہربان ــــ نمے یابم
یک جہان آدمی ــــ ہمے بینم	مردمے درمیان ــــ نمے یابم
ہم بدشمن درون گریزم زانکہ	یاری از دوستان ــــ نمے یابم

مگر چونکہ مہارانی صاحبہ کی سرد مہری نے تمام ابواب مداخل کے مسدود کر دیئے
تھے لہذا ایسے سفر کے سامان بہم پہونچانے مین بہت کچھ دقّتون سے
سامنا ہوا آخر دوستون کی طرف نگاہ گئی چنانچہ اول یہ سفر بجانب کالا کانکر
واقع ہوا راہ کی مصیبت اور سواری کی دقّت نے گردش فلکی کی تصویر سامنے
کھڑی کرکے دکھلادی راجہ رامپال سنگہ معزز تعلقدار کالاکانکر نے نہایت
مہمانداری کے ساتھ خیر مقدم کیا اور ہمدردی کے ساتھ پیش آئے وہان سے
رخصت ہوکر فیض آباد پہونچے گذارہ مقررہ سے پیشگی زر حاصل کرکے بعد بقیہ

انتظام مقدمہ کے باستصواب و ہدایت جناب ڈیوس صاحب بہادر لفٹننٹ
گورنر پنجاب ۱۲۸۱ء مین آپنے سفر کشمیر اختیار فرمایا اور اُس سفر مین اکثر
مقامات مقدسہ اور معابد متبرکہ کی زیارت کرتے ہوئے وطن واپس تشریف
لائے اور پھر اپنے مقدمہ کی پیروی مین آپ مصروف ہوئے بعد چندے
آپ کو دریافت ہوا کہ مہاراجہ جنگ بہادر وزیر نیپال ولایت جاتے ہین
اِس بلند اقبال کا شاہباز ہمت جو ہمیشہ اوج فلک پر پرواز کرتا ہے اِس بات
پر آمادہ ہوا کہ یہ امر اتفاقیہ ہے ان سے ملاقات کر لینا ضروری امر ہے بلکہ
آیندہ کے فوائد سے خالی نہین ہے امید کہ میرے نانا کی عظمت و شوکت
پر لحاظ کر کے ضرور مجھسے عمدہ برتاؤ کرین -

باشد بقدر ہمتِ تو اعتبار تو	ہمت بلند دار کہ پیشِ خدا و خلق

چنانچہ فوراً آپ اجودھیا سے بغرض ملاقات بنارس پہونچے وہان پہونچکر
معلوم ہوا کہ وہ سفر یورپ کے لیئے روانہ ہو چکے ہین اِس ناکامی سے بہت
کچھ شکستہ دلی ہوئی آخر کو مہاراجہ بہادر نے اپنی حاضری اور ناکامی کا تار دیا اُدھر
سے جواب بہت مہربانی اور تاسف کے ساتھ آیا وہان سے پھر اجودھیا کی
واپسی واقع ہوئی یہان آکر دوسری خبر ملی کہ مہاراجہ صاحب موصوف نے باعث

گر جانے گھوڑے سے فسخ عزیمت یورپ کی ہے اور بنارس آتے ہین چنانچہ پھر
یہ عالی خیال اپنے اس ارادہ سابقہ پر قائم ہو کر بعزم حصول ملاقات بنارس روانہ ہوا
اور وہان بتاریخ ۷-فروری ۱۸۵۵ء بروز شیو راتر مہاراجہ صاحب بہادر نیپال سے
ملاقات حاصل کی بنظر اقتدار مہاراجہ بہادر قائم جنگ اس قدر اعزاز اِس بلند
اقبال کا کیا گیا کہ لب فرش تک بگھی سواری کی لائی گئی اور مراتب استقبال ادا
ہوے ایک گھنٹہ تک کلمات شیرین اور معاملات دلنشین کی بات چیت رہی
آخر رخصت ہو کر وہان سے مراجعت فرما ہوئے ۱۹-جولائی ۱۸۷۷ء کو مقدمہ
پریوی کونسل سے آپکے حق مین فیصل ہوا پھر کیا تھا آج دھیا آتے آتے زمانہ کی
اور ہی رنگت بدل گئی وہی دولت وہی سامان ہر طرف سے خیر خواہون کا
مجمع دولتخواہون کا ہجوم غرض کہ ہر طرح سے اسباب جمعیت و فراعت کے جمع
ہو گئے-اِس موقع پر ایک روایت قابل تحریر ہے کہ بعد دخلیابی کے اول دسہرہ کا
جو آپ نے جشن بڑے تزک اور احتشام سے کیا اس تقریب مین اپنی نانی صاحبہ
کی خدمت مین نذر دینے کے لئے چلے جس وقت اندر ڈیوڑھی کے پہونچے
لال ترلوکی ناتھ اپنی ناکامیابی کے غصے مین بقصد قتل اندر ڈیوڑھی کے
ننگی تلوار ہاتھ مین لئے چھپے ہوے کھڑے تھے جیسے ہی آپ نے اندر

ڈیوڑھی کے قدم رکھا ویسے ہی لال صاحب نے وار تلوار کا آپ پر چھوڑا
فضل حافظ حقیقی سے وار خالی گیا پھر دوسری مرتبہ جرأت نہوئی اور سیرآسمگی
کی حالت مین ایک سکتہ کی صورت اُن پر طاری ہوگئی مگر واہ رے آپکا ظرف
اور سبحان اللہ آپکی طبیعت کہ اندک اُسکا خیال نکیا اور بغلگیر ہوکر اُنکا ہاتھ
پکڑلیا اور مہارانی صاحبہ سے نذر دینے کے بعد ہاتھ پکڑے ہوئے باہر آئے
اور نہایت اپنی مہربانی اُنکے حال پر ظاہر فرمائی اور اس قصہ کو کسی پر افشا
ہونے ندیا بلکہ یہانتک حفاظت اس امر پر فرمائی کہ اُس روز سے ساتھ کھانا شروع
کیا اور ہواخوری بھی ساتھ ساتھ کرنے لگے۔

کدام جامہ ازعیب پوشی خلق ست		بپوشِ چشم خود ازعیب خلق عُریان باش

انھین ایام کامرانی مین آپکی والدہ ماجدہ برج راج کنورنے بتاریخ ۱۳ اگست
۱۸۷۸ء روز شنبہ مطابق سمبت ۱۹۳۵ کو انتقال فرمایا جس سے سخت اندوہ
وغم واقع ہوا لیکن بجز صبر کے کیا چارہ تھا۔

ہرآنکہ زاد بناچار بایدش خوردن		زجام دھر مئے کُلُّ مَنْ علیہا فان

اب پھر مین ذکر مقدمہ کا شروع کرتا ہون کہ لال صاحب نے باوجود اس قدر
مہربانیون اور اغماض مہاراجہ کے پھر بے اعتنائی شروع کی اور مقدمہ ازسرنو

اپنی طرف سے دائر عدالت فیض آباد کیا اور ۲۹- اگست ۱۸۸۱ء کو برخلاف اُنکے اِس عدالت سے فیصل ہوا پھر لال صاحب نے جوڈیشلی مین اپیل دائر کی وہان سے ۲۲- جولائی ۱۸۸۲ء کو اُنکو کامیابی حاصل ہوئی- اس موقع پر مہاراجہ حال کی طبیعت پر ایک سخت پریشانی واقع ہوئی اور اس رنج و ملال مین قریب تھا کہ سر رشتہ استقلال ہاتھ سے جاتا رہے لیکن ہمت خداداد نے پھر مدد کی اور طالع بیدار نے اپیل کے لیئے رہنمائی فرمائی چنانچہ اپیل دائر ولایت کردیا اور حالت انتشار و انتظار مین ہواے وطن ناموافق سمجھ کر سفر دوارکاجی کا اختیار کیا اور واقعی اُسوقت حضر سے سفر ہی مناسب حال تھا اس واسطے کہ دشمنون کا ہجوم مخالفون کا یورش غمخوارون کی قلت ہر طرف سے آفت پر آفت نازل ہوتی تھی کبھی جماعت مخالف کی یہ فکر تھی کہ مہاراجہ حال کو کسی مقدمہ مین پھنسائین کبھی یہ کہ آپکو کسی طور سے حکام کے سامنے بدنام کرین یا زہر دیکر مار ڈالین مگر فضل و کرم ایزدی ہر بلیات و آفات سے آپکو بچاتا رہا-

ہزار دشمنم ار می کنند قصد ہلاک	گرم تو دوستی از دشمنان چہ دارم باک

چنانچہ یہ سفر وسیلۃ الظفر ۱۸۸۳ء مین شروع ہوا اول متھرا مین دو تین روز مقام رہا وہان پر لال ترلوکی ناتھ کے آدمی تفتیش حالات تفحص معاملات کیواسطے پہونچے

اور اُنھون نے از روے زور و مکر گفتگوے مصالحت شروع کی اس طرف سے
بھی جیسا سوال تھا ویسا ہی جواب دیا گیا اور پھر روانگی منزل مقصود کی
عمل مین آئی یعنی بجانب سری دوارکا جی نہایت عقیدت دلی اور جوش باطنی
کے ساتھ روانگی واقع ہوئی سری کرشن مہراج کی جناب مین بھی التجا ہر ہر قدم پر
تھی کہ تمھین دستگیر درماندگان اور فریادرس بیچارگان ہو۔

جز تو کسے نیست کہ دادم دہد	برگ و بر از نخل مرادم دہد
گر شود ت ابر کرم موجزن	بشگفد این گلشن امید من

آخر بعد طے مراحل و قطع منازل دوارکا پہونچکر مشرف زیارت ہوے اور نیاز
اس بلند اقبال کی مقبول و مستجاب ہوئی واپسی کے وقت دفعتاً سمندر مین
طوفان آیا اور جہاز مبتلاے طوفان ہو گیا کار پردازانِ جہاز کے چھکے چھوٹ گئے
مسافرون کے ہوش و حواس جاتے رہے مگر چونکہ حافظ حقیقی ہر حال مین حافظ
او ر ناصر احوال تھا ہواے موافق نے اُس طوفان رسیدہ جہاز کو ساحل مراد پر
پہونچا دیا اور ہر بلیات اور آفات سے محفوظ رکھا۔ از انجا کہ عسرت کے بعد عشرت
اور ہر غم کے بعد راحت ہے بعد چندے فضل خدا شامل حال ہوا بخت بیدار
بر سر یاری اور زمانہ آمادۂ مددگاری ہو گیا یعنی مقدمہ پریوی کونسل سے بحق مہاراجہ

فیصل ہوا دشمنون کی ہمتین ٹوٹ گئین بدخواہون کے منھہ پر دھوان چھا گیا دشمنان
روسیاہ دامن ندامت مین منھہ چھپانے لگے مردمان حق شناس اور دوستان
محبت اساس کی طبیعتین شاد اور بشاش ہوگئین کارکنان دولت انگلشیہ
وکارپردازان سلطنت برطانیہ یعنی حکام ذوی الاحترام نے ماہ دسمبر ۱۸۸۵ء مین
قبضہ باضابطہ دیگر اِس بلند اقبال کو بزمان سعید و آوان حمید نہایت تزک اور
احتشام کے ساتھہ مسند نشین کیا اس بلند ہمت نے اِس موقع پر عمدہ طور سے مراتب
شکر گزاری ادا کیے یعنی گیارہ ہزار بیگھہ زمین مستحقین اور محتاجین کو عطا فرمائی اور دامن
آرزوے خیر خواہان اور بہی خواہان کو نقد مراد سے مالامال کر دیا مگر لال ترلوکی ناتھ
باوجود ناکامیابیون کے صحبت مفسدان شرارت پیشہ کے اثر سے پھر باز نہ آئے
اور ایک مقدمہ ازسرنو بابت واپسی جائداد غیر تعلقداری کے دائر عدالت
فیض آباد کیا لیکن بفضل ایزد کارساز بندہ نواز یہ مقدمہ بھی بحق مہاراجہ حال طے
ہوا اور اِس آخری معاملے نے رہا سہا لال صاحب کی قسمت کا فیصلہ کر دیا جس سے
شکست فاش اور ہزیمت دلخراش کے ساتھ کنج ناکامی مین اُنکو بیٹھنا پڑا مگر واہ ری
ہمت اور جزاک اللہ صفائی طبیعت کہ مہاراجہ بہادر نے ایسی حالت مین بھی
اُنکے طرز معاشرت اور طریق عمل پر اندک خیال نکر کے کنج خجالت اور ناکامی سے

بدست شفقت اُٹھا کر غبار ملال اُنکے چہرے سے پاک کیا اور موجب آٹھ ہزار روپیہ سالانہ اُنکے مایحتاج ضروری کے لیئے مقرر کیا اور خرچہ عدالتی مع واصلات جسکی تعداد ایک لاکھ مع ۱۷۵ کی تھی معاف کرکے ہر طرح سے اُنکو مطمئن کر دیا

من بدکنم و تو بد مکافات دہی	پس فرق میان من و تو چیست بگو

مہاراجہ بہادر کے اس طرز معاشرت اور طریق عمل سے اس قدر لال صاحب پر بھی اثر پڑا کہ پھر اُس وقت سے تا حیات کبھی آپکے خلاف نہوے اور منزل ارادت پر مستقیم ہو کر آپکے سایۂ التفات مین ہنسی خوشی کے ساتھ زندگانی بسر کرتے رہے افسوس کہ عین جوانی مین اِس پُر ارمان نے بقضاے الٰہی انتقال کیا اب مہاراجہ بہادر لال صاحب کے متعلقین اولاد کو نہایت عزیز رکھتے ہین اور اُنکے ملال یتیمی کو ہمیشہ دست شفقت سے دور کرتے رہتے ہین۔

پدر مردہ را سایہ بر سر فگن	غبارش بیفشان و خارش بکن
اگر سایۂ او برفت از سرش	تو در سایۂ خویشتن پرورش

لیکن اس مقدمے سے یہانتک خانہ خرابی اس ریاست کی ہوئی کہ تمام سامان دولت و حشمت و اسباب جمعیت و ثروت دست برد ناحق کوشان اور نیز صرف مقدمات ہو کر بار عظیم اِس ریاست پر ہو گیا بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ علاوہ خانہ بربادی کے

دونون طرف کا بار مصارف مقدمہ دوش ہمت اسی بلند اقبال پر پڑا جسکو
اپنی ہمت بلند اور نیت حق پسند سے بخوشی تمام برداشت کرلیا اس موقع پر
یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ان ایام مصیبت و زمان کلفت مین جن جن صحاب معزز
نے آپکے ساتھ ہمدردی فرمائی ہے وہ صاحبان باوقار درج ذیل ہین۔

آمیرالدولہ سعید الملک راجہ امیر حسن خان صاحب بہادر ممتاز جنگ۔ کے
سی۔ آئی۔ ای۔ رئیس محمود آباد۔

کرنیل ریڈ صاحب بہادر جوڈیشل کمشنر لکھنو۔

سر جان لارڈ اوڈبرن صاحب بہادر لفٹننٹ گورنر بنگال۔

سر الفرڈ لائل صاحب بہادر لفٹننٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی و اودھ

مسٹر پی کارنیگی صاحب بہادر کمشنر فیض آباد۔

ایچ آئی ہرکٹن صاحب بہادر کمشنر فیض آباد

واقعی بات یہ ہے کہ ایسی مصیبتون مین ہمدردی دوستون اور بزرگون کی ضرور
قابل قدر اور یادگار کے ہوتی ہے اکثر ناسپاس اُسکو بھول جاتے ہین اور اُس کے
بیان کرنے اور اظہار مین اغماض کرتے ہین لیکن مہاراجہ کی حق شناس اور سپاس گزار
طبیعت کی تعریف کرنا چاہیئے کہ ابتک اُنکے احسانات کو فراموش نہین

کیا ہے اور ذکر انکا موقع موقع پر کرتے رہتے ہین بعد چندے ۱۶- فروری ۱۸۸۷ء
مین خطاب مہاراجگی آپکو گورنمنٹ عالیہ کی قدردانی سے عطا ہوا اور ۲۰- جولائی ۱۸۹۰ء
مین خطاب کے- سی- آئی- ای خطابات سابقہ پر افزود ہوا چنانچہ راقم نے
فی البدیہہ یہ تاریخ لکھی-

ایا جناب مہاراجہ کرم فرما	مدام ابلق ایام زیران تو باد
خطاب عالی کے- سی- و نیز آئی ای	عطا ز لطف تو کرد شاہ عدل نہاد
چہ شاہ حضرت شاہنشہ فلک درگاہ	حضور ملکۂ وکٹوریہ خجستہ نہاد
ہزار شکر کہ آمد ہمائے عیش بدام	ہزار شکر بکام فتاد نقش مراد
نوشت مہر پئے سال انتخاب جلیل	خطاب تازہ ترا دایما مبارک باد
	سمبت ۱۹۵۳

بعد ازین جس وقت ہز آنر حضور لفٹننٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی و اودھ
نے سر دربار تمغۂ خطاب عطا فرمایا پھر دوسری تاریخ راقم نے لکھی جس کی
نقل ہدیۂ ناظرین ہے-

حبذا مہاراجہ عالی وقار این اودھ	کرد حاصل از شہنشہ بیش بیش عز و وقار
آن خطاب کے- سی- آئی- ای کہ پیش اہل جاہ	باعث اعزاز آمد موجب صد افتخار
داد ہز آنر سر دربار او را از کرم	اے زہی اشفاق و لطف و التفات شہریار

دوستان شاد اندرین اعزاز و جاہی خویش	دشمنان را در نظر گردید عالم تنگ و تار
چون نباشد اینچنین کاین ذات والا جاہ او	افتخار عالم آمد اعتبار روزگار
مہر گوید سال اعزاز تو اے فخر جہان	باد فرخ جاودانی بر تو این جاہ و وقار
	سمبت ۱۹۵۳

بتاریخ ۱۲-جولائی ۱۸۹۱ء گورنمنٹ عالیہ نے آپکی ریاست کو اجودھیا کے نام سے منسوب فرمایا اور ۱۸۹۷ء مین پھر گورنمنٹ قدرشناس نے آپکو بتقریب جشن جوبلی حاضری عدالت سے مستثنے کیا اور ۱۹۰۰ء مین ایکٹ اسلحہ کے اثر سے آپکو بری کردیا اِس موقع پر مجھے انصافاً اس قدر لکھنا ضرور ہے کہ حضور پرنور سر انٹنی مکڈانل صاحب بہادر بالقابہ لفٹننٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی واودھ نے اپنی قدردانی و پایہ شناسی سے مہاراجہ بہادر کو زیادہ تر اعزاز بخشا اور یہ چار اعزاز متواتر مہاراجہ کو آپ ہی کے عہد حکومت مین حاصل ہوے واقعی یہ ہے کہ یہ زمانہ ہمارے حضور ہز آنر کا ایسا ہی ہے کہ ہر حقدار کو اپنے حق پر پہونچنے کی امید کافی ہے اور جو جو امورات رفاہ رعایا اور معاملات فلاح برایا آپکے خیال مبارک مین گذرے وہ سب وقوع پذیر ہو کر باعث امن وامان و آسایش خلائق ہوے ہین۔

بتاریخ ۲۷-جولائی ۱۸۸۸ء عیسوی روز جمعہ مطابق سمبت ۱۹۴۵ کو آپکے والد ماجد بابو نرسنگھ نرائن سنگھ صاحب بہادر نے اس دار فانی سے ملک جاودانی کو

رحلت فرمائی یہ واقعہ مہاراجہ بہادر پر سخت غم اندوز گذرا۔ بابو صاحب کے حالات
خاندانی صفحات گذشتہ مین درج ہو چکے ہین صرف اسی قدر لکھنا کافی سمجھتا ہون
کہ بابو صاحب بہادر نہایت سنجیدہ اور فہمیدہ اور صاحب ہوش و دانش تھے
تمام عمر آپنے فراغت اور دولت کے ساتھ بسر کی اور تاحیات گورنمنٹ عالیہ سے
آنریری مجسٹریٹی کی خدمت پر سرفراز رہے۔

اب مین عنان سمند خامہ کو بطرف دیگر حالات مہاراجہ کے معطوف کر کے ناظرین
کتاب کو آگاہ کرتا ہون کہ سالہا سال کی لڑائیون اور مقدمہ بازی مین عمارت
اجودھیا کی منہدم اور برباد ہوگئی تھی اور جو املاک باقی تھی وہ بھی لائق قیام
اور ایسی ریاست کی شان کے موافق نہ تھی ۔ لہذا ضرورتًا مہاراجہ بہادر کو
تعمیرات کی طرف متوجہ ہونا پڑا محلات راج سدن اور کوٹھیات چند ربھون
و ماَن ہنڈل و مکتا بھاشں و مکانات کچہری وغیرہ نہایت خوبی اور خوش اسلوبی
سے تیار ہوے کہ جسکی آراستگی اور پیراستگی کے اظہار مین زبان بیان قاصر اور
قلم شکستہ رقم اُسکی تحریر مین متعذر ہے پھاٹک کہ جس کا نام لچھمی دوارہے اُسکی
وہ شان کہ سبحان اللہ رفعت اور متانت ایک طرف اُسکی خوبصورتی اور نزاکت
نازک خیالی بانی عمارت پر شہادت کافی دیتی ہے مندر راج راج ایشر اور

سری کرشن جی اور دیبی جی کی خوشش تعمیری اور آرایش اور پیرایش کی
حالت کیا بیان ہوسکتی ہے نمونۂ قدرت آفریدگار ہرطرف نمودار ہے مصرعہ

بہرطرف کہ نظر میرود بہار اینجاست

اپنی والدۂ ماجدہ برج راج کنور کی یادگار مین جو مندر سنگ مرمر کا مع سبھا
اور غلام گردش کے بنایا ہے اُسکی نزاکت اور صفائی معشوقانِ سیمتن و
بتانِ نازک بدن کو شرمندہ کرتی ہے اُسکی بھی تاریخ اِس نامہ نگار نے
حسب فرمایش جناب مہاراجہ صاحب بہادر لکھی۔

حبذا مہاراجۂ ذیجاہ سرپرتاب سنگھ	مادرِ گیتی بعالم مثل او دیگر نزاد
گوہرِ دریایِ دانش جوہرِ تیغِ صفا	مخزنِ الطاف و خوبی معدنِ لطف و داد
انتخابِ نسلِ آدم اعتبارِ قوم و کیش	افتخارِ روزگار و شہرۂ شہر و بلاد
ہمتِ حاتم بود از ہمتش افسانۂ	شوکت و فرش فزون از فرِّ جمشید و قباد
ساخت چون تعمیر مندر یادگار نام خویش	بیگمان صد داغ خجلت بر رخِ جنت نہاد
نام ہم بر نام او بنہاد راد ہا برج راج	مرحبا این جوش الفت مرحبا این اعتقاد

سالِ تعمیرش ز سمبت اینچنین بنوشت مہر
خوش نشانِ مادرِ مہاراجۂ نیکو نہاد
سمبت ١٩٥٢

دیگر تعمیرات کا ذکر کرنا کتاب کے حجم کو بڑھانا ہے صرف اُن عمارات کی تفصیل لکھکر اُنکے نقشہ جات داخل کتاب ہذا کرتا ہون جس سے مفہوم خاطر ناظرین ہوگا کہ اس خاندان کی املاک کو کیا رونق اس ذات باصفات سے ہوئی ہے اور اِس خطۂ پاک اجودھیا کی آپکے وجود مسعود سے کس قدر شان اور رونق بڑھ گئی ہے ان تعمیرات کو دیکھکر ہر شخص کی زبان سے یہی شعر نکلتا ہے۔

یہ کس رشکِ مسیحا کا مکان ہے		زمین جسکی چہارم آسمان ہے

انتظامی مادہ اِس قدر حق تعالے نے اپنے افضال بیکران سے اِس برگزیدۂ روزگار کو عطا فرمایا ہے کہ اگرچہ اِسوقت ہزارہا آدمی ملازم ہین اور عہدہ ہاے جلیلہ اور مناصب رفیعہ پر ممتاز ہین لیکن سب کی نگرانی اور جُزسے کُل تک کامون کی دیکھ بھال کرنا اور ریاست کا دورہ فرمانا اور تکلیفات سفر سے صلا نہ گھبرانا دلیل کمال بیدار مغزی کی ہے دفتر ایسا صاف کہ سبحان اللہ ہر ایک کامون کے لیئے دستورالعمل اور ہر صیغہ کے واسطے عمدہ عمدہ نقشہ جات تیار ہین اور ہر ایک بات کے اصول قائم ہین اور اُسکے کام کرنے والے ملازم اپنے آقاے نعمت پر نثار اور نیز اپنے اپنے کامون پر مستعد اور تیار اور اُنکی فیاضانہ ہمت سے اپنے مقاصد پر کامیاب ہین۔

وضع کی وہ حالت ہے کہ ابتک باوجود تغیرات و تبدلات زمانہ پُرانی وضع کی پوشاک ولباس مین اندک فرق نہ آیا اور درحقیقت یہ پوشاک ولباس عجب لطف نظرون مین پیدا کرتی ہے۔

مذہبی اصول کی ایسی پابندی ہے کہ کافی وقت انہین کامون مین صرف ہوتا ہے بید خوانانِ فرشتہ صورت و شاستر دانانِ فلاطون حکمت کا مجمع خاص وقت پوجا کے ہوتا ہے یہ انجمن بھی قابل دید ہوتی ہے اُسپر ذرا بھی اثر تعصب کسی مذہب اور ملت کے ساتھ نہین ہے مختلف مذاہب کے لوگ عہدہ ہاے جلیلہ پر ممتاز اور آپ کی عنایت اور عواطف سے سرفراز ہین۔

اخراجات لااُبالی اور مصارف منہیات کا پتہ کہین نہین ملتا ہے جو ہے کار خیر مین صرف ہوتا ہے بہت بڑا علاقہ جمعی ساٹھ ہزار ۶۰۰۰۰ صرف منادر کے لیئے وقف ہے جسکا عملہ وفعلہ برابر ایک رئیس کی ریاست کے ہے اُسپر کمیٹی کی نگرانی اور ذاتی دیکھ بھال رہتی ہے تمام تر اصول سے کارروائی ہوتی ہے جسکی ایک عجیب عمدہ حالت دکھلائی دیتی ہے۔

گورنمنٹ کے کامون مین ایسی دلچسپی ہے کہ اگر جان تک کام آوے حاضر ہے ملازمین پر اطاعت حکام کی تاکید بجا آوری امورات سرکاری کے لیئے تہدید شدید رہتی ہے

رفاہ کے کامون مین جس قدر اِس بلند ہمت نے روپیہ دیا ہے اِسی باہمت کا کام تھا ہنگام جشن جوبلی مین ایک لاکھ پانچہزار روپیہ اسامیان کو اِس خوشی مین معاف کردیا اور کالون چندے کے لیئے ایک لاکھ روپیہ دیا اِسی طرح سے بہت چندے آپ نے دیئے ہین جسکی اِسوقت تک چار لاکھ سے زائد تعداد ہے۔

علمی مذاق بھی بہت ہی معقول ہے کہ اوقات فرصت مین کتب بینی کا بیشتر شغل رہتا ہے بھاکھا زبان کے آپ عمدہ شاعر ہین کتاب رس کُسماکر دیکھنے سے اندازۂ نازک خیالی ہوسکتا ہے جو چھپ کر شائع ہوچکی ہے اور عنقریب اُسکا ترجمہ اُردو مین نذر شائقین ہوگا جس سے فن شاعری مین آپ کے کمالات اور زبان بھاکھا کے عمدہ خیالات شائقین پر ظاہر ہون گے۔

انجمن ہند تعلقداران اودھ مین آپ لائف پریسیڈنٹ ہین اِن کامون مین آپ اُسی قدر دلچسپی رکھتے ہین جیسی آپ کے مرحوم نانا سر مہاراجہ مان سنگھ بہادر قائم جنگ سی۔ ایس۔ آئی رکھتے تھے۔

ہز اکسلنسی گورنر جنرل بہادر کشور ہند کی کونسل کے آپ ممبر رہ چکے ہین ہز آنر لفٹننٹ گورنر صوبۂ ہذا کی کونسل مین آپ کو اعزاز ممبری کئی بار حاصل ہوچکا ہے۔

ایک مدت سے اہل ہنود کی خواہش تھی کہ ہم لوگون کو موقع دیا جاوے کہ
ہمارے عرائض اور کارروائی مقدمات حروف ناگری مین مقبول اور منظور گورنمنٹ
ہون لیکن اُنکی کوششین غیر اثر پذیر تھین آخر اس فرقۂ کلان نے آپکی طرف
۱۸۹۷ء مین اس امر کو رجوع کیا چنانچہ آپ ڈپوٹیشن کے پیشوا ہو کر بحضور ہنر آنر
میکڈانل صاحب بہادر لفٹننٹ گورنر بالقابہ کے جا کر میموریل پیش کیا چنانچہ
انصاف پسندی وحق پژوہی حضور ہنر آنر بالقابہ سے اس معاملہ مین بخوبی
کامیابی حاصل ہوئی یعنی ۱۸ - اپریل سنہ ۱۹۰۰ء لوکل گزٹ مین رزلیوشن دربارہ
اجراے حروف ناگری صادر ہوا چنانچہ اِس کوشش کے نتیجہ مین مہاراجہ
بہادر نے تمام اہل ہنود سے عمدہ سپاسگذاری حاصل کی اور ایک عمدہ
یادگار اپنی کوشش کا اس فرقہ مین قائم کیا -

جشن جوبلی ملکہ معظمہ کی یادگار مین آپ نے ایک کلاک ٹاور نہایت خوبی
اور صرف کثیر سے تیار کر کے کچھی دوار محل راج سدن پر نصب کیا ہے جسکا
افتتاح بتاریخ ۶ - ماہ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء ہنر آنر حضور لفٹننٹ گورنر ممالک مغربی و
شمالی و اودھ کے ہاتھ سے ہوا اِس سے بھی اُس وفاداری و عبودیت کا تاج
انگلشیہ کے ساتھ ثبوت ہوتا ہے جو ہر ایک رئیس پر واجب اور فرض ہے

اس جلسۂ عظیم الشان مین تعلقداران ذی وقار و ریاست داران والاتبار کا
مہاراجہ بہادر کے نوید پر جوش و خروش کے ساتھ شریک ہونا اور اپنے اپنے
حشم و خدم سے لطف تازہ بڑھانا اور تمامی ایوانات و قصور ریاست کی آراستگی
اور ہر فرد بشر کی اس تماشا دلفریب سے دلبستگی خصوصًا حضور پر نور ہز آنر
بالقابہ کا گھنٹون معابد و منادر ریاست کی سیر کرنا اور ہر ایک منازل و قصور کے
ملاحظہ سے مہاراجہ بہادر کی عزت افزائی فرمانا ایک عجیب سمان قابل دید تھا۔
اب مین بعضے امور خانگی کا بھی ذکر کر کے اس تحریر کو ختم کرتا ہون اور اپنے
ناظرین کتاب کو زیادہ اس سے تکلیف دینا نہین چاہتا ہون۔
واضح رہے کہ مہاراجہ بہادر کی دو شادیان ہوئین شادی اول مہاراجہ بہادر
قائم جنگ نے ۱۲۶۸ھ مین بمقام سنگاپور بڑے تزک و احتشام سے اپنے
وقت مین کی جسکا ذکر اوپر آچکا ہے۔ دوسری شادی خود آپ نے اپنے عہد
دولت مین بمقام بھاگلپور ایک بڑے عالی خاندان مین کی ہے دونون
کے لیئے بیش قرار مواجب اور سامان دولت اور حشمت مہیا اور آمادہ ہین۔
اہلیان خاندان مہاراجہ بہادر قائم جنگ کے لیئے آپنے گذارہ ہاے لائقہ مقرر
فرمائے ہین اور اُن سب کے ساتھ خیال عزت و ہمدردی ہمیشہ آپ ملحوظ رکھتے ہین

اور وہ لوگ بھی فرداً فرداً اِس سردارانہ عنایتون کے منت پذیر اور اِس فیض رسانی اور نیک مزاجی کے سپاس گذار رہتے ہین - مین نے خود اِس جلسۂ عظیم الشان مین دیکھا ہے کہ مہاراجہ بہادر نے اِن سب ممبران خاندان کو بڑی عزت کے ساتھ حضور ہز آنر مین پیش کیا اور ہر ایک کے حالات مختصراً بیان فرمائے جس سے بخوبی ثابت ہوتا تھا کہ مہاراجہ بہادر کو کس قدر اُنکی عزت افزائی کا خیال ہے - واقعی آپ کے طرز معاشرت اور حُسن اخلاق کا ہر شخص مداح و ثناخوان ہو رہا ہے اور ہر شخص کی زبان سے یہی نکلتا ہے کہ مہاراجہ بہادر قائم جنگ کے لیئے ایسا ہی جانشین نیک مزاج ہر دل عزیز ہونا چاہیئے تھا -

ہر کہ در سیرتِ نیکو بود	آدمی از آدمیان اُو بود
خوئے مردم نہ نکو روئے ست	خوئے نکو مایۂ نیکوئے ست

بقلم محمد شمس الدین اعجاز رقم



شکر که این نامه بپایان رسید — کارِ منِ خسته بسامان رسید

شکر که این شاهدِ توبه شکن — جلوه فروز آمده در انجمن

کس چه شناسد که چها کرده ام — که این گهر از دُرج برآورده ام

چند شبان فکرِ سخن بود و بس — بود نه کس غیر سخن هم نفس

وحشتِ دل داشت بخاطر گذر — خواب بچشم نه قرارِ جگر

خار تفکر بجگر نیش زن — جان و دلم محو بهارِ سخن

پیک خیالم سوے گردون روان — قطع کنان وادئ کون و مکان

هر دو جهان بود بزیرِ قدم — پیش نظر داشت وجود و عدم

هر قدمے بود یکے تازه بیم — جان پُر اندیشه و خاطر دو نیم

تا به چنین فکر و تگاپوے سخت — وز مددِ طالع و یاری بخت

بادهٔ مقصود در آمد بجام — مرغ تمنای من آمد بدام

رشتهٔ امید بدستم رسید — صبح مراد دلم آمد پدید

آنکه سخن سنج و سخن پرورست — دانشش از نقد معانی پُرست

نیک شناسد که سخن گستری — کار نه سهل آمد و نی سرسری

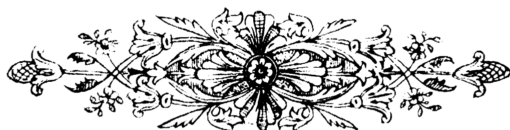
تا نه جگر خون شود ای جان من — نغمه نه خیزد ز رباب سخن

هست امیدم که اگر دوستان — پای گذارند درین بوستان

در حقِ من بذل محبت کنند — یاد منِ خسته ز شفقت کنند

سهو و خطائی که برفت از قلم — عفو نمایند ز لطف و کرم

مهر بطولِ سخن اکنون مکوش
لازم وقت ست که باشی خموش



تاریخ خاتمۂ کتاب ہذا

از نتایج افکار گہربار جناب کنور کامتا پرشاد صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر جونپور و برادر خورد مصنف کتاب ہذا

مہر نے تاریخ اودھ یہ لکھی — جسکا نہین خوبی مین مثل و عدیل

ناطق و غالب نہین دنیا مین آج — ہوتے تو اِس دعوی کے ہوتے کفیل

وہ بھی تو زانوے ادب کرتے خم — زندہ جو ہوتے کہین مرزا قتیل

پہلے ہین حالات سری رامچندر — حاضرِ دربار ہین نل اور نیل

رام کا رایت سوی لنکا روان — بج رہا اون کا ہے کوسِ رحیل

شادی و غم قصۂ ہجر و وصال — سیتا مہارانی کا صبرِ جمیل

وحدت و کثرت کے کھلے سب ہین راز — آئنہ سے ہے قدرتِ ربِ جلیل

پھر ہے لکھا حال مہاراجگان — چھوڑا نہین کچھ ہے کثیر و قلیل

رونق مہراجگی سرمان سنگھ — آپ ہی گذرا ہے جو اپنا عدیل

حال مہاراجہ اجودھیا نریس — دین کا حامی تو دھرم کا کفیل

نام ہے پرتاب نرائن وسنگھ — باب کرم ذکر سے اُسکے طویل

ایک جو مہتاب تو اک آفتاب — ایک جو حاتم تھا تو ہے اک خلیل

بخششوں کا اِن کی جہاں ذکر ہے — کتنی ہی بہ نکلی ہیں واں موتی جھیل

قہر کی اُتنی ہی ہے کم داستان — رحم کا جتنا ہوا قصہ طویل

راجہ ہے خود آپ بھی فخرِ زمن — لکھا بھی راجوں کا ہے ذکرِ جمیل

نورِ علیٰ نور کا ہے مسئلہ — راجہ سے مہاراجہ کا ذکرِ جلیل

ذکر کا ذاکر سے کھلا مرتبہ — فخر ہوا فخر کا آکر کفیل

مصرِ اودھ کا ہے اگر یہ عزیز — کعبۂ سندیلہ کا ہے اک خلیل

صلِّ علیٰ حسنِ عروسِ سخن — قدرتِ حق نورِ جمالِ جمیل

بزم کا جلسہ جو لکھا ہے کہیں — ہو گیا ہے جشنِ فریدوں ذلیل

باڑھ جو دکھلائی ہے تلوار کی — خشک ہوا خوف سے ہے رودِ نیل

خود ہے بلاغت کی بلاغت گواہ — مہر کی ہے مہر ہی روشن دلیل

ایسی بھی تصنیف کی ہو کیا مثال — ایسے مصنف کا کہاں ہے عدیل

نجم بہت ہو چکا طولِ مقال — فکر میں تاریخ کی اب کیا ہے ڈھیل

ہجرتِ نبوی کا ہے آغاز سال — لکھدو مہاراجوں کا ذکرِ جلیل

۱۳۲۰ ہجری

اب سنِ عیسی بھی لکھو یوں کہ واہ

تذکرہ شاہوں کا لکھانے عدیل

۱۹۰۲ عیسوی